وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

جلد ۳

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ



شبیر برادرز

اردو بازار ۰ لاہور

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

تصانیفِ اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرتُ الرسول ﷺ کا

عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانِ رحمت

افادات

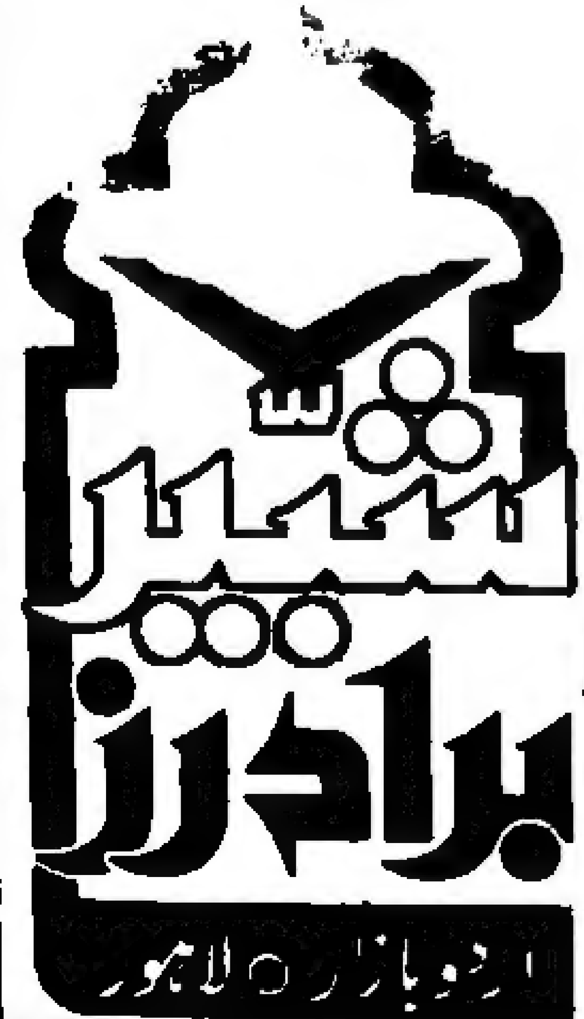
شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب

محمد علی قادری رضوی

جلد سوئم



شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ جانِ رحمت

جلد 3

افادات: شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

جمع و ترتیب: محمد عیسیٰ قادری رضوی

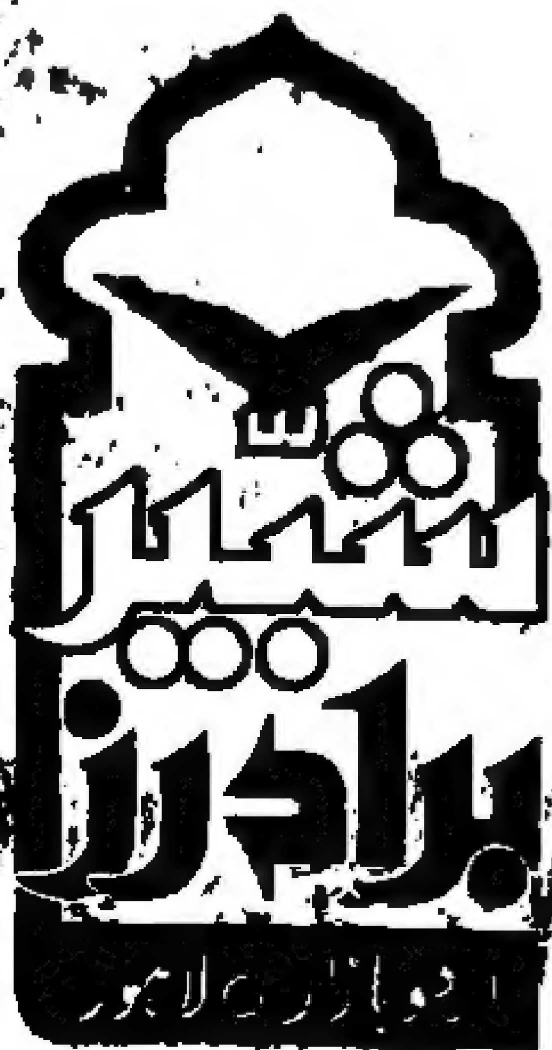
ناشر: ملک شبیر حسین

سن اشاعت: مئی 2007ء / ربیع الثانی 1428ھ

طابع: اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

سرورق: فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور

قیمت: 1600 روپے مکمل سیٹ



فہرست مضامین

مشمولات

● اخلاق نبوت ● اسماءنبوی ● ازواج واہل بیت ● معجزات نبوی

● معراج النبی ● علوم غیبیہ ● نور محمدی ● سیادت مطلقہ ● خاتمیت محمدی

● حیات النبی ● شان محبوبیت ● انفرادی خصوصیات ● اول وآخر ظاہر و باطن

فہرست مضامین

جلد سوم

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

اولاد کرام 201

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

صفحات	مضامین
270	اشعار
273	**معجزات نبوی ﷺ**
275	معجزہ کیا ہے؟
276	معجزات کی چار قسمیں
278	حضور اور انبیاء سابقین کے معجزات
281	مختلف معجزات کا اجمالی تذکرہ
285	اونٹ کی فریاد
288	اونٹ نے حضور کو سجدہ کیا
289	سورج ٹھہر گیا
290	چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
291	استن حنانہ
292	معجزۂ شق القمر
293	درخت آپس میں مل گئے
295	پہاڑ نے حضور کو آواز دی
295	زوجین میں الفت ہوگئی
296	درخت نے حضور کو سلام کیا
297	ہرنی کی رہائی
298	قرض کی ادائیگی

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

نور محمدی ﷺ 545

مضامین	صفحات
وقت ولادت نور حضور	583
سوزن گم شدہ مل گئی	584
بشریت نورانیت کے منافی نہیں	584
فرشتوں کا بھی سایہ نہیں	585
عدم سایہ کا ثبوت اور امام احمد رضا کا عشق بھرا پیغام	587
فائدہ جلیلہ	592
حضور تاریکی میں بھی دیکھتے تھے	594
عدم سایہ اور صحابہ کا ادب	595
آداب بارگاہ اقدس	598
اکثر صحابہ کا سایہ نہ دیکھنے کی وجہ	599
عدم سایہ پر مطلع نہ ہونے کی ایک اور وجہ	601
حضور کی نماز نور ہے	604
حضور نور عرش ہیں	605
نور نبی مخلوق ہے	605
آدم کو فرشتوں کا سجدہ	605
حضور کا سراپائے اقدس منور ہے	606
سراپردۂ عرش میں نور محمدی	607
روز قیامت نور محمدی کی جولانی	607

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات
بہترین قبیلہ وخاندان میں حضور کی تشریف آوری.............	693
بہترین اولاد آدم.....................	694
روز قیامت فضل میں سبقت.....................	695
حدیث اختصار کی مراد.....................	696
اول وآخر.....................	698
حشر، حضور کے قدموں میں.....................	699
براق صرف حضور کو عطا ہوگا.....................	699
جنتی حلہ حضور کو عطا ہوگا.....................	700
روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی.....................	701
حضرت ابراہیم کی رغبت.....................	702
انبیاء کے خطیب وشفیع.....................	703
حضور سے انبیاء کا التماس.....................	703
باب جنت سب سے پہلے حضور کے لیے کھلے گا.............	704
باب جنت پر حضور کی دستک.....................	704
بلند نورانی منبر پر جلوہ فرمائی.....................	705
صراط پر گزرنے میں سبقت.....................	706
حضور سے پہلے دخول جنت ممکن نہیں.....................	706
جنت کی ایک منزل اور حضور.....................	707

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

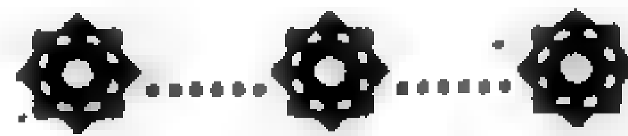
مضامین	صفحات

مضامین	صفحات

صفحات	مضامین

مضامین	صفحات

اول وآخر، ظاہر و باطن 897



اخلاق نبوت

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

وانک لعلیٰ خلق عظیم

اور بے شک تمھاری خوبو بڑی شان کی ہے

(القلم/۴)

اخلاق نبوت

یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی صورت و سیرت میں مکارم اخلاق و محامد صفات اور ہر قسم کے کمالات و فضائل اور محاسن موجود ہوتے ہیں۔ اور انھیں تمام بنی نوع انسان اور افراد بشری پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ رتبوں میں ان کا رتبہ سب سے بڑا اور درجوں میں ان کا درجہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اور ان حضرات قدس کا درجہ اور مقام کتنا بلند و بالا جن کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے برگزیدگی میں منتخب فرمایا اور درجہ اجتبا و اصطفا سے سرفراز فرما کر اپنی کتاب میں ان کی فضیلت اور مدح و ثنا بیان فرمائی۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین۔

شفائے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں مذکور ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اخلاق کریمہ سب کے سب فطری، جبلی اور پیدائشی ہیں نہ کہ اکتسابی اور اعمال سے حاصل کردہ ہیں بلکہ اول خلقت اور اصل فطرت میں بغیر اکتساب و ریاضت کی محنت اٹھائے حاصل ہیں اور وہ سب وجود الٰہی کے اجتباء اور اس کے نامتناہی فضل کے فیض سے ہیں۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، عالی صفات، منبع البرکات اپنے تمام اخلاق و خصائل، صفات جلال و جمال میں اس قدر اعلیٰ و اشرف، اتم و اکمل، احسن و اجمل اور خوب روشن و اقوی ہیں جو حد عدد اور حیطۂ ضبط و حصر سے باہر ہیں اور کمالات میں جو کچھ خزانۂ قدرت اور مرتبۂ امکان میں متصور ہے وہ تمام آپ کو حاصل ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظاہر ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔

و کل آی اتی الرسل و الکرام بھا
فانما اتصلت من نورہ بھم

فان شمس فضلهم کواکبها
یظهرن انوارها للناس فی الظلم

و کلهم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من الیم او رشفا من الدیم

یعنی تمام انبیاء ومرسلین جونشانی بھی لے کرتشریف لائے وہ سب آپ ہی کے انوار و جمال وجلال کا پرتو ہیں۔ بلاشبہ آپ ہی فضل کے آفتاب ہیں اور وہ سب آپ کے ستارے ہیں۔ جن کے انوار تاریکی میں لوگوں کے لیے مشعل نور ہیں وہ تمام رسول اللہ کے خوشہ چیں ہیں۔ اور آپ کے دریائے فضل کا ایک گھونٹ اور سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

اللہ تعالیٰ حضور کی ذات کریم میں مکارم اخلاق، محامد صفات اوران کی کثرت وقوت اور عظمت جمع ہونے کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح وثنا فرمائی۔ ارشاد ہے **انک لعلی خلق عظیم** بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔ اور فرمایا **کان فضل اللہ علیک عظیما** آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اکمل محاسن الافعال** یعنی مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے **بعثت لاتمم مکارم الاخلاق** یعنی میں اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات شریف میں تمام محاسن و مکارم اخلاق جمع تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے انوار وآثار اور اخلاق واوصاف جمیلہ غیر متناہی ہیں۔ اور آپ کے مکارم اخلاق اور محاسن جمیلہ ہر آن اور ہر حال میں تازہ بہ تازہ، نو بہ نو ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ پر علوم و معارف کا افاضہ فرماتا ہے اسے بجز خدا کے کوئی نہیں جان سکتا۔ لہٰذا آپ کے اوصاف کے جزئیات کے احاطہ کی طرف درپے ہونا ایسا ہی ہے جیسے کسی ایسی چیز کی طرف جو انسان کے مقدور میں نہ ہو اور نہ وہ ممکنات عادیہ میں سے ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے یعنی حلم وعفو، رحم و کرم، عدل وانصاف، جود وسخا، ایثار وقربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفائے عہد، حسن معاملہ، صبر وقناعت، نرم گفتاری، خوشروئی، ملنساری، مساوات وغم خواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع وانکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ فائز وسرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کان خلقه القرآن .

یعنی تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ کے اخلاق تھے۔ (مولف)

تواضع

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تواضع بھی سارے عالم سے نرالی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ چاہیں تو شاہانہ زندگی بسر فرمائیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک بندے کی زندگی گزاریں تو آپ نے بندہ بن کر زندگی گزارنے کو پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام نے آپ کی یہ تواضع دیکھ کر فرمایا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کی اس تواضع کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے آپ اپنی قبر انور سے اٹھائے جائیں گے اور میدان حشر میں سب سے پہلے آپ شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عصائے مبارک پر ٹیک لگاتے ہوئے کاشانۂ نبوت سے باہر تشریف لائے تو ہم سب صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے، یہ دیکھ کر تواضع کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس طرح نہ کھڑے رہا کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے رہا کرتے ہیں میں تو ایک بندہ ہوں، بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کبھی اپنے پیچھے سواری پر اپنے کسی خادم کو بھی بٹھا لیا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جنگ قریظہ کے دن آپ کی سواری کے جانور کی لگام چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے جو کی روٹی اور پرانی چربی کھانے کی دعوت دی جاتی تھی تو آپ اس دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ مسکینوں کی بیمار پرسی فرماتے، فقراء کے ساتھ ہم نشینی فرماتے اور اپنے صحابہ کے درمیان مل جل کر نشست فرماتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام خود اپنے دست مبارک سے کر لیا کرتے تھے، اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا تو جلالت نبوت کی ہیبت سے ایک دم خائف ہو کر لرزہ براندام ہو گیا اور کانپنے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بالکل مت ڈرو، میں نہ کوئی بادشاہ ہوں، نہ کوئی جبار حاکم، میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کی بوٹیاں کھایا کرتی تھیں۔

فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ شان کے ساتھ آپ اپنے لشکروں کے ہجوم میں شہر کے اندر داخل ہونے لگے تو اس وقت آپ پر تواضع اور انکساری کی ایسی تجلی نمودار تھی کہ آپ اونٹنی کی پیٹھ پر اس طرح سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ آپ کا سر مبارک کجاوہ کے اگلے حصہ سے لگا ہوا تھا۔

اسی طرح جب حجۃ الوداع میں آپ ایک لاکھ شمع نبوت کے پروانوں کے ساتھ اپنی مقدس زندگی کے آخری حج میں تشریف لے گئے تو آپ کی اونٹنی پر ایک پرانا پالان تھا اور آپ کے جسم انور پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی، اسی اونٹنی کی پشت پر اور اسی لباس میں آپ نے خداوند ذوالجلال کے نائب اکرم اور تاجدار دو عالم ہونے کی حیثیت سے اپنا شہنشاہی خطبہ پڑھا جس کو ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید ہمہ تن گوش بن کر سن رہے تھے۔

حسن معاشرت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات، اپنے احباب، اپنے اصحاب، اپنے رشتہ داروں، اپنے پڑوسیوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ اور مداح تھا۔

خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس تک سفر و وطن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا مگر کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ جھڑکا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی خوش اخلاق نہیں تھا آپ کے اصحاب یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پکارتا تو آپ لبیک (حاضر جناب) کہہ کر جواب دیتے۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے پاس آنے سے نہیں روکا اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے، اور آپ اپنے اصحاب سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور صحابہ کرام کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے اور ان بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے، اور آزاد نیز لونڈی غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے اور مدینہ کے انتہائی حصہ میں رہنے والے مریضوں کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور عذر پیش کرنے والوں کے عذر قبول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کان میں کوئی سرگوشی کی بات کرتا تو آپ اس وقت تک اپنا سر اس کے منہ سے الگ نہ فرماتے جب تک وہ کان میں کچھ کہتا رہتا۔ اور آپ اپنے اصحاب کی مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ اور جو آپ کے سامنے آتا آپ سلام کرنے میں پہل کرتے اور ملاقاتیوں سے مصافحہ فرماتے اور اکثر اوقات اپنے پاس آنے والے ملاقاتیوں کے لیے آپ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے اور اپنی مسند بھی پیش کر دیتے اور اپنے اصحاب کو ان کی کنیتوں اور اچھے ناموں سے پکارتے۔ کبھی کسی بات کرنے والے کی بات کو کاٹتے نہیں تھے۔ ہر شخص سے خوشروئی کے ساتھ مسکرا کر ملاقات فرماتے، مدینہ کے خدام اور نوکر چاکر برتنوں میں صبح کو پانی لے کر آتے تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے برتنوں میں اپنا مقدس ہاتھ ڈبو دیں اور پانی متبرک ہو جائے تو سخت جاڑے کے موسم میں بھی صبح کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک کے برتن میں اپنا مقدس ہاتھ ڈال دیا کرتے تھے اور جاڑے کی سردی کے باوجود کسی کو محروم نہیں فرماتے تھے۔

زاہدانہ زندگی

آپ شہنشاہ کونین اور تاجدار دو عالم ہوتے ہوئے ایسی زاہدانہ اور سادہ زندگی بسر فرماتے تھے کہ

تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ خوراک و پوشاک، مکان و سامان، رہن سہن غرض حیات مبارکہ کے ہر گوشہ میں آپ کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا عالم اس درجہ نمایاں تھا کہ جس کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں آپ کی نگاہ نبوت میں ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں کبھی تین دن لگاتار ایسے نہیں گزرے کہ آپ نے شکم سیر ہو کر روٹی کھائی ہو۔ ایک ایک مہینہ تک کاشانۂ نبوت میں چولہا نہیں جلتا تھا اور کھجور و پانی کے سوا آپ کے گھر والوں کی کوئی دوسری خوراک نہیں ہوا کرتی تھی۔

حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کی پہاڑیوں کو سونا بنادوں، اور وہ آپ کے ساتھ چلتی رہیں اور آپ ان کو جس طرح چاہیں خرچ کرتے رہیں مگر آپ نے اس کو پسند نہیں کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب مجھے یہی زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں تاکہ بھوک کے دن خوب گڑگڑا کر تجھ سے دعائیں مانگوں اور آسودگی کے دن تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا گدا تھا جس میں روئی کی جگہ درختوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میری باری کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک موٹے ٹاٹ پر سویا کرتے تھے جس کو میں دو تہہ کر کے بچھا دیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے اس ٹاٹ کو چار تہہ کر کے بچھا دیا تو صبح کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے کی طرح تم اس ٹاٹ کو دوہرا کر کے بچھا دیا کرو کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بستر کی نرمی سے کہیں مجھ پر گہری نیند کا حملہ ہو جائے تو میری نماز تہجد میں خلل

پیدا ہو جائے گا۔

جودوسخا

سخاوت نام ہے بہ آسانی خرچ کرنے اور جو چیز اچھی نہ ہو اس کے حاصل کرنے سے پرہیز کرنے کا، اور یہی جود کے معنی ہیں۔ اس کی ضد ''تقتیر'' ہے جس کے معنی خرچ میں تنگی کرنے کے ہیں۔ صراح میں ہے کہ تقتیر عیال پر خرچ کی تنگی کو کہتے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام ایسے اخلاق وصفات جن سے سب واقف ہوتے تھے اس میں کسی کے ساتھ ہمسری و برابری نہیں کی جاتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا ۔۔

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی (متوفی ۱۱۰ھ) نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

ما قال لا قط إلا في تشهده

لولا التشهد كانت لاءه نعم

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ

ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا۔ مگر کلمہ شہادت میں لا کا لفظ ضرور آپ کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا کی جگہ آپ نعم ہی فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کسی سائل ہی کے سوال پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمایا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔

آپ کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام ''جعرانہ'' میں حاضر دربار ہوا تو آپ نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمادیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آجاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا، اس کے بعد صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور اجود تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ذات اشرف نفوس، اور آپ کا مزاج سب سے زیادہ معتدل المزاج تھا اور جوان خوبیوں سے متصف ہو اس کا فعل، احسن افعال، اس کی صورت، املح اشکال اور اس کا خلق، احسن اخلاق ہو گا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ جسمانی و روحانی کمالات کے جامع اور خوب صورتی و خوب سیرتی پر حاوی تھے۔ اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود والے تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز یہ جو آیا ہے کہ، ہر کوئی جو مانگتا اسے مل جاتا، تو اس سے جود و سخا کا اثبات ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ سائل کے لائق جو چیز ہوتی اس کی لیاقت کے مطابق عطا فرماتے تھے، اور بسا اوقات ایسا بھی

ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سائل کی مصلحت کی خاطر نہ دینے میں مصلحت وقت ملاحظہ فرماتے تھے، مثلاً عمل اور حکومت وغیرہ کو مانگنے کے باوجود نہ عطا فرمائی تاکہ مسلمانوں کے معاملات کے انتظام اور اس شخص کے حال کی درستگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے۔ اور کبھی مخالفت اس غرض سے ہوتی کہ وہ شخص طمع سوال اور حرص کی ذلیل عادتوں میں مبتلا نہ ہو جائے۔

جس طرح کہ حکیم بن حزام کا معاملہ ہے باوجود یکہ وہ مقبول بارگاہ اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن کے صاحبزادے تھے، انھوں نے کوئی چیز مانگی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا نہ فرمائی اور فرمایا میں خود بھی دے سکتا ہوں لیکن ایک قسم کی کدورت اور کراہیت اس کے ہمراہ ہوگی۔ اور انھیں نصیحت فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے کسی شخص سے سوال نہ کرنا۔

بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حکیم بن حزام کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا زمین پر گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے کہ اسے اٹھا کر دے دو۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی عمل کی خواہش کی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! تم ضعیف و ناتواں ہو عمل کی خواہش نہ کرو۔ اور کبھی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ یہاں تک کہ اگر تمھارا کوڑا زمین پر گر جائے تو اسے بھی کسی سے نہ اٹھواؤ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ اور ان میں بہت بڑے زاہد تھے اور ان کا مذہب یہ تھا کہ مال جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے اگرچہ ادائے زکوۃ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سائل کو رد نہ فرماتے اگر کوئی چیز نہ ہوتی تو فرماتے ہمارے نام پر قرض لے لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا تو ادا کر دیں گے۔ ایک مرتبہ ایک سائل آیا فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے تم جاؤ قرض لے لو۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول

اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا جو آپ کی مقدرت میں نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہوئی۔ پھر ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ خوب داد و دہش فرمایئے اور مالک عرش سے کمی کا خوف نہ کھایئے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرۂ انور پر بشاشت و تازگی اور خوش حالی نمودار ہوگئی اور فرمایا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔

ترمذی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم لائے گئے آپ نے انھیں چٹائی پر رکھ کر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور کسی سائل کو محروم نہ رکھا یہاں تک کہ سب تقسیم فرما دیئے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ''بحرین'' سے کچھ مال لایا گیا آپ نے فرمایا اسے مسجد میں پھیلا دو، پھر آپ مسجد سے باہر تشریف لائے اور اس مال کی طرف نظر تک نہ ڈالی اور جب واپس تشریف لائے تو نماز سے فارغ ہو کر مال کے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور ہر کسی کو وہ مال عطا ہوا۔ پھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ رہا تھا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ایک لاکھ درہم تھے جسے علاء بن حضرمی نے بحرین کے خراج سے بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو حضور کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و سخا کے اثر کا ظہور اور ابواب کرم و بخشش کا فتوح حنین کے دن حد و شمار اور حصر و قیاس سے زیادہ تھا کیوں کہ اس دن ہر عربی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں ملی تھیں۔ اس دن کی بیشتر عطا تالیف قلب کے لیے تھی تا کہ ضعیف الایمان اشخاص دنیاوی امداد کے ذریعہ دین میں ثابت قدم ہو جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جود و سخا، حد و شمار اور اندازہ و قیاس سے باہر تھا اور جو کچھ موجود

تھا اسی پر آپ کا جود وسخا منحصر نہ تھا لاکھ درلاکھ گنا بھی ہوتا تو بھی ان کا یہی حال ہوتا۔

حقیقت جود وسخا اور کرم وعطا کے محقق ہونے کے لیے بالفعل صفت کا ہونا شرط نہیں ہے یہ صفت ذاتی، طبعی اور پیدائشی ہے اور اس کے اثر کا ظہور اور ہے جو کچھ ہاتھ میں آتا عطا فرما دیتے اور اس شان سے عطا کرتے کہ فقر اور مال نہ رہنے کا خوف کرتے اور نہ اندیشہ رکھتے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو ملاحظہ فرماتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالاں کہ اس کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی۔ آپ عطا وتصدق میں تنوع فرمایا کرتے، کسی کو ہبہ فرماتے، کسی کو حق دیتے، کسی کو بار قرض سے چھڑاتے، کسی کو صدقہ دیتے، کسی کو ہدیہ فرماتے، اور کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور مبلغ سے زیادہ عطا فرماتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عنایت فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا انعام عطا فرما دیتے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی آدم میں علی الاطلاق سب سے زیادہ صاحب جود وسخا تھے آپ کے جود وسخا کی مختلف قسمیں تھیں یہ خواہ علم ومال کی عطا میں ہو یا بندوں کی ہدایت کے لیے دین حق کے اظہار میں ذاتی جہد وکوشش میں ہو۔

عدل

عدل کے معنی خواہ عدالت وانصاف اور دادگستری کے لیے جائیں یا اخلاق وصفات میں اعتدال و توسط لیے جائیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں دونوں معنی تھے اور دونوں ہی متصوّر ہیں۔

خدا کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان میں سب سے زیادہ امین، سب سے بڑھ کر عادل اور پاک دامن وراست باز تھے۔ یہ وہ روشن حقیقت ہے کہ آپ کے بڑے بڑے دشمنوں نے بھی اس

کا اعتراف کیا، چنانچہ اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ آپ کو ''صادق الوعد'' اور ''امین'' کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے۔ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ والوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ اعلیٰ درجہ کے امین اور عادل ہیں۔ اسی لیے اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ اپنے مقدمات اور جھگڑوں کا آپ سے فیصلہ کرایا کرتے تھے اور آپ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ امین کا فیصلہ ہے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ تمیمی نے کہا عدل فرمائیے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا جو تقسیم فرما رہے ہیں مبنی بر انصاف نہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اگر میں عدل نہیں کروں گا تو دوسرا کون کرے گا۔

ابو العباس مبرد جو علم نحو کا امام ہے نے کہا کہ کسریٰ شاہ فارس نے اپنے دنوں کی تقسیم کر رکھی ہے۔

ہوا کا دن سونے کے لیے۔

ابر آلود کا دن شکار کے لیے۔

اور بارش والا دن شراب پینے کے لیے موزوں ہے۔

اور روز آفتاب یعنی کھلا دن لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اچھا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ لوگوں کی سیاسی سوجھ بوجھ میں عقلمند نہ تھا تو وہ اپنے دین میں کہاں ہوگا۔

لیکن ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دن کو تین جز پر تقسیم کر رکھا تھا۔

دن کا ایک حصہ خدا کی عبادت کے لیے۔

اور ایک حصہ اہل وعیال کے لیے۔

اور ایک حصہ خاص اپنے لیے۔

پھراس تیسرے حصہ کو بھی اپنے لیےاور لوگوں کی حاجتیں پوری فرمانے کے لیے تقسیم کر دیا تھا۔

ابوجعفر طبری سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دومرتبہ کے سوا کبھی بھی جاہلیت کے اعمال کا قصد نہ کیا اور ان دو مرتبہ میں بھی ہر بار اللہ تعالیٰ میرے اور میرے ارادہ کے درمیان حائل ہو گیا پھر میں نے کبھی ایسا قصد نہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ میں نے ایک رات اپنے اس ساتھی سے کہا جو میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا کہ تم میری بکریوں کا خیال رکھنا، میں مکہ مکرمہ ہو آؤں اور افسانے کہوں اور سنوں جس طرح نوجوان کہتے اور سنتے ہیں۔ میں وہاں سے چلا اور مکہ مکرمہ کی ایک سرائے میں آیا وہاں لوگ نشانہ بازی کر رہے تھے اور دف ومزامیر بجا رہے تھے، اس دن کسی کے گھر میں شادی تھی میں بیٹھ گیا تا کہ اسے سنوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے سلا دیا اور مجھے اس وقت بیدار کیا جب کہ آفتاب کی گرمی پھیل چکی تھی میں لوٹ آیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، پھر میں نے کبھی بھی اس برائی کا قصد نہ کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وقار ودبدبہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں حلم و وقار اور آپ کے حرکات وسکنات میں بردباری و آہستگی ایسی تھی جو کسی دوسرے میں ممکن نہیں۔ حدیث پاک میں مروی ہے کہ آپ مجلس مبارک میں سب لوگوں سے بڑھ کر باوقار تھے۔ اور آپ کے جسم واعضا کا کوئی عضو باہر نہ نکلتا تھا جس طرح عام طور پر کوئی ہاتھوں کو گھماتا ہے کوئی پاؤں پھیلاتا ہے وغیرہ۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ خاموش پسند تھے اور ضرورت کے وقت ہی کلام فرمایا

کرتے تھے اور جو کوئی غیر جمیل یعنی بغیر حسن وخوبی کے بات کرتا آپ اس سے رخ پھیر لیا کرتے، آپ کا کلام قول فیصل ہوتا اظہار مطلب میں الفاظ نہ زیادہ ہوتے نہ کم۔

ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاموش پسندی کا سبب چار چیزیں تھیں۔ حلم، حذر یعنی خشیت الٰہی، تقدیر، اور تفکر یعنی غور وخوض۔ آپ کا ہنسا مسکرانے کی حد تک تھا اور آپ کے حضور میں صحابہ کا ہنسا بھی آپ کی پیروی اور اتباع ہی میں تھا۔ آپ کی مجلس مبارک، حلم وحیا اور خیر و امانت کی مجلس تھی جس میں آوازیں بلند واونچی نہ ہوتیں، بری باتوں سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تو تمام صحابہ اپنے سروں کو جھکا لیتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر سر اٹھایا تو وہ اڑ جائیں گے۔ صاحب الشفاء نے صحابہ کرام کی اس حالت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام فرمانے کی حالت کے ساتھ مخصوص ومقید کیا ہے۔ حالاں کہ دیگر کتابوں میں مطلقاً آیا ہے کہ مجلس نبوی کی حاضری میں صحابہ کرام کی ہمہ وقت یہی حالت رہتی تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں منہ میں سنگ ریزہ رکھ کر بیٹھا کرتے تھے تاکہ سانس نہ گھٹے اور بات نہ کرسکیں، یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال پر محبت کی لڑی میں پرو کر نظر جمائے رکھتے تھے۔

آپ کی نشست وبرخاست، رفتار وگفتار ہر ادا میں ایک خاص پیغمبرانہ وقار پایا جاتا تھا جس سے آپ کی عظمت نبوت کا جاہ وجلال آفتاب عالم تاب کی طرح ہر خاص وعام کی نظروں میں نمودار رہتا تھا۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول، سیرت المصطفیٰ)

اوصاف کریمانہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کریمانہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس

سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر بخیر البشر پھر قسطلانی وشامی وحلبی ودلجی وغیرہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک وتعالیٰ کتاب شعیا علیہ الصلاۃ والسلام میں فرماتا ہے۔

عبدی الذی سرت به نفسی انزل علیه وحي فیظهر فی الامم عدلی و یوصیهم الوصایا و لا یضحک و لا یسمع صوته فی الاسواق یفتح العیون العور و الاذان الصم و یحي القلوب الغلف و ما اعطیه لا اعطی احدا مشفح بحمد الله حمدا جدیدا.

میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے میں اس پر اپنی وحی اتاروں گا وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انھیں نیک باتوں پر تاکید فرمائے گا بے جانہ ہنسے گا اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا میں اسے جو عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا مشفح اللہ کی نئی حمد کرے گا۔

مشفح ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہم وزن وہم معنی ہے، یعنی بکثرت وبار بار سراہا گیا۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

عقل مبارک

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اعظم واتم اور کامل تر اخلاق ہیں، اور ان اخلاق کی اصل ومنبع اور جائے نشو عقل ہے۔ کیوں کہ عقل ہی سے علم ومعرفت کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اسی سے رائے کی قوت، تدبیر میں جودت، فکر ونظر میں اصابت، انجام کار پر صحیح نتیجہ کی برآمد، مصالح نفس، مجاہدۂ شہوت، حسن سیاست وتدبیر، خوبیوں کی اشاعت، اور رذائل سے اجتناب جیسی صفات متفرع ہوتی ہیں۔

عقل کی حقیقت میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ قاموس میں کہا گیا ہے کہ عقل، چیزوں کے حسن وقبح

اور اس کے کمال ونقصان کی صفات کے علم کا نام ہے۔ اور یہ علم عقل کے نتائج وثمرات سے حاصل ہوتا ہے اور عقل ایسی قوت ہے جو اس علم کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ انسان کی حرکات وسکنات میں ہیئت محمودہ کا نام عقل ہے۔ حالاں کہ یہ بھی عقل کے خواص وآثار کے قبیل سے ہے۔

قول حق جسے علماء نے بیان کیا ہے کہ عقل ایک روحانی نور ہے جس سے علوم ضروریہ اور نظریہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور عقل کا آغاز وجود بچے کی پیدائش کے ساتھ ہے پھر وہ رفتہ رفتہ نشوونما پاتا جاتا ہے یہاں تک کہ بلوغ کے وقت کامل ہو جاتا ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال عقل وعلم میں اس مرتبہ پر تھے کہ کوئی بشر آپ کے سوا اس درجہ تک نہیں پہنچا، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ پر افاضہ فرمایا ان میں سے بعض پر عقول وافکار حیران ہیں اور جو بھی آپ کے احوال کی کیفیتوں اور آپ کی صفات حمیدہ اور محاسن افعال کی تلاش وجستجو کرتا ہے اور جوامع الکلم، حسن شمائل، نادر ولطیف خصائل، لوگوں کی سیاسی تدبیر، شرعی احکام کا اظہار وبیان، آداب جلیلہ کی تفاصیل، اخلاق حسنہ کی ترغیب وتحریص، آسمانی کتابوں اور ربانی صحیفوں پر آپ کا علم، گزشتہ امتوں کے تاریخی حالات، ایام ماضیہ کے احوال، کہاوتوں اور ان کے وقائع واحوال کا بیان، اہل عرب جو مانند درندوں اور چوپائے کے تھے جن کی طبائع جہل وجفا اور نادانی وشقاوت کی بناء پر متنفر اور دور رہنے والی تھیں، ان کی اصلاح وتدبیر، ان کے ظلم وجفا وتکلیفوں پر آپ کا صبر وتحمل، پھر ان کو علم وعمل، حسن اخلاق واعمال میں غایت درجہ تک پہنچانا، انھیں دنیا وآخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور کرنا، پھر کس طرح ان سعادتوں کو اپنے نفسوں پر ان کا اختیار کرنا، اور اپنے گھروں، دوستوں، عزیزوں کو آپ کی خوشنودی کی خاطر ان کا چھوڑنا۔ ان سب کا اگر کوئی مطالعہ کرے تو وہ جان لے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کامل اور آپ کا علم کس مرتبہ ومقام پر تھا۔

نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

جو بھی آپ کے احوال شریف کو ابتداء سے انتہاء تک مطالعہ کرے گا دیکھے گا کہ پروردگار عالم نے آپ کو کتنا علم عطا فرمایا اور آپ پر اس کا کتنا فیضان ہے اور ما کان و ما یکون یعنی گزشتہ و آئندہ کے علوم و اسرار بدیہی طور پر کس طرح حاصل ہیں تو وہ بے شک و شبہ اور بغیر وہم و خیال علم نبوت کو جان لے گا۔

عوارف المعارف میں بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ پوری عقل کے سو حصے ہیں ان میں سے ننانوے حصے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہیں اور ایک حصہ تمام مسلمانوں میں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگر وہ یوں کہیں کہ عقل کے ہزار حصے ہیں جن میں سے نو سو ننانوے حصے حضور میں ہیں اور ایک حصہ تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش ہے اس لیے کہ جب آپ میں بے نہایت کمال ثابت ہے تو جو بھی کہا جائے گا بجا ہوگا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

حضور کی عقل سب سے زیادہ و کامل ہے

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل مبارک اور دیگر اوصاف حمیدہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

دھب بن منبہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر کتب سماویہ میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی گئی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک دانہ۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

خوف خداوندی

ایک حدیث میں ہے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مہینے کے وعدے پر ایک کنیز سو

دینار کو خریدی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الا تعجبون من اسامة المشترى الى شهر ان اسامة تطويل الامل و الذى نفسى بيده ما طرفت عيناى الا وظننت ان شفرى لا يلتقيان حتى يقبض الله روحى و لا رفعت قدحا الى فى فظننت انى واضعه حتى اقبض و لا لقمت لقمة الا ظننت انى لا اسيغها حتى اغص بها من الموت و الذى نفسى بيده ان ما توعدون لات و ما انت بمعجزين .

کیا اسامہ سے تعجب نہیں کرتے جس نے ایک مہینے کے وعدے پر خریدی بیشک اسامہ کی امید لمبی ہے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو جب آنکھ کھولتا ہوں یہ گمان ہوتا ہے کہ پلک جھپکنے سے پہلے موت آجائے گی اور جب پیالہ منہ تک لے جاتا ہوں کبھی یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کے رکھنے تک زندہ رہوں گا اور جب کوئی لقمہ لیتا ہوں گمان ہوتا ہے کہ اسے حلق سے نیچے اتارنے نہ پاؤں گا کہ موت اسے گلے میں روک دے گی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک جس بات کا تمھیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے قصر الامل میں، ابونعیم نے حلیہ میں، اصبہانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیوار پر کہگل اور ٹٹی درست کرتے دیکھا فرمایا اے عبداللہ کیا ہے؟ عرض کی اسے درست کرتا ہوں۔ فرمایا **الامر اسرع من ذلك .**

معاملہ اس سے قریب تر ہے۔

اسے ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ و ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گردن مبارک پر دست اقدس رکھ کر فرمایا

هذی ابن آدم و هذا اجله .

یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے۔

پھر دست انور پھیلا کر فرمایا **ثم امله و ثم امله .**

اور وہ اتنی دور اس کی امید ہے اتنی دور اس کی امید ہے۔

اسے ترمذی وابن حبان ونسائی اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

توکل علی اللہ

ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من کنز دنیا یریده حیاة باقیة فان الحیاة بید الله الا و انی لا اکنز دینارا و لا درهما و لا اخباء رزقا لغد.**

جو دنیا جوڑ کر رکھے کہ بقائے زندگی چاہتا ہو تو زندگی تو اللہ کے ہاتھ ہے، سن لو میں نہ اشرفی جوڑ کر رکھتا ہوں نہ روپیہ نہ کل کے لیے کھانا اٹھا کر رکھوں۔ اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضور پرنور سید المتوکلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نفس کریم کے لیے کل کا کھانا بچا رکھنا پسند نہ فرماتے۔

ایک بار خادمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پرند کا گوشت کہ آج تناول فرمایا تھا بچا ہوا دوسرے دن حاضر کیا، فرمایا :

الم انهک ان ترفعی شیئا لغد فان الله تعالیٰ یأتی برزق غد.

کیا ہم نے منع نہ فرمایا کہ کل کے لیے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا کل کی روزی اللہ کل دے گا۔

اسے ابو یعلی نے سند صحیح کے ساتھ اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

توکل سے متعلق چند ارشادات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل و عد نفسک فی اصحاب القبور اذا اصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء و اذا امسیت فلا تحدث نفسک بالصباح.

دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر بلکہ راہ چلتا ہے اور اپنے آپ کو قبر میں سمجھ صبح کرے تو دل میں یہ خیال نہ لا کہ شام ہوگی اور شام ہو تو یہ نہ سمجھ کہ صبح ہوگی۔ اسے ترمذی وبیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

یا ایھا الناس الا تستحیون.

اے لوگو کیا تمھیں شرم نہیں آتی؟

حاضرین نے عرض کی یارسول اللہ کس بات سے؟ فرمایا، **تجمعون ما لا تاکلون و تبنون ما لا تعمرون و تاملون ما لا تدرکون الا تستحیون من ذلک .**

جمع کرتے ہو جو نہ کھاؤ گے اور عمارت بناتے ہو جس میں نہ رہو گے اور وہ آرزوئیں باندھتے ہو جن تک نہ پہنچو گے اس سے شرماتے نہیں۔ اسے طبرانی نے ام الولید بنت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **من الدنیا دار من لا دار**

له و لها يجمع من لا عقل له .

دنیا بے گھروں کا گھر ہے اور اس کے لیے وہ جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے۔ اسے احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۶، ۵۰۷)

پانی اور کھجور پر قناعت

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا :

و اللہ یا ابن اختی و انا کنا لننظر الی الھلال ثم الھلال ثم الھلال ثلثة اھلة فی شھرین و ما اوقد فی ابیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نار قلت یا خالة فما کان یعیشکم قالت الاسودان التمر و الماء .

اے میرے بھانجے خدا کی قسم ہم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا دو مہینوں میں تین چاند اور کاشانہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام مہینوں کیا کھاتے تھے؟ فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی۔

اسے امام بخاری و مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۵۰۔ النور والنورق)

عفو و درگزر

ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے کاشانہ اقدس میں ایک کافر مسلمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ شریف میں

ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ شریف میں مہمان کی خیرت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی آپ نے خود نجاست کو صاف کیا۔ صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لیے مجبوراً پھر اسے لوٹنا پڑا۔ یہاں آکر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھو رہے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھا لو وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہو گیا۔

اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ (الملفوظ، حصہ اول)

مریض کی عیادت

روی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علی سعد یعودہ فقال یا رسول اللہ ان لی مالا و لا یرثنی الا ابنتی .

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد کی عیادت کو تشریف لائے سعد نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس کچھ مال ہیں اور میری دختر کے سوا کوئی وارث نہیں ہے۔ یعنی حضرت سعد نے سارا مال اپنی دختر کو دے دیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ یہ حدیث امام بخاری نے

روایت کی ہے۔

لما دخل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی سعد بن ابی وقاص یعودہ قال سعد اما انہ لا یرثنی الا ابنۃ لی افاوصی بجمیع مالی قال لا قال فاوصی بنصفہ قال لا، الحدیث الی ان قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الثلث خیر و الثلث کثیر۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص کی عیادت کوتشریف لے گئے سعد نے عرض کی میری بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ حضور نے فرمایا نہیں، سعد نے عرض کی تو نصف مال کی وصیت کرتا ہوں، فرمایا نہیں، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثلث بہتر ہے اور ثلث بہت زیادہ ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ۲۴۷، ۲۴۸)

مریض کے ساتھ شفقت

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا **کل معی بسم اللہ ثقۃ باللہ و توکلا علی اللہ۔**

اللہ کا نام لے کر میرے ساتھ کھاؤ، اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ (مولف)

اسے ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ و ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵)

دوسری جگہ یہی روایت اس طرح ہے

حدیث میں ہے **ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخذ بید رجل مجذوم فادخلھا معہ فی القصعۃ ثم قال ثقۃ باللہ و توکلا علی اللہ۔**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ اسے ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص ۲۴۳ _الحق المجتلی)

کافروں کے ہدایا کے بارے میں حضور کا موقف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیئے قبول بھی فرمائے ہیں اور رد بھی فرمائے۔ کسریٰ بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا قبول فرمایا۔

الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ان کسری اھدی للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغلة . فرکبھا بحبل من شعر ثم اردفنی خلفه .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بادشاہ ایران نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں ایک خچر نذر کیا حضور نے قبول فرمایا اور بالوں کی رسی سے اس پر سواری فرمائی پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ (مولف)

یوں ہی بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پر بار نذر کیں قبول فرمائیں۔ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیں۔

ابوداؤد بلال موذن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال فاقبضھن و اقض دینک.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹنیاں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیں اور فرمایا کہ انھیں لو اور اپنا قرض ادا کردو۔ (مولف)

یوں ہی قیصر روم وغیرہ سلاطین کفار کے ہدایا قبول فرمائے۔

احمد وترمذی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

قال اهدى كسرى لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقبل منه و اهدى قيصر فقبل منه و اهدت له الملوك فقبل منها.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ شاہ ایران نے ہدیہ بھیجا تو قبول فرمایا اور قیصر روم اور دیگر سلاطین نے ہدیئے بھیجے تو حضور نے قبول فرمائے۔ (مولف)

قتیلہ بنت عبدالعزی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور، پنیر، گھی ہدیہ لائی۔ بنت الصدیق نے نہ ہدیہ لیا نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ تو کافرہ ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آیت اتری :

لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم فى الدين.

اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمھیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو۔ اسے امام احمد نے عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

یہ حدیثیں کافروں سے ہدیہ لینے کے جواز کی ہیں اور نیچے کچھ ایسی روایتیں آرہی ہیں جن میں کافروں کا ہدیہ رد فرمادینے کا ذکر ہے۔ انھیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مولف)

عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یا ناقہ نذر کیا فرمایا تو مسلمان ہے عرض کی نہ،

فرمایا انی نهیت عن زبد المشرکین.

میں کافروں کی دی ہوئی چیز لینے سے منع کیا گیا ہوں۔اسے احمد وابوداؤد وترمذی نے عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یوں ہی ملاعب الاسنہ نے کچھ ہدیہ نذر کیا فرمایا اسلام لا انکار کیا فرمایا **انی لا اقبل هدیة مشرک.**

میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا۔اسے طبرانی نے کبیر میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا

انا لا نقبل شیئا من المشرکین.

ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے۔اسے احمد اور حاکم نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

اسی طرح اور بھی حدیثیں ردوقبول دونوں میں وارد ہیں۔

اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وحالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے، اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایا وتحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے۔اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے۔اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی ومداہنت راہ پائے گی تو اس ہدیہ کو آگ جانے۔

اور بیشک تحفوں کا محبت و رغبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تھادوا تحابوا.

یعنی ہدیہ دو ہدیہ لو آپس میں محبت بڑھاؤ۔ اسے ابویعلی نے بسند جیّد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

و عنده عن ام المومنين الصديقة رضى الله تعالىٰ عنها رفعته تهادوا تزدادوا حبا . الحديث.

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہدیہ دو ہدیہ لو اور محبت زیادہ کرو۔

(مولف)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الهدية تذهب بالسمع و القلب و البصر.

ہدیہ آدمی کو اندھا بہرا دیوانہ کر دیتا ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

نیز حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الهدية تعور عين الحكيم .

ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا۔

اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۹۳۔۹۴)

سلام کرنے میں حضور پہل کرتے

امام ترمذی حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مرفی فی المسجد یوما و عصبة من النساء قعود فالوی بیده . هذا حدیث حسن .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے تشریف لے گئے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی، تو حضور نے ہاتھ کے اشارہ سے انھیں سلام کیا۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج۹ ص۱۹۸)

کسی سائل کو حضور نے منع نہیں فرمایا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو جس کا سوال ناحق نہ تھا زجر نہ فرمایا، نالشیوں کی ہمیشہ بات سنی اور اگر حق پر تھا تو دادرسی وفریادرسی فرمائی، جس نے توبہ کی اس کی توبہ قبول فرمائی، جس نے معافی مانگی اسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دینیہ سے بدیر، مگر حدود اللہ میں کہ بعد وجوب حد اس سے درگزر کا حکم نہیں۔

حضور کی غریب نوازی

امام احمد رضا بریلوی غریب ومسکین کے ساتھ برتاؤ کرنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو تشریف لائے ہیں شبانہ روز سرکار سے غریبوں، امیروں سب کی پرورش جاری ہے۔ مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے انزلوا الناس منازلهم.

لوگوں سے اس کے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے برتاؤ کرو۔ (مولف)

اور حدیث میں ہے **اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔**

جب کسی قوم کا معزز تمھارے یہاں آئے تو اس کی عزت کرو۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ایک سائل حاضر ہوا اسے ٹکڑا عطا فرمایا۔ ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اس کی نسبت فرمایا کہ باعزاز اتار کر کھانا کھلایا جائے۔

لہٰذا فرق مراتب ضرور ہے اور اصل مدار نیت پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۳۳)

حضور کو تیامن محبوب ہے

حدیث میں ہے

کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شی حتی فی تنعلہ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں داہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۴۲)

حضور کی پسندیدہ چیزیں

خوشبو کی چیزیں پھول پتی، وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حبب الی من دنیا کم النساء و الطیب و جعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ.

تمھاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

اسے امام احمد ونسائی اور حاکم وبیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید روایت کیا۔

حضور خوشبو کورد نہیں فرماتے

صحیح بخاری شریف میں ہے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرد الطیب .

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے۔

اسے امام احمد وترمذی اور نسائی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **من عرض علیہ ریحان فلا یردہ فانہ خفیف المحمل طیب الریح.**

جس کے سامنے خوشبو، نبات، پھول، پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے۔

بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں۔ اسے مسلم وابوداؤد نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اربع من سنن المرسلین ، الختان و التعطر و النکاح و السواک.**

چار باتیں انبیاء مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں، ختنہ کرانا خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک۔ اسے امام ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۲۵، ۲۲۶)

حضور نے اونٹ اور قیمت واپس فرمادی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

قال غدوت مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و انا علی ناضح قداعی فلا یکاد یسیر فتلاحق بی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال ما لبعیرک فقلت قداعی فتخلف رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فزجره فدعا له فما زال بین یدی الابل قدامها یسیر فقال لی کیف تری بعیرک فقلت بخیر قد اصابته برکتک فقال افتبیعه باوقیة فبعته علی ان لی فقار ظهره الی المدینة فلما قدم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم المدینة غدوت علیه بالبعیر فاعطانی ثمنه و رده علی .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں صبح سویرے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا اور میں بار بردار اونٹ پر سوار تھا وہ اونٹ چلنے سے اس طرح عاجز آ گیا کہ گویا چلے گا ہی نہیں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اس کو ایک اوقیہ میں فروخت کرو گے؟ تو میں نے اسے اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینہ شریف تک اس کی پشت پر جاؤں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لا چکے تو میں صبح کو اونٹ لے کر حاضر ہوا تو حضور نے مجھے اس کی قیمت واپس دے دی اور اونٹ بھی مرحمت فرما دیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۶۴)

ادائیگی قرض میں احسان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

قال اتیت النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کان لی علیه دین فقضانی و زادنی .

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضور پر میرا دین تھا تو حضور نے مجھے میرا دین ادا فرمادیا اور زیادہ کر کے عطا فرمایا۔ کسی قرض خواہ کو اس کا قرض بطور احسان و اکرام اور مروت کے زیادہ دینا جائز ہے جب کہ اس کو زیادہ کی تمنا نہ ہو۔ (مولف)

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كان لرجل على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سن من الابل فجأ يتقاضاه فقال اعطوه فطلبوا سنة فلم يجدوا الاسنا فوقها فقال اعطوه فقال اوفيتنى اوفاك الله فقال النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان خيركم احسنكم قضاء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک شخص کا دو سالہ قرض تھا وہ شخص بارگاہ رسالت میں تقاضا کرنے کے لیے آیا۔ تو حضور نے خدام سے فرمایا کہ اسے ایک دو سالہ اونٹ دے دو۔ صحابہ کرام نے دو سالہ اونٹ طلب کیا مگر تین سالہ کے سوا کوئی دوسرا دستیاب نہ ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اسی کو دے دو، اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے وفا فرمایا تو اللہ عزوجل آپ سے وفا کرے۔ یعنی آپ نے میرا قرض پورا کیا تو اللہ تعالیٰ آپ کا کام پورا کرے اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جس کی ادائیگی خوب تر ہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۹۰)

حضور کا انعام و اکرام

احمد و ترمذی و نسائی بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان فلانا اهدى الى ناقة فعوضته

منها ست بکرات . الحدیث.

کسی صاحب نے ایک اونٹنی نذر بارگاہ عالم پناہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے عوض چھ ناتے جوان عطا فرمائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۰۱)

ایک صحابی کو کفن کے لیے ازار عطا فرمایا

صحیح بخاری میں ہے :

باب من استعد الکفن فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ، حدثنا عبد اللہ بن مسلمۃ فذکر باسنادہ عن سھل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان امراء ۃ جاء ت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببردۃ منسوجۃ فیھا حاشیتھا اتدرون ما البردۃ قالوا الشملۃ قال نعم قالت نسجتھا بیدی فجئت لا کسو کھا فاخذھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محتاجا الیھا فخرج الینا و انھا ازارہ فحسنھا فلان فقال اکسینھا ما احسنھا قال القوم ما احسنت لبسھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محتاجا الیھا ثم سألتہ و علمت انہ لا یرد قال انی واللہ ما سألتہ لا لبسھا انما سألتہ لتکون کفنی قال سھل فکانت کفنہ .

حاصل یہ کہ بعض اجلۂ صحابہ نے کہ غالباً سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف یا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تہبند اقدس (جو کہ ایک بی بی نے بہت محنت سے خوبصورت بن کر نذر کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی) مانگا، حضور اجود الاجودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انھیں ملامت کی کہ اس وقت اس ازار شریف کے سوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اور تہبند نہ تھا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور

اکرم الاکرماء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سائل کو رد نہیں فرماتے پھر آپ نے کیوں مانگ لیا، انھوں نے کہا واللہ میں نے استعمال کو نہ لیا بلکہ اس لیے کہ اس میں کفن دیا جاؤں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس نیت پر انکار نہ فرمایا آخر اسی میں کفن دیئے گئے۔

کفن کے لیے اپنی صاحبزادی کو تہبند عطا فرمایا

حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بی بیوں کو حکم دیا کہ اسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

قالت دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نحن نغسل ابنتہ فقال اغسلنھا ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رائیتن ذلک بماء و سدر وا جعلن فی الآخرہ کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذننی فلما فرغنا اذناہ فالقی الینا حقوہ فقال اشعرنھا ایاہ .

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم ان کی صاحبزادی (زینب یا ام کلثوم) کو غسل دے رہے تھے فرمایا اگر بہتر سمجھو تو اس کو تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور ملاؤ جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں مطلع کرو (ام عطیہ نے کہا) جب ہم فارغ ہوئے تو حضور کو بتلایا حضور نے اپنا تہبند دیا اور فرمایا اس سے اس کا جسم لپیٹ دو۔ (مولف)

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث مریدوں کو پیروں کے لباس میں کفن دینے کی اصل ہے۔

لمعات میں ہے :

هذ الحديث اصل فی التبرک بآثار الصالحین و لباسهم کما یفعله بعض مرید المشائخ من لبس اقمصتهم فی القبر.

یہ حدیث صالحین کے آثار اوران کے لباس سے تبرک حاصل کرنے کی اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مریدین نے اپنے شیوخ کی قمیص میں کفن دینے کی وصیت کی ہے۔ (مولف)

فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا

یوں ہی حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی قمیص اطہر میں کفن دیا۔ اسے طبرانی نے کبیر واوسط میں اور ابن حبان و حاکم اور ابونعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انھیں اپنی قمیص مبارک اس لیے پہنائی کہ یہ جنت کا لباس پہنیں۔

ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

قال لما ماتت فاطمة ام علی رضی الله تعالیٰ عنهما خلع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قمیصه و البسها ایاه و اضطجع فی قبرها فلما سوی علیها التراب قال بعضهم یا رسول الله رأیناک صنعت شیئا لم تصنعه باحد قال انی البستها قمیصی لتلبس من ثیاب الجنة و اضطجعت معها فی قبرها لا خفف عنها من ضغطة القبر انها کانت احسن خلق الله صنیعا الیٰ بعد ابی طالب.

جب حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اتار کر ان کو پہنوایا اور ان کی قبر میں تھوڑی دیر حضور لیٹے جب مٹی برابر کردی گئی تو بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپ کو وہ کرتے دیکھا جو آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے انھیں اپنی قمیص مبارک اس لیے پہنائی کہ یہ جنت کا لباس پہنیں اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ فشار قبر خفیف ہو جائے کہ یہ ابو طالب کے بعد مجھ پر زیادہ حسن خلق کرنے والی خاتون تھیں۔ (مولف)

ابن ابی منافق کے لیے قمیص مبارک عطا فرمانا

صحاح ستہ سے ثابت کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق کہ سخت دشمن حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا جس نے وہ کلمہ ملعونہ لئن رجعنا الی المدینة کہا واصل جہنم ہوا، حضور پر نور حلیم غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبد اللہ بن ابی کی درخواست سے کہ صحابی جلیل و مومن کامل تھے اس کے کفن کے واسطے اپنی قمیص مقدس عطا فرمائی۔ پھر اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے، لوگ اسے رکھ چکے تھے، حضور طیب و طاہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خبیث کو نکلوا کر لعاب دہن اقدس اس کے بدن پر ڈالا اور قمیص مبارک میں کفن دیا اور یہ بدلہ اس کا تھا کہ روز بدر جب سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما گرفتار آئے برہنہ تھے بوجہ طول قامت کسی کا کرتا ٹھیک نہ آتا اس مردک نے انھیں اپنی قمیص دیا تھا حضور عزیز غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ منافق کا کوئی احسان حضور کے اہل بیت کرام پر بے معاوضہ رہ جائے لہٰذا اپنی دو قمیص مبارک اس کے کفن میں عطا فرمائے۔ و نیز مرتے وقت وہ ریاکار نفاق شعار خود عرض کر گیا تھا کہ حضور مجھے اپنی قمیص مبارک میں کفن دیں۔ پھر اس کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی اور ہمارے کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا داب قدیم ہے کہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ یا رسول اللہ یا کریم یا رؤف یا رحیم اسئلک الشفاعة عند المولی

العظیم و الوقایة من نار الجحیم.

پھر حکمت الٰہی اس عطائے بے مثال میں یہ ہوئی کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان رحمت دیکھ کر کہ اپنے کتنے بڑے دشمن کو کیسا نوازا ہے ہزار آدمی قوم ابن ابی سے مشرف بہ اسلام ہوئے کہ واقعی یہ حلم ورحمت وعفو ومغفرت نبی برحق کے سوا دوسرے سے متصور نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم۔

صحیحین وغیرہما صحاح وسنن میں ہے :

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنهما ان عبد الله بن ابی لما توفی جاء ابنه الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال یا رسول الله اعطنی قمیصک اکفنه فیه و صل علیه و استغفر له فاعطاه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قمیصه . الحدیث.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق جب مرا تو اس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنا پیرہن مقدس دے دیجیے کہ اسی میں اس کو کفن دوں گا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمایئے، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عطا کر دی۔ (مولف)

نیز بخاری وغیرہ میں ہے :

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عبد الله بن ابی بعد ما دفن فاخرجه فنفث من ریقه و البسه قمیصه .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کے دفن کے بعد تشریف لائے تو اس کو نکلوایا پھر لعاب دہن ڈالا اور قمیص مبارک پہنائی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۰، ۱۳۱۔ الحرف الحسن)

حضور میت کے گھر تشریف فرما ہوئے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایک صحابی کو دفن کر کے پلٹے اور صحابہ کرام حاضر رکاب سعادت تھے میت مرحوم کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی ملا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔

امام احمد بسند صحیح اور ابوداؤد ایک انصاری شخص سے راوی

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى جنازة فلما رجع استقبله داعى امراته فجاء وجى بالطعام . الحديث ملخصا .

انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے جب واپس تشریف لے چلے تو میت کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی حضور کو ملا اور انھوں نے حضور کو مدعو کیا تو حضور تشریف فرما ہوئے اور کھانا پیش کیا گیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۹)

ایک لڑکے کی موت پر اظہار تعزیت

نسائی معاویہ بن قرہ سے راوی

كان نبى الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا جلس يجلس اليه نفر من اصحابه فيهم رجل له ابن صغير ففقده النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال مالى لا ارى فلانا قالوا يا رسول الله بنيه الذى رايته هلك فلقيه النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فسأله عن بنيه فاخبره انه هلك فعزاه عليه . الحديث اه ملخصا .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام کی جماعت بھی

ہوتی انھیں میں ایک صحابی کا چھوٹا بچہ بھی تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ موجود نہیں پایا تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ فلاں نہیں ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ جس لڑکے کو آپ نے دیکھا تھا وہ فوت ہو گیا ہے پھر حضور تشریف لائے اور بچے کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اظہار تعزیت فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۷۸)

فاروق اعظم سے طلب دعا

حضور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی۔ جب وہ مکہ جاتے تھے ارشاد فرمایا۔ **لا تنسنا یا اخی من دعائک .**

اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا۔ اسے ابوداؤد نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

احمد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے فرمایا **اشر کنا یا اخی فی صالح دعائک و لا تنسانا.**

بھائی اپنی نیک دعاء میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور بھول نہ جانا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۶۔ حیات الموات)

کفار کی دعوت

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکمال رافت و رحمت اور تواضع و تالیف کفار کی دعوت قبول فرمائی

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان یھودیا دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی خبز شعیر و اھالۃ سنخۃ فاجابہ .

ایک یہودی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور چربی کی دعوت دی تو حضور نے قبول فرمائی۔ (مولف)

کفار کے برتن کا استعمال

صحابہ کرام حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے غنیمت کے برتن، بے تکلف استعمال کرتے اور حضور منع نہ فرماتے۔

امام احمد مسند میں ابوداؤد سنن میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كان نغزو مع رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فنصيب من آنية المشركين و اسقيتهم و نستمتع بها فلا يعيب ذلك علينا.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں جاتے تو مشرکوں کے برتنوں اور مشک کی ضرورت پڑتی اور ان سے ہم کام نکالتے تو حضور اس کو ہمارے لیے معیوب نہیں سمجھتے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۰۴، ۱۰۵۔ الاحلی من السکر)

امام احمد و بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی وغیرہم ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قلت يا رسول الله انا بارض قوم اهل الكتاب افنا كل فى آنيتهم قال و ان وجدتم غيرها فلا تاكلوا فيها و ان لم تجدوا فاغسلوها و كلوا فيها.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں ہوتے ہیں کیا ان کے برتن میں کھائیں؟ فرمایا اگر دوسرے برتن ملیں تو ان میں کھاؤ ورنہ ان برتنوں کو دھونے کے بعد کھاؤ۔ (مولف)

امام احمد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان ابا ثعلبة رضی الله تعالیٰ عنه سأل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم افتنافی آنیة المجوس اذا اضطررنا الیها قال اذا اضطررتم الیها فاغسلوها بالماء و اطبخوا فیها.

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجوسیوں کے برتنوں کے بارے میں فتویٰ پوچھا کہ جب ان برتنوں کی شدید ضرورت محسوس کریں تو کیا کریں؟ فرمایا جب زیادہ ہی مضطرب ہو جاؤ تو ان برتنوں کو پانی سے دھو لینے کے بعد پکاؤ۔ **(مولف)**

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۱۳۔ الاحلیٰ من السکر)

لوگوں سے مدارات ومحبت

مدارات خلق والفت وموانست اہم امور سے ہے۔

عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بعثت بمداراة الناس

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کی دل جوئی اور مدارات کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔ **(مولف)**

اسے طبرانی نے کبیر میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

و قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم راس العقل بعد الایمان بالله التحبب الی الناس .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان باللہ کے بعد عقل مندی یہ ہے کہ لوگوں سے

محبت کی جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں حضرت علی سے اور بزار نے مسند میں ابو ہریرہ سے اور شیرازی نے القاب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۲۶۔ الاحلی من السکر)

بشارت وآسانی کی تاکید

امام احمد و بخاری ونسائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں

یسروا و لا تعسروا و بشروا و لا تنفروا .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو اور خوش خبری دو اور نفرت نہ دلاؤ۔ (مولف)

امام احمد وائمہ ستہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین .

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو نہ کہ دشواری میں ڈالنے والے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۱۴۲۔ الاحلی من السکر)

اشعار

اخلاق نبوت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ نغمہ سرائی کی ہے :

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

•

خلق تمھاری جمیل ، خلق تمھارا جلیل
خلق تمھاری گدا تم پہ کروروں درود
(حدائق بخشش)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و کرم کے تعلق سے جو اشعار نظم کیے وہ یہ ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجس میں ہے دریا تیرا
اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

•

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

•

انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

•

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم
ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

•

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جواب نصیب کو چین کھو گنوائے کیوں
اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

•

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

•

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار ﷺ پھرتے ہیں

•

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

•

جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

•

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

•

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

•

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

•

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

•

سیہ لباسان دار دنیا و سبز پوشان عرش اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا سایہ فیض ان کی جناب میں ہے

•

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جایئے
ناتوانو کچھ تو ہمت کیجیے
ان کے در پر بیٹھیے بن کر فقیر
بے نواؤ فکر ثروت کیجیے

•

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائینگے منہ مانگی مرادیں پائینگے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

اف بے حیائیاں کہ یہ منھ اور تیرے حضور
ہاں تو کریم ہے تیری خو در گزر کی ہے

تجھ سے چھپاؤں منھ تو کروں کس کے سامنے
کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منھ تکوں
کیا پرسش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے

باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر
کیسی خرابی اس نگھرے در بدر کی ہے

آباد ایک در ہے تیرا اور تیرے سوا
جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے

لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

•

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا
ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

•

تم سے کھلا باب جود تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروروں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروروں درود

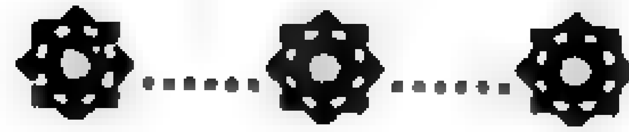
•

ہیں تیرے سپرد سب امیدیں
اے جود و نوال مصطفائی

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا، تجھے حمد ہے خدایا۔

(حدائق بخشش)



اسماءِ نبوی ﷺ

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسماءِ نبوی ﷺ

اعظم کرامات اور جامع ترین فضائل و کمالات میں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی ہیں جو محامد اخلاق، محاسن افعال اور جامع جمال و جلال پر مبنی ہیں۔ واضح رہنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ عز اسمہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی زبانوں پر بکثرت بیان فرمائے ہیں، اسماء کی کثرت مسمیٰ کی عظمت و بزرگی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ اسماء، صفات و افعال سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ہر اسم کسی صفت و فعل سے ہی بنا ہے۔

سب سے زیادہ مشہور و اعظم اسماء میں اسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے جس طرح کہ اسم ''اللہ'' کہ وہ اسم ذات باری تعالیٰ ہے باقی اسماء صفات ہیں اور انھیں پر محمول ہیں۔ اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک آپ کے دادا حضرت عبد المطلب جن کو ''شیبۃ الحمد'' کہتے ہیں کی زبان پر رکھا، لوگوں نے عبد المطلب سے دریافت کیا کہ کیوں آپ نے اپنے فرزند کا نام محمد رکھا؟ حالاں کہ یہ نام آپ کے اجداد اور آپ کے خاندان میں کسی کا نہ تھا، جواب میں فرمایا کہ اس بناء پر کہ میں امید رکھتا ہوں کہ سارا جہان اس کی تعریف و ستائش کرے۔

اور منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی ہے جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور دوسرا سرا مشرق و مغرب میں، اس کے بعد دیکھا کہ وہ زنجیر ایک درخت بن گیا ہے جس کے ہر پتے پر نور ہے اور مشرق و مغرب کے لوگ اس سے معلق ہیں، اس زمانے کے تعبیر گویوں نے تعبیر دی کہ ان کے صلب سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی مشرق و مغرب والے پیروی کریں گے۔ اور آسمان و زمین کے باشندے اس کی حمد و ستائش کریں گے، اس بنا پر ''محمد'' نام رکھا۔ یا

وہ گفتگو ہے جو حضرت عبد المطلب نے حضور کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمائی۔ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اے آمنہ تم اس مولود کی حاملہ ہوئی ہے جو اس امت کا سردار ہے جب تم سے وہ تولد ہو تو اس کا نام محمد رکھنا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ رکھا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اس نام معظم کی حفاظت و صیانت اپنے ذمہ لے لی تھی تاکہ اس نام مبارک میں کسی کے ساتھ اشتراک واشتباہ نہ رہے، لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور عالم تاب کا زمانہ قریب آیا تو آپ کے قریبی زمانہ کے اہل کتاب کو بشارتیں دیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم شریف انھیں بتایا۔ بعض قبیلہ کے لوگوں نے اپنے بچوں کا یہ نام اس امید پر رکھا کہ شاید یہی وہ ہو جائے۔ (واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ)

عظیم اور مشہور تر اسم نبوی

صاحب مواہب لدنیہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء شریفہ چار سو سے زیادہ شمار کرائے ہیں اور ان کا ذکر حروف تہجی پر کیا ہے۔

اور سب سے زیادہ مشہور واعظم اسم مبارک احمد ومحمد ہیں جو کہ بمنزلۂ اسم ذات ہیں اور دیگر اسماء صفاتی ہیں اور یہ دونوں نام بھی حقیقت میں ایک اسم ہیں جو حمد سے مشتق اور مبالغہ کے معنی میں مقید ہیں۔ پہلا نام باعتبار کیفیت ہے اور دوسرا نام باعتبار کمیت، تو آپ حق تعالیٰ کی حمد، افضل محامد سے کرتے ہیں اور دنیا وآخرت میں کثرت محامد سے آپ کی حمد وستائش کی گئی۔ اور آپ احمد الحامدین ہیں (حمد کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد کرنے والے) اور احمد المحمودین (تمام تعریف کیے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کردہ) وافضل من حمد (جو بھی حمد کرے ان سب سے برتر حمد کرنے والے) ہیں۔ اور روز قیامت

آپ کے ساتھ لواء الحمد ہوگا تا کہ آپ پر کمال حمد تمام ہو جائے اور حامدیت ومحمودیت کی صفت سے عرصات محشر میں مشہور کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا جیسا کہ اپنے ارشاد میں وعدہ فرمایا ہے کہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا) اور باب شفاعت کھولتے وقت اگلے پچھلے سب ہی آپ کی حمد کریں گے اور حق تعالیٰ اس وقت آپ کو ایسی حمد کی تعلیم فرمائے گا جس کی کسی اور کو تعلیم نہ فرمائی گئی۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کی امت کا نام حمادون (بہت زیادہ حمد بجالانے والے) رکھا۔ لہٰذا سزاوار ہے کہ آپ کا اسم گرامی احمد ومحمد رکھا جائے۔

اس تقریر سے ظاہر ہے کہ احمد بمعنی حامد تر، اسم تفضیل برائے فاعل ہے جیسا کہ استعمال میں یہ معنی بہت زیادہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی محمود تر ہو، جو مفعول کے لیے مشتق ہے اس بناء پر یہاں بیان محمودیت مقصود ہوگا خواہ بلحاظ کمال ہو خواہ باعتبار کثرت ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ پچھلوں میں نام احمد مشہور ہے کیوں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اسی نام سے یاد کرتے تھے اور کتب سابقہ میں یہی مذکور ہے اور قرآن کریم میں نام محمد بیان کیا گیا۔ اور حق یہ ہے کہ دونوں ہی نام پرانے ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام نے کثرت تعظیم کے لحاظ سے نام احمد سے یاد کیا کیوں کہ یہ صیغہ تفضیل کا ہے۔

اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے آپ کو اسم شریف کے ساتھ تخلیق عالم سے ہزار سال پہلے موسوم فرمایا۔

اور ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم نے حضرت شیث علیہما الصلاۃ والسلام سے فرمایا، اے فرزند تم میرے بعد خلیفہ اور جانشین ہو، تم عماد تقویٰ اور عروہ وثقی کو تھامے رہنا اور

جب بھی تم خدا کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرنا اس لیے کہ میں نے اس نام مبارک کو ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ حالاں کہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی، وہاں میں نے کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ لکھا ہو۔

بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا اور میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ لکھا ہو۔ اور میں نے حور العین کی پیشانیوں پر اور طوبیٰ کے درختوں کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتہ پر اور اطراف حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا دیکھا ہے۔ لہٰذا اے فرزند! ذکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ کرنا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام اپنی مصیبت کے وقت پڑھتے

اللھم بحق محمد اغفرلی خطیئتی.

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ **تقبل توبتی .**

خداوندا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے میری حفاظت فرما، اور میری توبہ قبول فرمالے۔

حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں سے پہچانا؟ عرض کیا میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا دیکھا کہ :

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

ایک روایت میں ہے کہ لکھا ہوا ہے کہ وہ میرا بندہ اور میرا رسول ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے افضل واکرم ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

اور بعض کے نزدیک حق تعالیٰ کا ارشاد، **فتلقی آدم من ربہٖ کلمات** کی تفسیر وتاویل ہے۔

شجر و حجر اور گل و برگ پر اسم محمد

کتاب الشفاء میں عجیب وغریب لکھا ہے کہ عالم سفلیات یعنی نچلی دنیا بھی ثبوت اسم شریف پر دلالت رکھتی ہے مثلاً ایک قدیم ویرانے پتھر پر **محمد تقی مصلح امین** لکھا ہوا پایا گیا۔

اور منقول ہے کہ ایک پتھر پر عبرانی خط میں لکھا ہوا پایا گیا۔

باسمک اللهم جاء الحق من ربک بلسان عربی مبین لا اله الا الله محمد رسول الله . کتبه موسیٰ بن عمران .

اسے ابن ظفر نے ''السیر'' میں معمر و زہری سے ذکر کیا۔

اور خراسان کے ایک شہر میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایک بچہ پیدا ہوا جس کے ایک پہلو پر **لا اله الا الله محمد رسول الله** لکھا ہوا ہے۔

اور بلاد ہند میں ایک پھول کی پتی ہے جس پر بخط سفید **لا اله الا الله محمد رسول الله** لکھا ہوا ہے۔

اور علامہ ابن مرزوق عبداللہ بن صوحان سے نقل کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ ہم بحر ہند میں سفر کر رہے تھے کہ ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں تو ہم نے اپنی کشتی ایک جزیرے میں لنگر انداز کر دی، وہاں ہم نے ایک گلاب کا پھول دیکھا جس کی تیز بھینی بھینی خوشبو تھی اس پر بخط سفید لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله .

اور ایک اور سفید پھول دیکھا جس پر بخط زرد یکھا لکھا ہوا تھا۔

براءة من الرحمن الرحيم الى جنات النعيم لا اله الا الله محمد رسول الله .

اور تاریخ ابن العزیم میں علی بن عبداللہ ہاشمی شرقی سے منقول ہے کہ ہند کے ایک دیہات میں تیز خوشبو کا ایک بڑا پھول پایا گیا جس پر بخط سفید

لا اله الا الله محمد رسول الله ، ابو بكر الصديق ، عمر الفاروق لکھا ہوا تھا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں شک گزرا اور خیال ہوا کہ یہ کسی کی کاری گری ہے اس کے بعد میں ایک اور پھول کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی نہ کھلا تھا اور نہ پھیلا تھا تو اس میں بھی میں نے اسی خط میں لکھا دیکھا۔

میں نے اس شہر میں چیزیں بڑی ارزاں اور سستی دیکھیں۔ وہاں کے لوگ پتھروں کو پوجتے تھے اور اللہ عزوجل کو جانتے تک نہ تھے۔

ابو عبداللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں بلادِ ہند گیا اور میں نے ایک شہر کی سیر کی جسے نمیلہ (نون کے ساتھ) یا تمیلہ (تا کے ساتھ) کہتے ہیں وہاں میں نے ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی مانند ہیں اور اس کا چھلکا ہے یعنی پھل پر پوست ہے، پھر جب پھل کو توڑا گیا اور اس میں سے گری نکالی گئی اور اسے چیرا گیا تو بیچ میں ایک سبز پتہ نکلا جس پر سرخ لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله .

اہل ہند اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ خشک سالی میں بارش مانگتے ہیں۔

اس کو ابو البقائن صافی نے اپنی کتاب ''منسک'' میں بیان کیا ہے۔

اور ''روضۃ الریاحین'' میں یافعی بعض علماء سے اس کی مانند نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات ابو یعقوب صیاد نے سنائی کہ میں نہر ابلہ میں شکار کر رہا تھا تو میں نے ایک مچھلی ایسی پکڑی

جس کے داہنے پہلو پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو تعظیم واحترام کی خاطر پانی میں ہی اسے دفن کر دیا۔

بعض لوگ قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ابن مرزوق سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ مچھلی لائی گئی جس کے ایک کان کی جلد پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے زرد رنگ کا خربوزہ پایا جس پر سفید لکیریں تھیں اور ہر لکیر پر عربی میں ایک جانب اللہ اور دوسری جانب احمد خوب واضح لکھا ہوا تھا جس میں کوئی عقل مند تحریر شناس شک نہیں کر سکتا تھا۔

اور کہتے ہیں کہ ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ پایا گیا جس پر بخط ظاہر برنگ سیاہ محمد لکھا ہوا تھا۔

اور ابن ظفر بن سیاف کی کتاب 'بطن مفہوم'' میں کسی سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک بڑے درخت کو دیکھا جس کے پتے بڑے اور خوشبودار تھے اور ہر پتے پر پیدائشی طور پر سرخی وسفیدی سے خوب روشن اور واضح خط میں قدرت الٰہی سے تین سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ دوسری سطر میں محمد رسول اللہ اور تیسری سطر میں ان الدین عند اللہ الاسلام لکھا تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

راقم الحروف (محمد عیسیٰ رضوی قادری) نے بھی بریلی شریف کے ایک درخت کے بعض پتے پر ''محمد'' واضح انداز میں لکھا دیکھا۔ (مولف)

حضور کے اسماء گرامی

حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی معنویت وافادیت اور ان کی

عظمت واہمیت کوامام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حسین وجمیل انداز میں بیان فرمایا ہے ان کے اوصاف و خصائص کوالگ الگ عنوان کے تحت میں ملاحظہ فرمائیں۔آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

صحیحین میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر علی قدمی .

بیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی یعنی کفر وشرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مالک، احمد، ابوداؤد طیالسی، ابن سعد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و نبی التوبة و نبی الرحمة .

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے احمد ومسلم اور طبرانی نے کبیر میں ابوموسیٰ اشعری سے اور ابن سعد و ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے شمائل میں حذیفہ سے اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عدی نے کامل میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابوالطفیل سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن سعد نے مجاہد سے

مرسلاً روایت کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنیسہ یہود میں تشریف لے جا کر دعوت اسلام فرمائی کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی کوئی نہ بولا، حضور نے فرمایا

ابیتم فو اللہ لانا الحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ آمنتم او کذبتم.

تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دینے والا ہوں میں ہی خاتم الانبیاء ہوں میں ہی نبی مصطفیٰ ہوں چاہے تم مانو یا نہ مانو۔ حاکم نے اسے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا احمد و انا محمد و انا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر.

میں احمد ہوں میں محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کی بامحو فرماتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور توریت میں احید ہے و انما سمیت احیدا لانی احید عن امتی نار جھنم.

اور میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ اسے ابن عدی وابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء)

اسماء کی تعداد

حضور کے اسم ذات دو ہیں کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کیے اور میں (امام احمد رضا) نے چھ سو اور ملائے کل چودہ سو ہوئے۔ اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر ہر جنس میں جداگانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔ اور یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لیے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں اگرچہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں۔ مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انھیں سوجھتی نہیں علیٰ ہذا القیاس توراۃ وزبور میں۔ (الملفوظ اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثرت اسماء سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ اور فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء پاک بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمیٰ سے ناشی ہے۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب وشرح مواہب میں ہیں۔ اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔
(احکام شریعت حصہ دوم)

حضور احمد واحد ہیں

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اسمائے گرامی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضور بیشک احمد واحد ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دونوں حضور کے اسماء طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور مظہر شان احدیت ہیں تجلی احدیت حضور کی عبدیت میں جلوہ گر ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۲۰۶)

حضور عالم کی جان ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے:

اسمه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم محی حیوة جمیع الکون به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فهو روحه و حیاته و سبب وجوده و بقائه.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے:

هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم روح الاکوان و حیاتها و سر وجودها و لولاه لذهبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی الله تعالیٰ عنه و نفعنا به لا شی الا وهو به منوط اذلولا الواسطة لذهب کما قیل الموسوط.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا:

کل فضل فی العالمین فمن فضل

النبی استعارۃ الفضلاء

جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔ (صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ)

زبور مقدس کی وحی

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی :

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پہ حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آسمان میں احمد زمین میں محمد

امام قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں رسالہ میلا دو امام علامہ ابن طغر بک سے ناقل :

مروی ہوا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الٰہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سر اٹھا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے سر اٹھایا سراپردۂ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا :

ھذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ماخلقتک و لا خلقتک سماء و لا ارضا.

یہ نور ایک نبی کا نور ہے تیری ذریت یعنی اولاد آدم سے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا نہ آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

حضرت آمنہ کو نام رکھنے کی بشارت

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل میلاد جمیل میں راوی :

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حمل اقدس میں چھ مہینے گزرے ایک شخص نے سوتے میں مجھے ٹھوکر ماری اور کہا :

یا آمنة انک قد حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدته فسمیه محمدا.

اے آمنہ تمھارے حمل میں وہ ہے جو تمام جہان سے بہتر ہے جب پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابونعیم حضرت بریدہ وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایام حمل مقدس میں خواب دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے۔

انک قد حملت بخیر البریة و سید العالمین فاذا ولدته فسمیه احمد و محمدا.

تمھارے حمل میں بہتر عالم وسردار عالمیاں ہیں پیدا ہوں تو ان کا نام احمد ومحمد رکھنا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن سعد و حسن بن جراح زید بن اسلم سے راوی :

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب حلیمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہا سے فرمایا مجھ سے خواب میں کہا گیا۔

انک ستلدین غلاما فسمیه احمد و هو سید العالمین.

عنقریب تمھارے لڑکا ہوگا ان کا نام احمد رکھنا وہ تمام عالم کے سردار ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حشر، حضور کے قدموں پر

بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابو داؤد طیالسی و ابن سعد، طبرانی و حاکم و بیہقی و ابو نعیم و غیرہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب الذی لیس بعده نبی .

بیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و بنی التوبة و نبی الرحمة ۔

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نام مبارک نبی التوبۃ کے خصائص

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں ایک اسم مقدس نبی التوبہ بھی ہے اس کے خصائص ونکات سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

نام مبارک ''نبی التوبہ'' عجیب جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے متعدد کتب سیرت واحادیث سے التقاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں۔ اسے مطالع المسرات وشرح شفا ملا علی قاری اور اشعۃ اللمعات شیخ محقق دہلوی میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، اسے شیخ محقق عبد الحق دہلوی نے لمعات و اشعۃ اللمعات میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیاء کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ شیخ محقق نے لمعات میں صراحۃً اور اشعۃ اللمعات میں اشارۃً ذکر کر کے فرمایا

ایں صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از ہمہ

بیشتر و وافر و کامل تر است۔

یہ صفت جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں مشترک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام انبیاء کرام سے زیادہ اور وافر و کامل ہے۔ (مولف)

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالیٰ اسی (۸۰) ہماری اور چالیس میں باقی سب امتیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔ اسے امام نووی نے شرح مسلم وملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح المواہب میں ذکر فرمایا ہے۔

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔ یہ شرح مواہب اور تیسیر مناوی میں ہے۔

(۶) اقول، بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے توبہ لاتے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب ان کے نائب ہیں۔ تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی واقع ہوئی یا وقوع پائے گی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامہ فاسی نے اسے مطالع المسرات میں تحریر فرمایا ہے۔

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں یعنی توابین کے نبی، اقول : اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں، حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔ جیسا کہ علامہ فاسی و مناوی پھر عزیزی نے شرح جامع صغیر میں مراد لیا ہے۔

(۹) ان کی امت توابین ہیں وصف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں۔ قرآن ان کی صفت میں التائبون فرماتا ہے، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع، یہ جمع الوسائل اور مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی کہ ان کی توبہ میں ندامت وترک فی الحال و عزم امتناع پر کفایت کی گئی۔ نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لیے اگلی امتوں کے سخت وشدید باران پر نہ آنے دیئے اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی۔ گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی۔ جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے ہیں اس وقت توبہ قبول ہوئی۔ یہ توضیح ملا علی قاری کی شرح شفا و مرقاۃ و قاضی عیاض کی نسیم الریاض و علامہ فاسی کی مطالع المسرات اور امام نووی کی مجمع البحار میں موجود ہے۔

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیئات المقربین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں و للاخرۃ خیر لک من الاولیٰ جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبۂ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ شرح شفاء، مرقاۃ، لمعات، زرقانی، اور مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۲) **باب توبہ:** انھیں کی امت کے آخری عہد میں باب توبہ بند ہوگا، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے، یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود تو جوان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لیے کہیں

توبہ نہیں۔

(۱۳) **فاتح باب توبہ:** وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے توبہ کی وہ انھیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۴) **کعب کا خون:** وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لیے ہمیشہ مفتوح ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے، ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں لکھا:

طر الیه فانه لا یرد من جاء تائبا.

ان کے حضور اڑکر آؤ جوان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یا اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔

اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدۂ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی
و العفو عند رسول اللہ مامول
انی اتیت رسول اللہ معتذرا
و العذر عند رسول اللہ مقبول

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراۃ مقدس میں ہے :

لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ و لکن یعفو و یغفر.

احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔

ولہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں عفو غفور۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۵) **نبی توبہ** : اقول، وہ نبی توبہ ہیں۔ بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لهم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما.

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اور اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے فریاد استغاثہ طلب شفاعت، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اهل الإسلام.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

(۱۶) اقول: وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے توبہ ایک نعمت عظمیٰ، بلکہ اجل نعم ہے اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری و باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے، یہ سر الوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انا ابو القاسم و الله يعطی و انا اقسم .

میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے :

و ما ارسلنک إلا رحمة للعلمين .

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(۱۷) اقول: وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی :

یا رسول الله اتوب الی الله و الی رسوله ماذا اذنبت.

یارسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ابوبکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلۂ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہوکر ہاتھ پھیلائے لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی:

تبنا الی الله و الی رسوله.

ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

اقول، توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا جس کی معصیت کی ہے، اس سے عہد اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا، اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من يطع الرسول فقد اطاع الله.

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس کا عکس نقیض یہ ہوگا کہ جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اس نے رسول کی اطاعت نہ کی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ کا گنہ گار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہ گار ہے۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔

و الله و رسوله احق ان يرضوه ان كانوا مومنين

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ اور رسول ہیں۔ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

نبی رحمت و نبی توبہ

امام احمد و ابن سعد و ابن ابی شیبہ و امام بخاری تاریخ اور ترمذی شمائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے، ارشاد فرمایا:

انا محمد و انا احمد و انا نبی الرحمة و نبی التوبة و انا المقفی و انا الحاشر و نبی الملاحم.

میں محمد میں احمد ہوں میں رحمت کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب میں آخری نبی ہوں میں حشر دینے والا ہوں میں جہادوں کا نبی ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حاشر و ماحی

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا احمد و انا محمد و انا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی و انا ماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر، فاذا کان یوم القیمة کان لواء الحمد معی و کنت امام المرسلین و صاحب شفاعتهم.

میں احمد و محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں کا امام

اوران کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دس اسمائے مبارکہ

ابن مردویہ تفسیر اور ابونعیم دلائل میں اور ابن عدی وابن عساکر و دیلمی حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لی عشرة اسماء عندی ربی انا محمد و احمد و الفاتح و الخاتم و ابو القاسم و الحاشر و العاقب و الماحی و یٰسین و طه .

میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں محمد واحمد وفاتح عالم ایجاد وخاتم نبوت وابوالقاسم وحاشر وآخرالانبیاء وماحی کفر ویسین وطہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ان لی عند ربی عشرة اسماء .

میرے رب کے پاس میرے لیے دس نام ہیں۔ ازاں جملہ محمد واحمد وماحی وحاشر وعاقب یعنی ختم الانبیاء ورسول الرحمۃ ورسول التوبۃ ورسول الملاحم ذکر کر کے فرمایا:

و انا المقفی قفیت النبیین عامة و انا قثم.

میں مقفی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں کامل جامع ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عاقب و نبی مصطفیٰ

حاکم مستدرک میں بافادۂ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سید المرسلین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنیسۂ یہود میں تشریف لے گئے میں ہمرکاب اقدس تھا، فرمایا: اے گروہ یہود مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (جس میں وہ زمانہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ و باؤا بغضب من اللہ فباؤا بغضب .) اٹھالے گا یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا حضور نے فرمایا:

ابیتم فو اللہ لانا الحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ آمنتم او کذبتم.

تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء اور میں نبی مصطفیٰ ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد

ابن سعد مجاہد مکی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد و احمد انا رسول الرحمۃ انا رسول الملحمۃ، انا المقفی و الحاشر.

میں محمد و احمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیاء ہوں میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مقفی وخاتم

خطیب و ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا احمد و محمد و الحاشر و المقفی و الخاتم .

میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا اور نبوت ختم فرمانے والا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آسمانی کتابوں میں اسم اقدس

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسمی فی الکتب القدیمۃ احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فار قلیطا و ماذ ماذ .

اگلی کتابوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد، محمد۔ ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے) مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر) حمطایا (حرم الٰہی کے حمایتی) فارقلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)۔ ماذ ماذ (ستھرے پاکیزہ۔) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

اشعار

اسماء نبوی کے جلال و جمال کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

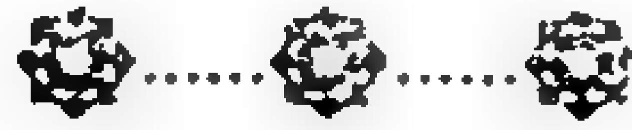
وجد میں ہو کے ہم اے جان بے تاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا

رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروروں درود

(حدائق بخشش)



اسم مبارک پر نام رکھنا

ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود
ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

سموا بأسماء الأنبياء

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھو۔

(الحدیث)

اسم مبارک پر نام رکھنا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر نام رکھنا مبارک و نافع اور دنیا و آخرت میں حفاظت میں لینے والا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بارگاہ حق میں دو بندے کھڑے کیے جائیں گے اس پر حق تعالیٰ انھیں جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ یہ دونوں بندے عرض کریں گے کہ اے خدا کس چیز نے ہمیں جنت کا اہل اور مستحق بنایا حالاں کہ ہم نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ بجز اس کے کہ تیری رحمت سے ہم جنت میں جانے کے امیدوار تھے۔ اس پر اللہ رب العزت جل وعلاء فرمائے گا۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اس لیے کہ ہم نے اپنی ذات کی قسم اپنے اوپر لازم کرلیا ہے میں اسے جہنم کی آگ میں ہرگز نہ بھیجوں گا جس کا نام محمد و احمد ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کسی ایک پر عذاب نہ کروں گا جس کا نام تمھارے نام پر ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے کہ فرمایا کوئی دسترخوان نہیں ہے کہ بچھایا گیا ہو اور اس پر لوگ کھانے کے لیے آئیں اور ان میں احمد یا محمد کے نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس گھر کو جس میں یہ دسترخوان کھانے کا بچھایا گیا ہو اسے روزانہ دو مرتبہ پاک نہ فرمائے۔ اسے ابومنصور دیلمی نے روایت کیا۔

نیز یہ بھی مروی ہے کہ کوئی گھر نہیں ہے جس میں محمد نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ انھیں برکت دے۔

ایک حدیث میں ہے جو قوم کسی مشورہ کے لیے جمع ہوئی اور ان میں کوئی شخص ایسا موجود ہے جس کا نام محمد ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے نام میں برکت عطا فرمائے گا۔

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی شفاعت کریں گے اور جنت میں داخل کرائیں گے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

فان لی ذمة منه بتسميتي

محمد و هو اوفى الخلق بالذمم

جس کا نام میرے نام پاک پر محمد ہے اس کے لیے میرا ذمہ ہے اور وہ مخلوق میں سب سے زیادہ آراستہ و مزین کرنے کے لائق ہے۔

بعض علماء اسم مبارک اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کر کے نام رکھنے کو منع فرماتے ہیں اور ایک ایک کر کے رکھنے کو جائز کہتے ہیں (یعنی یا تو ابوالقاسم نام رکھو یا محمد نام رکھو) یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کئی مذہب ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً ممنوع ہے۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے۔

اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم نام رکھنا اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا نام محمد نہیں ہے۔

اور جو حضرات مطلقاً جائز کہتے ہیں وہ ممانعت والی حدیثوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی حالت کے ساتھ مخصوص و مقید کرتے ہیں۔ یہ قول اقرب الی الصواب ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول)

محمد واحمد نام کی فضیلت

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ اور محبوبان خدا کے نام پر نام رکھنے کی ترغیب

وفضیلت سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

محبوبان خدا انبیاء واولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اسماء طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کی مخصوصات سے نہ ہو، اور محمد واحمد ناموں کے فضائل میں احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں۔

صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس، صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر، معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **سموا باسمی و لا تکنوا بکنیتی .**

میرے نام پاک پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد عبداللہ بن بکیر حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ولد له مولود فسماه محمد احبا لی و تبر کا باسمی کان هو و مولوده فی الجنة.

جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لیے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں :

هذا امثل حديث و رد فی هذا الباب و اسناده حسن .

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

محمد واحمد نام کا شخص دوزخ میں نہ جائے گا

حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انھیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا، رب عزوجل فرمائے گا ادخلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد و لا محمد.

جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا، یعنی جب کہ مومن ہو، اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہو جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔ کما نص علیه الائمة فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لیے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر چہ حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دار قطنی وابن ماجہ وبیہقی وابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ عزوجل و عزتی و جلالی لا عذبت احدا تسمی باسمک فی النار.

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمھارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

دسترخوان بابرکت ہوگا

حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دیلمی مسند الفردوس میں موقوفا راوی کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

ابن عدی کامل اور ابو سعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ما اطعم طعام علی مائدة و لا جلس علیها و فیها اسمی الا وقد سوا کل یوم مرتین.

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو، دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو، لہٰذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں

ما من مائدة وضعت فحضر علیها من اسمه احمد و محمد الاقدس الله ذلک المنزل کل یوم مرتین .

ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ماضر احدکم لو کان فی بیته محمد و محمدان و ثلثة .

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

مشورے میں برکت نہ ہوگی

طرانی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اجتمع قوم قط فی مشورة و فیهم رجل اسمه محمد لم یدخلوه فی مشورتهم الالم یبارک لهم فیه.

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے ملیے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

محمد نام نہ رکھنا جہالت ہے

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ولدله ثلثة اولاد فلم یسم احدا منهم محمدا فقد جهل.

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

محمد نام والے کی تکریم کی جائے

حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموه و اوسعوا له فی المجلس و لا تقبحوا له وجها.

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ و لا تحرموہ .

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

لڑکا پیدا ہوگا

فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیب حرانی امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی:

من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا و لیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا.

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے۔

ان کان ذکرا فسمیتہ محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا، انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

گھر میں برکت ہوگی

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما کان فی اھل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ .

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔

مناوی نے اسے شرح تیسیر میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں بیان فرمایا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔ (النور والضیاء فی احکام بعض الاسماء)

محمد نام رکھنے کی برکت

ایک حدیث میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔

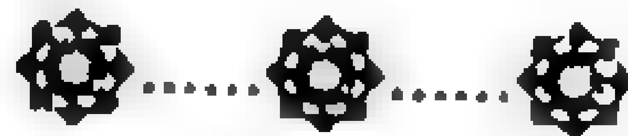
ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔

ایک روایت میں ہے ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔

ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے تمھارا کیا نقصان ہے کہ تمھارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

(الملفوظ اول)



نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہم ہو کے اے جان بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی

جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔

(الحدیث)

نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا جائز و مستحب ہے اور اس میں حضور کی تعظیم اور دلی محبت ہے، ہر وہ جائز بات کہ محبت و تعظیم میں جس کا دخل ہے اس کا بجالانا، اس پر عمل کرنا ایمان کا ایک عظیم حصہ ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ سے سوال ہوا کہ

اذان میں کلمہ اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر انگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟

آپ نے فرمایا:

انگوٹھے چومنا جائز ہے

حضور پرنور شفیع یوم النشور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ بھی ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھی۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث وفقہ، ارشاد علماء وعمل قدیم سلف صلحاء سب کچھ موجود۔

علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر و حضرت ریحانۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن وحسین وحضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو العباس خضر علی الحبیب الکریم وعلیہم الصلاۃ والتسلیم وغیرہم اکابرین سے حدیثیں روایت فرمائیں جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی۔ اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ وفتاویٰ صوفیہ وکنز العباد وردالمحتار حاشیہ در

مختار وغیرہا کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب واستحسان کی صاف تصریح آئی۔ ان میں اکثر کتابیں خود مانعین اوران کے اکابروعمائد مثل متکلم قنوجی وغیرہ کے مستندات سے ہیں۔

اوران حدیثوں کے بارے میں ان محدثین کرام ومحققین اعلام نے جوتصحیح وتضعیف وتجریح وتوثیق میں دائرہ اعتدال سے نہیں نکلتے اورراہ تساہل وتشدد نہیں چلتے حکم اخیر وخلاصۂ بحث وتنقیر یہ قرار دیا کہ خود حضوراقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوحدیثیں یہاں روایت کی گئیں وہ باصطلاح محدثین درجۂ صحت کوفائز نہ ہوئیں۔

مقاصد میں فرمایا لا یصح فی المرفوع من کل ھذا شی . ان میں سے کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں کل ما یروی فی ھذا فلا یصح رفعه البتة اس سلسلے میں جومروی ہو وہ مرفوع ہونے میں صحیح نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردالمحتار میں علامہ اسماعیل جراحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں لم یصح فی المرفوع من ھذا شیٔ ان میں سے کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں۔

پھر خادم حدیث پر روشن کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت، نفی حسن کوبھی مستلزم نہیں نہ کہ نفی صلاح و تماسک وصلوح تمسک نہ کہ دعوے وضع کذب توعندالتحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاح محدثین حکم صحت صحیح نہیں یوں ہی حکم وضع وکذب بھی ہرگز مقبول نہیں بلکہ بتصریح ائمہ فن کثرت طرق سے جبر نقصان متصور اورعمل علماء وقبول قدماء حدیث کے لیے قوی دیگر اور نہ سہی تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اوراس سے بھی گزریئے تو بلاشبہ یہ فعل اکابردین سے مروی ومنقول، اور سلف صالح میں حفظ صحت بصروروشنی چشم کے لیے مجرب اور معمول، ایسے محل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہوتو اسی قدر سند کافی، بلکہ اصلاً نقل

بھی نہ ہو صرف تجربہ وافی کہ آخر اس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں، نہ کسی سنت ثابت کا خلاف، اور نفع حاصل تو منع باطل، بلکہ انصاف کیجیے تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث موقوفہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے۔

ولہذا مولانا علی قاری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا قلت و اذا ثبت رفعه الى الصديق رضى الله تعالىٰ عنه فيكفى للعمل به لقوله عليه الصلاة و السلام عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين .

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تو صدیق سے کسی شئ کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجۂ صحت تک مرفوع نہ ہو۔

انگوٹھے چومنا سنت صدیقی ہے

امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں :

مسح العينين بباطن انملتى السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله مع قوله اشهد ان محمدا عبده و رسوله رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبينا . ذكره الديلمى فى مسند الفردوس من حديث ابى بكر الصديق رضى الله تعالىٰ عنه انه لما سمع قول المؤذن اشهد ان محمد رسول الله قال هذا و قبل باطن الانملتين السبابتين و مسح عينيه فقال صلى الله تعالىٰ

علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی . و لا یصح

یعنی موذن سے اشھد ان محمدا رسول اللہ سن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے موذن کو اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔

خضر علیہ السلام کی روایت

پھر فرمایا :

و کذا ما اوردہ ابو العباس احمد بن ابی بکر الرواد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمة و عزائم المغفرة بسند فیہ مجاھیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام انہ قال من قال حین یسمع الموذن یقول اشھد ان محمد رسول اللہ مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ و یجعلھما علی عینیہ لم یرمد ابدا.

یعنی ایسے ہی وہ حدیث کہ حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر رواد یمنی صوفی نے اپنی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہیں، حضرت سیدنا خضر

علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص موذن سے اشھد ان محمد رسول الله سن کر مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

آنکھ سے کنکری نکل گئی

پھر فرمایا:

ثم روی بسند فیه من لم اعرفه عن اخی الفقیه محمد بن البابا فیما حکی عن نفسه انه هبت ریح فوقعت منه حصاة فی عینه واعیاه خروجها و المته اشد الالم و انه لما سمع الموذن اشهد ان محمد رسول الله قال ذلک فخرجت الحصاة من فوره. قال الرواد رحمه الله تعالیٰ و هذا یسیر فی جنب فضائل الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا۔ فقیہ محمد بن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چلی ایک کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی نکالتے نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا انھوں نے موذن کو اشھد ان محمد رسول الله کہتے ہوئے یہی کہا فوراً نکل گئی۔ رواد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز ہے۔

آنکھوں میں تکلیف نہ ہوگی

پھر فرمایا:

و حکی الشمس محمد بن صالح بالمدنی امامها و خطیبها فی تاریخه عن

المجد احد القدماء من المصريين انه سمعه يقول من صلى على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا سمع ذكره فى الاذان و جمع اصبعيه المسبحة و الابهام و قبلها و مسح بهما عينيه لم يرمد ابدا.

یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے ملائے اور انھیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

پھر فرمایا:

قال ابن صالح و سمعت ذلک ایضا من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق و العجم و انه یقول عند ما یمسح عینیه صلی الله علیک یا سیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرة عینی و قال لی کل منهما منذ فعلته لم ترمد عینی۔

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے صلی الله علیک یا سیدی یا رسول الله یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرة عینی اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجد وفقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔

کبھی اندھا نہ ہوگا

پھر فرمایا:

قال ابن صالح و انا و لله الحمد و الشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد

عینی و ارجو ان عافیتهما تدوم و انی اسلم من العمی انشاء الله تعالیٰ

یعنی امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لیے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھانہ ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا :

قال روی عن الفقیه محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیه العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید الحسینی اخبرنی الفقیه الزاهد البلالی عن الحسن رضی الله تعالیٰ عنه انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشهد ان محمد رسول الله مرحبا بحبیبی و قرة عینی محمد بن عبد الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و یقبل ابهامیه و یجعلهما علی عینیه لم یعم و لم یرمد۔

یعنی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انھوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص موذن کو اشھد ان محمد رسول الله کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہو نہ آنکھیں دکھیں۔

پھر فرمایا :

و قال الطاؤسی انه سمع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشهادة ظفری ابهامیه و مسهما علی

عینیہ و قال عند المس اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و نور هما لم یعم .

یعنی طاؤسی فرماتے ہیں انھوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص موذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببرکة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و نورهما اندھا نہ ہو۔

حضور کی قیادت نصیب ہوگی

شرح نقایہ میں ہے :

و اعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله و عند الثانیة منها قرة عینی بک یا رسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یکون له قائدا الی الجنة . کذا فی کنز العباد.

یعنی خبردار ہو بیشک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشهد ان محمد رسول الله سنے صلی الله علیک یا رسول الله کہے۔ اور دوسری بار قرة عینی بک یا رسول الله پھر انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے اللهم متعنی بالسمع و البصر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

علامہ شامی اسے نقل کر کے فرماتے ہیں و نحوه فی الفتاویٰ الصوفیة یعنی اسی طرح امام فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع

المضمرات شرح قدوری قدس سرہما نے فتاویٰ صوفیہ میں فرمایا۔

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

شیخ مشائخنا، خاتم المحققین سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المحمیہ مولانا جمال بن عبداللہ عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

سئلت عن تقبیل الابھامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان ھل ھو جائز ام لا اجبت بما نصہ نعم تقبیل الابھامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان جائز بل ھو مستحب صرح بہ مشائخنا فی غیر ما کتاب.

یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے متعدد کتابوں میں اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔

علامہ محدث محمد طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکملہ مجمع بحار الانوار میں حدیث کو صرف لا یصح فرما کر لکھتے ہیں و روی تجربۃ ذلک عن کثیرین یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئیں۔

(منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین۔ مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم)

انگوٹھے چومنے ہی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو

علماء نے مستحب فرمایا۔ (احکام شریعت اول)

نام پاک چومنے سے مغفرت ہوگئی

ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دوسو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھ کر چوم لیا تھا۔ ان کا نام مسطح تھا۔

اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروروں برس کے گناہ دھودے۔ غلامی ہونا چاہیے سرکار کی، ایک نیکی سے معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور اگر عدل فرمائے تو کروروں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی و لا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یارسول اللہ، ارشاد فرمایا و لا انا الا ان یتغمدنی رحمتہ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے۔

گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے۔ آپ ہی بندوں کو توفیق دی، آپ ہی ان کو اسباب دیئے۔ آپ ہی آسان فرمایا ،اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔

نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا، ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا، ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں

سے کرتا۔ (الملفوظ حصہ سوم)

انگوٹھے چومنا تعظیم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اذان میں نام اقدس سن کر بوسہ دینا بتصریح کتب فقہ مستحب ہے ۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سنے اس کے جواز میں بھی شبہ نہیں جب کہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں ۔ جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بننا اور نئی شریعت گڑھنا ہے ۔ اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے ۔

امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب و الاجلال کان حسنا.

جو بات ادب و تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہے خوب ہے ۔

ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چومنا حسب نیت وعرف ادب کی بات میں داخل ہے ۔ (فتاویٰ افریقہ)

انگوٹھے چومنا باعث شفاعت ہے

مسند الفردوس کی حدیث میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انھوں نے اذان میں نام سن کر انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیه شفاعتی .

جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے ۔

جامع الرموز وکنز العباد وغیرہما میں ہے :

فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون لہ قائدا الی الجنۃ .

جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔

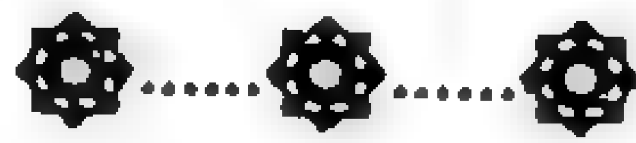
اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے جو ایسا کرے کبھی اندھا نہ ہوگا نہ اس کی آنکھیں دکھیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۵۵ ۔ نہج السلامۃ)

اقامت کے وقت انگوٹھے چومنا

اقامت کے وقت نام پاک سن کر انگوٹھے چومنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں :

مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع پر افتراء کرتا یا نام واکرام سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے امثال مواضع لزوم محذور کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہو جیسا کہ بعض محبان سرکار سے مشہور ہے بہر حال محبوب و محمود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶۵، نہج السلامۃ)



ازواج مطہرات

اہل اسلام کی مادران شفیق
بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام

وازواجہ امہاتہم

نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

(الاحزاب/٦)

ازواج مطہرات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے ان کی شان میں قرآن کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعت شان کا بیان ہے چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا **ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن.**

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

پھر دوسری آیت میں ارشاد فرمایا : **و ازواجه امهاتهم .**

اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

یہ تمام امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس بیویاں دو باتوں میں حقیقی ماں کی مثل ہیں۔

ایک یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی کا نکاح جائز نہیں۔

دوم یہ کہ ان کی تعظیم و تکریم ہر امتی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواج مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے کیوں کہ قرآن مجید میں حضرت حق جلا وعلا کا ارشاد ہے **و اذا سالتموهن متاعا فسئلوهن من وراء حجاب.**

جب نبی کی بی بیوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور علیہ السلام کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لیے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اٹھنا

بیٹھنا حرام ہے۔

یہ حکم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ان تمام ازواج مطہرات کے لیے ہے جن سے حضور علیہ الصلاۃ و السلام نے نکاح فرمایا چاہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انھوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم وواجب الاحترام ہیں۔

ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے مگر گیارہ امہات المومنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نو بیویاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں۔ ان گیارہ امت کی ماؤں کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

(۱) خدیجہ بنت خویلد (۲) عائشہ بنت ابو بکر صدیق

(۳) حفصہ بنت عمر فاروق (۴) ام حبیبہ بنت ابوسفیان

(۵) ام سلمہ بنت ابوامیہ (۶) سودہ بنت زمعہ

(۷) زینب بنت جحش (۸) میمونہ بنت حارث

(۹) ام المساکین زینب بنت خزیمہ (۱۰) جویریہ بنت حارث

اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حی یہ عربی النسل نہیں تھیں بلکہ قوم بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مورخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام صاحبان اولاد و ازواج ہوئے۔ بجز حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے، روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام روزانہ اپنے براق پر سوار ہوکر شوق صحبت میں شام سے مکہ مکرمہ سیدہ ہاجرہ والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور یہ ان کے ساتھ کمال شغف اور ان سے قلت صبر کی بناء پر واقع ہوتا تھا۔ اور حضرت داؤد نبی اللہ علیہ السلام کی ننانوے ازواج مطہرات تھیں اس کے باوجود وہ ایک اور سے نکاح کرنا چاہتے تھے تاکہ سو پوری ہوجائیں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کی تین سو منکوحہ ازواج اور ہزار باندیاں تھیں۔ اور ایک رات میں سو پر دورہ فرماتے تھے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام ازواج پر دورہ فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں، ایک روایت میں ہے کہ نو تھیں اور تحدیث نعمت میں فرماتے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔

طاؤس اور مجاہد سے مروی ہے کہ چالیس مردوں کی قوت دی گئی، ایک روایت میں مجاہد سے مروی ہے کہ چالیس جنتی جوانوں کی قوت دی گئی۔ اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ ہر جنتی جوان کو سو مردوں کی قوت کھانے پینے اور جماع میں ہوتی ہے۔ لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مباح تھا کہ جتنی تعداد میں چاہیں عورتوں کو نکاح میں لائیں اس میں کمال فضل وشرف اور تمام مردوں سے آپ کا امتیاز ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ از حد بہترین تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تم میں وہ شخص بہترین ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ سیرت و معاشرت میں بہتر ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہتر ہوں۔

جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالتے، جن کا نام قرعہ میں نکل آتا ان کو اپنے ہمراہ لے جاتے۔

حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المومنین فرمایا، یہ ارشاد حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ہے نہ کہ دیکھنے اور تنہا رہنے میں۔ اس کے باوجود ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنوں کے حکم میں نہیں ہیں اور نہ ان کی مائیں، آباء، اجداد اور دادیاں اور نہ ان کی بہنیں اور بھائی، ماموں اور خالاؤں کے حکم میں ہیں۔

ازواج مطہرات کو امت کی تمام عورتوں پر افضلیت حاصل ہے اور ان کا ثواب وعقاب ان سے دونا ہے۔

ازواج مطہرات میں سب سے افضل سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان فضل میں اختلاف ہے۔

کثرت تزویج میں حکمت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ازواج کی زیادتی میں حکمت یہ تھی کہ اندرونی اور خلوت کے احکام مردوں تک ان کے ذریعہ سکھائے جاسکیں اور وہ امت میں نقل کریں اور قیام حقوق اور حسن معاشرت میں تکلیف کی زیادتی اور ان کی صحبت پر صبر فرمانا باوجود بار رسالت کو برداشت فرمانے اور عبادت شاقہ کے ساتھ اس پر قائم رہنے کے آپ کا یہ عالم تھا یہ بھی نکاح کے فوائد میں سے ہے۔

ازواج کے درمیان عدل و برابری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب باشی میں باری کا تمام ازواج مطہرات میں اور ادائے نفقہ وسکنی اور ان کے حقوق و معاملات میں برابری کا لحاظ فرماتے تھے جن پر کہ آپ کو قدرت تھی۔ لیکن محبت کے بارے میں فرماتے اے خدایہ تقسیم اور انصاف میرا ان چیزوں میں ہے جس میں مجھے قدرت واختیار حاصل ہے اور جن چیزوں میں مجھے مالک نہیں فرمایا ہے ان میں تو مجھے ملامت نہ فرمانا یعنی محبت اور مجامعت میں۔

اور ازواج مطہرات کے درمیان مساوات کی رعایت کے وجوب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اختلاف ہے۔ آیا یہ کہ آپ پر بھی واجب تھا یا یہ محض آپ کا ان پر کرم، تفضل، مروت اور ان کے دلوں کو خوش رکھنا تھا؟

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہ ہے کہ باوجود اس کے اتنی رعایت کا پاس ولحاظ فرماتے کہ گویا یہ آپ پر واجب ہے حالاں کہ یہ آپ کا محض فضل و کرم تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضور ازواج کو سلام کرتے

ازواج مطہرات کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن سلوک فرمانے اور گھر میں تشریف لانے کے بعد ازواج کو سلام کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علامہ مجد الدین فیروز آبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں **کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جاء الی البیت بلیل سلم سلاما یستمعہ المستیقظون و لا ینتبہ منہ الراقدون.**

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگتے سن لیتے اور سوتے نہ جاگتے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں :

سلام سنت است نزد درآمدن در خانہ براہل خانہ

گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں پر سلام کرنا سنت ہے۔ (مولف)

صحیح مسلم وسنن ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

كان النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم اذا دخل بيته بداء بالسواک .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کاشانۂ اقدس میں تشریف فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں :

لاجل السلام علی اهله فان السلام اسم شريف فاستعمل السواک للاتيان به .

یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لیے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اس کے ادا کو مسواک فرماتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عین العلم میں ہے :

يسلم عند الدخول فی بيته لئلا يدخل الشيطان معه و هو مامور به .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانۂ اطہر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتے تاکہ حضور کے ساتھ شیطان داخل نہ ہو اور حضور کو اس کا حکم دیا گیا۔ (مولف)

صحیح مسلم شریف کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوج، حدیث طویل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وام المومنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

فجعل یمر علی نسائہ فیسلم علی کل واحدۃ منھن سلام علیکم کیف یا اھل البیت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع کیا ان میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پرسی کرتے۔

دوسری روایت میں ہے

فخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اتبعتہ فجعل یتبع حجر نسائہ یسلم علیھن.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں پر تشریف لے جاتے اور انھیں سلام فرماتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۹۰)

ازواج مطہرات پر حضور کا طواف

صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطوف علی النساء بغسل واحد.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواج مطہرات پر طواف فرماتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۳۴۴)

حضور نے غیر عورت کو ہاتھ نہ لگایا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بیبا کانہ آنے سے منع فرماتے اور کبھی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نامحرم عورت کو ہاتھ نہ لگایا جو بیبیاں حاضر خدمت ہو کر بیعت چاہتیں آپ ان سے زبانی بیعت لیتے اور فرماتے تمھاری بیعت ہو گئی کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۲۶)

ازواج مطہرات کا مہر

ازواج مطہرات کے مہر کی مقدار سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے:

عامۂ ازواج مطہرات و بنات مکرمات حضور پرنور سید الکائنات علیہ وعلیہن افضل الصلاۃ واکمل التحیات کا مہر اقدس پانچ سو درہم سے زائد نہ تھا۔

امام مسلم اپنی صحیح میں ابو سلمہ سے راوی

قال سالت عائشة رضی الله تعالیٰ عنها کم کان صداق النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قالت کان صداقه لا زواجه ثنتی عشرة اوقیة و نش قالت اتدری ما النش قلت لا قالت نصف اوقیة فتلک خمسة مائة دراهم .

حضرت ابوسلمہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا نصف اوقیہ، تو مہر کے کل

پانچسو درہم ہوئے۔ (مولف)

احمد و دارمی اور ائمہ اربعہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں

قال ما علمت رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نکح شیئا من نسائه و لا انکح شیئا من بناته علی اکثر من اثنتی عشر اوقية .

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات و بنات مکرمات کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو۔ (مولف)

امہات المومنین مردوں کی ماں ہیں

ازواج مطہرات امت کے مردوں کی ماں ہیں عورتوں کی نہیں، اسی لیے انھیں امہات المومنین کہا جاتا ہے، امہات المومنات نہیں۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ایک مقام پر حدیث کے حوالے سے لکھا ہے کہ :

ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں امہات المومنات نہیں، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :

انا ام رجالکم لا ام نسائکم

میں تم مردوں کی ماں ہوں تمھاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵،ص ۵۱۱)

ازواج سے حسن معاشرت

جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے دل جوئی کرتے اور فرماتے :

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا و الطفهم باهله .

یعنی جو سب سے زائد خوش خلق ہو اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھے برتاؤ والا ہو وہ سب سے زائد ایمان میں کامل ہوگا۔ (مولف)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

خیر کم خیر کم لاهله و انا خیر کم لاهلی.

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۷۵)

ضباعہ بنت عامر کو پیام نکاح

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضباعہ بنت عامر بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیام دیا انھوں نے قبول کیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مصلحت پیش آئی ترک فرمایا۔

مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی کی شرح مواہب میں ہے۔

ان ضباعة اسلمت قديما بمكة و هاجرت و كانت من اجمل نساء العرب خطبها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى ابنها سلمة بن هشام فقال يا رسول الله ما عنك مدفع افا ستامرها قال نعم فاتاها فقالت الله اكبر افى رسول ا لله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تستامرني انى ابتغى ان احشر مع ازواجه ارجع اليه فقل له نعم قبل ان يبدو له فقيل النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم انها كبرت فلما عاد ابنها و قد اذنت له سكت عنها صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فلم ينكحها رضى الله تعالىٰ عنها . اه ملخصا.

یعنی ضباعہ بنت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکے میں اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اور یہ عرب کی حسین وجمیل عورتوں میں سے تھیں ان کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے سلمہ بن

ہشام کو پیغام نکاح دیا، سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ سے تو اعراض نہ کیا جائے گا تو کیا میں اپنی ماں سے اجازت لے لوں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ماں کے پاس آکر واقعہ بتایا تو ان کی ماں نے (خوشی میں) اللہ اکبر کہا اور یہ کہا کہ کیا تم مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اجازت مانگ رہے ہو میں تو یہ چاہتی ہوں کہ ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جاؤں، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جاکر ہاں کہہ دو، حضور کے لیے کوئی بات پیدا ہونے سے پہلے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ضباعہ کی عمر زیادہ ہوگئی ہے، جب ان کے بیٹے سلمہ اجازت لے کر واپس ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور ضباعہ سے نکاح نہیں فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۷۶)

ام ہانی بنت ابی طالب کو پیام نکاح

صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب خواہر امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو پیام نکاح دیا عرض کی۔

مالی عنک رغبة یا رسول الله و لکن لا احب ان اتزوج و بنی صغار.

یارسول اللہ کچھ حضور سے مجھے بے رغبتی تو ہے نہیں مگر مجھے یہ نہیں بھاتا کہ میں نکاح کروں اور میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناه علی طفل فی صغره و ارعاه علی بعل فی ذات یده.

عرب کی تمام عورتوں میں بہتر زنان قریش ہیں اپنے بچے پر اس کے چھٹپن میں سب سے زیادہ

مہربان اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ نگاہ رکھنے والیاں۔

اسے طبرانی نے ثقہ راویوں سے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے جب حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انھیں پیام دیا یوں عرض کی :

یا رسول اللہ لانت احب الی من سمعی و بصری و حق الزوج عظیم فاخشی ان اضیع حق الزوج .

یارسول اللہ بیشک حضور مجھے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے زیادہ پیارے ہیں اور شوہر کا حق بڑا ہے میں ڈرتی ہوں کہ حق شوہر مجھ سے فوت نہ ہو۔ ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ اسے شعبی سے مرسلاً روایت کیا۔

تیسری حدیث میں ہے :

خطبها صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقالت لولدین بین یدیها کفی بهذا رضیعا و بهذا ضجیعا.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے لیے فرمایا اپنے دو بچوں کی طرف کہ سامنے موجود تھے اشارہ کر کے عرض کی یہ دودھ پینے اور یہ ساتھ سونے کو بہت ہے۔ اسے ابی نوفل بن عقرب نے مرسلاً روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۵۸۷۔ اطائب التھانی)

امہات المومنین سے حضور کا ارشاد

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حج کی فرضیت میں عورت کا مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے مرد ہو یا عورت جو ادا نہ کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہوگا، عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں کہیں ایک دن کے راستہ پر بے شوہر یا محرم کے جائے گی تو گنہ گار ہوگی ہاں جب فرض ادا ہو جائے تو بار بار سفر کرنا عورت کو مناسب نہیں کہ وہ جس قدر پردہ کے اندر ہے اس قدر بہتر ہے۔ حدیث میں اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امہات المومنین کو حج کرا کر فرمایا **هذه ثم حصر البیوت.**

یہ ایک حج ہو گیا اس کے بعد گھر کی چٹائیاں۔

پھر یہ بھی اولویت کا ارشاد ہے نہ کہ عورت کو دوسرا حج ناجائز ہے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد پھر حج کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۶۱)

ازواج مطہرات کا نفقہ

صحیحین میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

کان صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ینفق منه (ای مما افاء الله علی رسوله من اموال بنی النضیر) علی اهله رزق سنة ثم یجمع ما بقی منه مجمع مال الله عزوجل.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے (یعنی بنو نضیر کے اموال غنیمت سے) اپنی ازواج مطہرات پر ایک سال کا خرچ نکال لیا کرتے تھے پھر جو بچتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ فرمایا کرتے تھے۔

(مولف)

صحیحین میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ان رسـول الـلـه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان ینفق علی اهله نفقة سنتهم من هذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعله مجعل مال الله۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس مال (غنیمت) سے اپنی ازواج کے لیے ایک سال کا نفقہ نکال لیا کرتے تھے اور جو باقی بچتا اس کو لے کر راہ خدا میں صرف فرمایا کرتے تھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۸)

حضرت خدیجۃ الکبریٰ

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقۂ حیات ہیں، ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ یہ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں۔ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی بنا پر ان کو" طاہرہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انھوں نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اخلاق وعادات اور جمال صورت وکمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہوگیا۔

علامہ بن اثیر اور ذہبی کا بیان ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف سے آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھ رہا تھا ایسے کٹھن وقت میں صرف انھیں کی ایک ذات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مونس حیات بن کر تسکین خاطر کی باعث تھی انھوں نے اتنے خوفناک اور خطرناک اوقات میں جس استقلال اور استقامت کے ساتھ خطرات ومصائب کا مقابلہ کیا اور جس طرح تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی، اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پر ان کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے۔

امام احمد وابوداؤد ونسائی حضر عبد عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت یجہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم وحضرت آسیہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

اسی طرح روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انھیں غیرت آگئی اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیوی عطا فرمادی ہے یہ سن کر آپ نے

ارشاد فرمایا کہ نہیں خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں، اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انھوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انھیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ مجھے حضرت خدیجہ کے بارے میں غیرت آیا کرتی تھی حالاں کہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ غیرت کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ ان کا ذکر خیر فرماتے رہتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر میں ضرور بھیج دیا کرتے تھے، اس سے میں چڑ جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی کہ دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی تو آپ کی بیوی تھیں، میرا یہ جملہ سن کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں بیشک وہ تھیں وہ تھیں انھیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔ اس حدیث کو امام سہیلی نے بھی نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آ رہی ہیں جس میں کھانا ہے جب یہ آپ کے پاس آ جائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوش خبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

پچیس سال تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت گزاری سے سرفراز رہیں، ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پاکر ماہ رمضان میں مکہ معظمہ کے اندر انھوں نے وفات پائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنت المعلیٰ) میں خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا۔ چوں کہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ، سیرت مصطفیٰ)

خدیجۃ الکبریٰ پہلی ام المومنین ہیں

نبی کے لیے اپنی امت کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح پیر اپنی مریدہ سے نکاح کرسکتا ہے اس سلسلے میں سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی امتی بی بیوں ہی سے نکاح فرمایا جن میں حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ وحضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعلیٰ درجہ کی مریدہ اور علیٰ درجہ کی بیبیاں ہیں۔ باتفاق علماء ثابت ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ کو ظاہر فرمایا سب سے پہلے ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ارادت سے مشرف ہوئیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۵، ص ۲۲۶)

حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہیں ہوئی

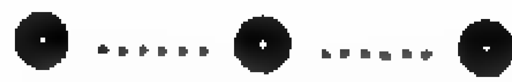
ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ اور تدفین سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

فی الواقع کتب سیر میں علماء نے یہی لکھا ہے کہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ مبارکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت تک یہ نماز ہوئی ہی نہ تھی، اس کے بعد اس کا حکم ہوا۔

زرقانی علی المواہب میں ہے :

فی رمضان بعد البعث بعشر سنین ماتت الصدیقة الطاهرة خدیجة رضی الله تعالیٰ عنها و دفنت بالجحون و نزل صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حفرتها و لم یکن یومئذ الصلاة علی الجنازة .

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بعثت اقدس کے دس سال بعد رمضان میں ہوا اور جحون میں دفن ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور ان دنوں جنازہ پر نماز نہیں ہوتی تھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۶)



حضرت عائشہ صدیقہ

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں، ان کی والدہ ماجدہ کا نام ''ام رومان'' ہے۔ یہ چھ برس کی تھیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا۔ اور شوال ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانۂ نبوت میں داخل ہو گئیں اور نو برس تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز رہیں۔

ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی الٰہی اترتی رہتی ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے یہ کہتا رہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ جب میں نے تمھارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا کر دکھائے گا۔

فقہ و حدیث کے علوم میں ازواج مطہرات کے درمیان ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں۔ اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر

کیا ہے ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

(۴) نکاح سے قبل حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھلادی تھی اور آپ تین رات خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

(۵) میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

(۶) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی۔ امہات المومنین میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئیں۔

(۷) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لیے ہوئی بیٹھی تھی اور آپ کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

(۹) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔

عبادت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلا ناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔

سخاوت اور صدقات وخیرات کے معاملہ میں بھی تمام امہات المومنین میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔ام درہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی۔اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا۔اس دن وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا تا کہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگا لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ وحدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا۔وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی برمحل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انھیں کافی مہارت تھی۔حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ

اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث وفقہ پر کوئی تعجب نہیں کیوں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں۔ اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟

اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی؟

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطباء آپ کے لیے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی اس لیے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہو گئیں۔

آپ کے شاگردوں میں صحابہ و تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۱۷ رمضان شب سہ شنبہ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

عائشہ کا وصال کب ہوا؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاریخ وصال اور مقام تدفین سے متعلق

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جس وقت آپ کی عمر شریف چھیاسٹھ سال تھی ۵۸ ھ ۱۷ر تاریخ رمضان المبارک شب سہ شنبہ کو وصال فرمایا بقیع میں دفن کرنے کی اپنے بھانجے کو وصیت کی اور موافق وصیت رات کے وقت بقیع میں دفن فرمائی گئیں، آپ کے جنازہ میں اکثر اہل مدینہ حاضر تھے اور آپ کو قبر میں آپ کے بھتیجوں حضرت قاسم بن محمد اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور عبداللہ بن ابی عتیق اور آپ کے بھانجوں عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتارا اور آپ کی نماز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

زرقانی شریف میں ہے :

ماتت بالمدينة سنة سبع و خمسين و قال الواقدى ليلة الثلثاء سبع عشر خلت من رمضان سنة ثمان و خمسين و عليه اقتصر المصنف فى الشرح و صدره به فى الفتح كالاصابة و عزاها فيها للاكثرين و تبعه الشامى و زاد انه الصحيح . و هى ابنة ست و ستين سنة و اوصت ابن اختها عروة ان تدفن بالبقيع فدفنت به ليلا و نزل فى قبرها القاسم بن محمد و ابن عمه عبد الله بن عبد الرحمن و عبد الله بن ابى عتيق و عروة و عبد الله بن الزبير كما فى العيون . و حضر جنازتها اكثر اهل المدينة و صلى عليها ابو هريرة رضى الله تعالىٰ عنه . (عرفان شریعت حصہ دوم)

حضرت عائشہ کی سخاوت

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی کہ ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے زمانۂ خلافت میں ان کے تصرفات مجور کر دیئے تھے ہزار ہا روپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرما دیتیں۔

ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کنیز کو حکم دیا، ہزار فلاں کو دے آؤ، سو فلاں کو، یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا۔ اور خود حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ تھا۔ کنیز نے عرض کی حضور کا روزہ ہے اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں فرمایا پہلے سے کہتی تو کچھ رکھ لیا جاتا۔

ام المومنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا، دیکھنے والے نے تعجب کیا فرمایا :

کم تری فیھا من مثاقیل ذرۃ .

اس میں کتنے ذرے نکل سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ .**

جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کا اجر دیکھے گا۔ (ذیل المدعا لاحسن الوعاء)

حضرت عائشہ کا برتاؤ

ام المومنین صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علی بعلہا الکریم وعلیہا وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا ایک ٹکڑا عطا فرمادیا، ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارہ میں ام المومنین سے استفسار ہوا، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔

ابو داؤد فی سننہ عن میمون بن ابی شبیب ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مربھا رجل علیہ ثیاب و ھیأۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لھا فی ذلک فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انزلوا الناس منازلھم. (فتاویٰ رضویہ ج۹، ص۷۳)

وقت نکاح حضرت عائشہ کی عمر

و قد تزوج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ

عنها و هی بنت ست سنین و بنی بها و هی بنت تسع سنین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا جب کہ وہ چھ سال کی تھیں اور جب حضور نے ان سے زفاف فرمایا تو وہ نو سال کی تھیں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵،ص ۶۳۴)

اس لیے امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا کہ :

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا تمام ازواج مطہرات حضور سید الکائنات علیہ وعلیہم الصلوات والتحیات ثیبات تھیں۔جیسا کہ بخاری کی حدیث عائشہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵،ص ۵۹۱۔اطائب التھانی)

حضرت عائشہ قبر انور کی زیارت کرتیں

کشف بزودی میں ہے :

روی ان عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها کانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی کل وقت و انها لما خرجت حاجة زارت قبر اخیها عبد الرحمن .

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر وقت زیارت کیا کرتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی ضرورت سے ایک جگہ گئیں تو اپنے بھائی حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴،ص ۱۷۵۔جمل النور)

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول اور اسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں روایت کیا اور برشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ فرماتیں۔

كنت ادخل بيت الذى فيه رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و انى واضع ثوبى و اقول انما هو زوجى و ابى فلما دفن عمر فوالله ما دخلته الا و انا مشدودة على ثيابى حياء من عمر.

میں اس مکان جنت آستان میں جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار پاک ہے یوں ہی بے لحاظ ستر وحجاب چلی جاتی اور جی میں کہتی وہاں کون ہے یہی میرے شوہر یا میرے باپ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ زوجہا ثم ابیہا ثم علیہا وبارک وسلم۔ جب سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم میں بغیر سراپا بدن چھپائے نہ گئی، عمر سے شرم کے باعث۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۸۔ حیات الموات)

حضرت عائشہ عبدالرحمٰن کی قبر پر

حدیث جلیل ام المومنین منقول بہ نقل ائمہ اجلہ ثقات وعدول رجال بخاری ومسلم مروی جامع ترمذی شریف میں یہ ہے:

حدثنا الحسين بن حريث (ثقة من رجال المشيخين) ناعيسىٰ بن يونس (ثقة مامون من رجال الستة كسائر السند) عن ابن جريج عن عبد الله بن ابى مليكة . قال توفى عبد الرحمن بن ابى بكر رضى الله تعالىٰ عنهما بالحبشى قال فحمل الى مكة فدفن فيها فلما قدمت عائشة رضى الله تعالىٰ عنها اتت قبر عبد الرحمن بن ابى بكر فقالت

وكنا كندمانى جذيمة حقبة

من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکا
لطول اجتماع لم لبت لیلة معا

ثم قالت و اللہ لو حضرتک ما دفنت الا حیث مت و لو شھدتک ما زرتک.

یعنی حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما برادر حقیقی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ معظمہ کے قریب موضع حبشی میں انتقال فرمایا ان کی نعش مبارک مکہ معظمہ لائی گئی۔ جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے جب ام المومنین مکہ معظمہ آئیں تو ان کے مزار پاک پر گئیں دو شعر (کہ تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہے تھے) پڑھے کہ ایک مدت دراز تک جذیمہ (بادشاہ عرب و عراق و جزیرہ مقتول ملک جزیرہ زبا) کے دونوں مصاحبوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں یکجا رہے تھے) ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے اب کہ جدا ہوئے گویا اس قدر طول یکجائی پر کسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔ پھر اپنے برادر مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ باتیں کیں، خدا کی قسم اگر میں آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہیں دفن ہوتے جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت آپ کے پاس ہوتی تو اب آپ کی زیارت کو نہ آتی۔

وہیں دفن ہونا اسی لیے کہ یہی سنت ہے نعش کو دور لے جانا نہ چاہیئے، اور زیارت کو نہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵۸۔ الوفاق المتین)

بعد عصر دو رکعت کی خصوصیت

حدیث مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت

فرمائی، خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، بایں ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتیں۔

رواه الشیخان عن کریب عن ابن عباس و عبد الرحمن بن ازهر و المسور بن مخرمة رضی الله تعالیٰ عنهم انهم ارسلوه الی عائشة زوج النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقالوا اقراء علیها السلام منا جمیعا و سلها عن الرکعتین بعد العصر و قل لها بلغنا انک قد تصلینهما و ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نهی عنهما.

یعنی حضرت عباس وعبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ دو رکعت نماز پابندی سے پڑھتی ہیں حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔ (مولف)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے جائز کر دیا تھا۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے اسے انموذج اللبیب میں، پھر زرقانی نے شرح مواہب میں بیان فرمایا ہے۔ (الامن والعلی)

●......●......●

حضرت ام سلمہ

ان کا نام ہند ہے اور کنیت ''ام سلمہ'' ہے مگر یہ اپنی کنیت کے ساتھ ہی زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے باپ کا نام ''حذیفہ'' اور بعض مورخین کے نزدیک ''سہیل'' ہے۔ مگر اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ان کی والدہ ''عاتکہ بنت عامر'' ہیں۔ ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضائی بھائی تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی اعلان نبوت کے بعد جلد ہی دامن اسلام میں آ گئے تھے اور سب سے پہلے ان دونوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، پھر یہ دونوں حبشہ سے مکہ مکرمہ آ گئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔

چنانچہ ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور حضرت بی بی ام سلمہ اور اپنے فرزند سلمہ کو کجاوہ میں سوار کر دیا۔ مگر جب اونٹ کی نکیل پکڑ کر حضرت ابو سلمہ روانہ ہوئے تو حضرت ام سلمہ کے میکے والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے خاندان کی اس لڑکی کو ہرگز ہرگز مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ان کو اونٹ سے اتار لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی لوگوں کو بھی طیش آ گیا اور ان لوگوں نے غضب ناک ہو کر کہا کہ تم لوگ ام سلمہ کو محض اس بنا پر روکتے ہو کہ یہ تمہارے خاندان کی لڑکی ہے تو ہم اس کے بچہ ''سلمہ'' کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس لیے کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ایک فرد ہے یہ کہہ کر ان لوگوں نے بچہ کو اس کی ماں کی گود سے چھین لیا۔ مگر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اور بچے کی جدائی پر صبح سے شام تک مکہ کی پتھریلی زمین میں کسی چٹان پر بیٹھی ہوئی تقریباً سات دنوں تک روتی رہیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچازاد بھائی کو ان پر رحم آ گیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھا بجھا کر یہ کہا کہ آخر اس مسکینہ کو تم لوگوں نے اس کے

شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ تم لوگ کیوں نہیں اس کو اجازت دے دیتے ہو کہ وہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ بالآخر بنو مغیرہ اس پر رضامند ہوگئے کہ یہ مدینہ چلی جائے۔ پھر حضرت ابو سلمہ کے خاندان والے بنو عبد الاسد نے بھی بچے کو حضرت ام سلمہ کے سپرد کر دیا۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہوگئیں اور اکیلی مدینہ کو چل پڑیں مگر جب مقام ''تنعیم'' میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوگئی جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ اے ام سلمہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں، اس نے کہا کہ کیا تمھارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں حضرت ام سلمہ نے درد بھری آواز میں جواب دیا کہ نہیں میرے ساتھ اللہ اور میرے اس بچہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

یہ سن کر عثمان بن طلحہ کی رگ شرافت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لیے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمھاری جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں، یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتا اور میں اپنے اونٹ کے پاس سو رہتی، پھر روانگی کے وقت جب میں اپنے بچہ کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور وہاں سے وہ یہ کہہ کر مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمھارا شوہر اسی گاؤں میں ہے۔ چنانچہ ام سلمہ اس طرح بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

یہ دونوں میاں بیوی عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہنے لگے مگر ۴ ھ میں جب ان کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوگیا، تو باوجودیکہ ان کے چند بچے تھے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور یہ اپنے بچوں کے ساتھ کاشانۂ نبوت میں رہنے لگیں اور ام المومنین کے معزز لقب سے سرفراز ہوگئیں۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال کے ساتھ ساتھ عقل و فہم کے کمال کا بھی ایک بے مثال نمونہ تھیں، امام الحرمین کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ کے سوا کسی عورت کو نہیں جانتا کہ اس کی رائے ہمیشہ درست ثابت ہوئی ہو۔

صلح حدیبیہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں کر کے سب لوگ احرام کھول دیں اور بغیر عمرہ ادا کیے سب لوگ مدینہ واپس چلے جائیں کیوں کہ اسی شرط پر صلح حدیبیہ ہوئی ہے تو لوگ اس قدر رنج و غم میں تھے کہ ایک شخص بھی قربانی کے لیے تیار نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے اس طرز عمل سے روحانی کوفت ہوئی اور آپ نے معاملہ کا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تذکرہ کیا تو انھوں نے یہ رائے دی کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کسی سے بھی کچھ نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار دیں، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ یہ دیکھ کر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام کھول دیا ہے سب صحابہ کرام مایوس ہوگئے کہ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو ہرگز ہرگز نہ بدلیں گے اس لیے سب صحابہ نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کر کے احرام اتار دیا اور سب لوگ مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔

حسن و جمال اور عقل و رائے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ان کی مہارت خصوصی طور پر ممتاز تھی، تین سو اٹھہتر حدیثیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور بہت سے صحابہ و تابعین حدیث میں ان کے شاگرد ہیں۔ اور ان کے شاگردوں میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل ہیں۔

مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پاکروفات پائیں اوران کی وفات کا سال ۵۳ ھ ہے۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ ان کے وصال کا سال ۵۹ ھ ہے اور ابراہیم حربی نے فرمایا کہ ۶۲ ھ میں ان کا انتقال ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ۶۳ ھ کے بعد ان کی وفات ہوئی ہے۔ (مولف)
(مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

ام سلمہ کو پیغام نکاح

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیام نکاح دینے اور ان کے رشتۂ زوجیت میں شامل ہونے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ پہلے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں جب ان کی وفات ہوئی اور عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں پیام نکاح دیا انھوں نے عرض کی یارسول اللہ مجھ میں تین باتیں ہیں **انا امراءۃ کبیرۃ** میری عمر زائد ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **انا اکبر منک** میں تم سے بڑا ہوں، عرض کی **و انا امراءۃ غیور** میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے) فرمایا **ادعو اللہ عزوجل فیذھب عنک غیرتک** میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمھارا رشک دور فرمائے گا۔ عرض کی **یا رسول اللہ و انا امراءۃ مصبیۃ** ۔ یارسول اللہ اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے) فرمایا **ھم الی اللہ و الی رسولہ** ۔ بچے اللہ ورسول کے سپرد ہیں۔

اسے امام احمد نے مسند میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا اور یہ حدیث صحیح نسائی

وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ (الامن والعلی)

یہی مضمون ایک مقام پر اس طرح ہے :

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اول حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیوہ ہوئیں۔ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں پیام نکاح دیا انکار کردیا، پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا انکار کردیا۔

پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیام دیا عرض کی انی امراۃ غیری و انی امراۃ مصبیۃ و لیس احد من اولیائی شاھدا.

میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات سے شکر رنجی کا خیال ہے) اور عیال دار ہوں اور میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے عذروں پر کچھ عتاب نہ فرمایا، بلکہ عذر سن کر ان کے علاج و جواب ارشاد فرمادیئے کہ تمھارے رشک کے لیے ہم دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسے دور کردے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا، ام المومنین ام سلمہ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے ساتھ اس طرح رہتی تھیں گویا یہ ازواج مطہرات ہی میں نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ بعلھن وعلیھن و بارک وسلم) اور تمھارے بچے اللہ ورسول کے سپرد ہیں اور تمھارا کوئی حاضر وغائب میرے ساتھ نکاح کو ناپسند نہ کرے گا۔

اسے احمد ونسائی وغیرہما نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

ابن ابی عاصم کی روایت میں ہے منجملہ عذروں کے یہ بھی عرض کی کہ اما انا فکبیرۃ السن

میری عمر زیادہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انا اکبر منک

میں تم سے بڑا ہوں ۔ ابن ابی عاصم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر شوال ۴ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ یہی صحیح ہے جیسا کہ زرقانی میں ہے۔

تو جس وقت انھوں نے ترک نکاح کے لیے عمر زیادہ ہونے کا عذر عرض کیا تیس سال کی نہ تھیں، یہی کوئی چھبیس ستائس برس کی عمر تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔

ابن سعد انھیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

بلغني انه ليس المراء ة يموت زوجها و هو من اهل الجنة و هي من اهل الجنة ثم لم تتزوج بعده الا جمع الله بينهما في الجنة .

جس عورت کا شوہر مر جائے اور وہ دونوں جنتی ہوں پھر عورت اس کے بعد نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں جمع فرمائے۔

اسی بناء پر انھوں نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا آؤ ہم تم عہد کریں کہ جو پہلے مر جائے دوسرا اس کے بعد نکاح نہ کرے، مگر یہ علم الٰہی میں امہات المومنین میں داخل ہونے والی تھیں حضرت ابو سلمہ نے قبول نہ فرمایا۔

ابن ابی عاصم نے اسے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

امام احمد اپنی مسند میں سلمٰی بنت جابر سے روایت کرتے ہیں۔

ان زوجها استشهد فاتت عبد الله بن مسعود فقالت انی امراء ة استشهد زوجي و قد خطبني الرجال فابيت ان اتزوج حتى القاه فترجو لى ان اجتمعت انا و هو ان اكون من ازواجه قال نعم .

فقال له رجل ما رايناك نقلت هذا مذ قاعدناك قال انى سمعت رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان اسرع امتی لی لحوقا فی الجنة امراء ة من احمس.

حضرت سلمہ بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر شہید ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ اگر میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں ان کی زوجہ ہوں فرمایا ہاں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ ہم جب سے آپ کے پاس بیٹھتے ہیں اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے آپ کو نہیں دیکھا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیشک جنت میں مجھ سے جلدی ملنے والوں میں میری امت میں سے قبیلہٗ احمس کی ایک عورت ہے۔ (مولف)

حضرت سید سعید شہید سیدنا امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امراء القیس کہ حضرت اصغر وحضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں بعد شہادت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرفائے قریش نے انھیں پیام نکاح دیا فرمایا ما کنت لا تخذ صھرا بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

میں وہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔ جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا۔ ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل.

اسے ابن اثیر نے کامل میں بیان کیا ہے۔

مرثیہ حضرت امام انام رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتی ہیں :

و اللہ لا ابتغی صھرا بصھرکم

حتی اغیب بین الرمل و الطین

خدا کی قسم میں تمھارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کردی جاؤں۔ ذکرہ هشام بن الکلبی .

اسے ہشام بن کلبی نے بیان کیا ہے۔

بلکہ علامہ ابوالقاسم عمادالدین محمود بن احمد فارابی کتاب ''خالصۃ الحقائق لمافیہ من اسالیب الدقائق'' میں صحابیات حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بی بی رباب نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کرتے ہیں۔

انها كانت زوجا لرجل يقال له عمر و فتعاهدا ايهما مات قبل الآخر لا يتزوج الذى يبقى حتى يموت فمات فاقامت مدة فزوجها ابو ها فراء ت فى تلك الليلة عمرو انشدها ابياتا فاصبحت مذعورة و قصت على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم القصة فامرها ان تستأنس بالوحدة حتى تموت و امر زوجها بفراقها ففعل ذلك

یعنی وہ ایک شخص عمرو نامی کی زوجہ تھیں ان کے آپس میں عہد ہولیا تھا کہ جو پہلے مرے دوسرا تادم مرگ نکاح نہ کرے، عمرو کا انتقال ہوا رباب ایک مدت تک بیوہ رہیں پھران کے باپ نے ان کا نکاح کردیا اسی رات اپنے پہلے شوہر کو خواب میں دیکھا انھوں نے کچھ شعر اس معاملے کی شکایت میں پڑھے یہ صبح کو خائف وترساں انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حال عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرتے دم تک تنہائی سے جی بہلائیں اوران کے شوہر کو حکم دیا کہ انھیں چھوڑ دیں انھوں نے چھوڑ دیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے اصابہ میں تحریر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مشہور واقعہ ہے۔

بلکہ احادیث میں ہے خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بیوہ کی نہایت تعریف فرمائی جو اپنے یتیم بچوں کو لیے بیٹھی رہے اور ان کے خیال سے نکاح ثانی نہ کرے۔

حدیث : سنن ابی داؤد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انا و امراءۃ سفعاء الخدین کھاتین یوم القیامۃ و اومی بیدہ یزید بن زریع السبابۃ و الوسطی امراءۃ ایمت من زوجھا ذات منصب و جمال حبست نفسھا علی یتاما ھا حتی بانوا او ماتوا.

میں اور چہرہ کا رنگ بدلی ہوئی عورت روز قیامت ان دو انگلیوں کے مثل ہوں گے (راوی نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا یعنی جیسے یہ دو انگلیاں پاس پاس ہیں یوں ہی اسے روز قیامت میرا قرب نصیب ہوگا۔) وہ عورت کہ اپنے شوہر سے بیوہ ہوئی عزت والی صورت والی باایں ہمہ اس نے اپنے یتیم بچوں پر اپنی جان کو روک رکھا یہاں تک کہ وہ اس سے جدا ہوئے یا مر گئے۔

چہرہ کی رنگت بدلی ہوئی سیاہی مائل ہونا یہ کہ بے شوہری کے سبب بناؤ سنگار کی حاجت نہیں۔

حدیث : ابن بشران انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امراءۃ قعدت علی بیت اولادھا فھی معی نی الجنۃ.

جو عورت اپنی اولاد پر بیٹھی رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔

حدیث : ابویعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول من یفتح باب الجنۃ الا انی اری امراءۃ تبادر فی فاقول لھا مالک و من انت فتقول انا امراءۃ فقدت علی ایتام لی.

سب سے پہلے جو دروازۂ جنت کھولے گا وہ میں ہوں مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے آگے جلدی کرے گی میں فرماؤں گا تجھے کیا ہے اور تو کون ہے وہ عرض کرے گی میں وہ عورت ہوں کہ اپنے

تیسوں پر بیٹھی رہی۔ امام عبدالعظیم منذری فرماتے ہیں اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالیٰ .

تنبیہ

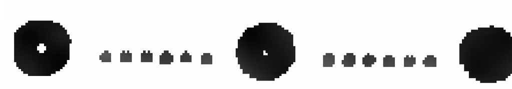
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لے جانا بار ہا ہوگا اولیت مطلقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔ دروازہ کھلنا حضور والا ہی کے لیے ہوگا، رضوان داروغہ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پا سکتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین، یہ سب مضامین احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی بعض فقیر نے اپنے رسالہ مبارکہ ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' میں ذکر کیں۔ حضور کے بعد اور بندگان خدا جائیں گے دروازہ کھلا پائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرما چکے ہوں گے۔ قال تعالیٰ جنت عدن مفتحة لهم الابواب.

یہاں جو اس عورت کا آگے ہونا وارد ہوا یہ اور بار کے تشریف لے جانے میں ہے جب اہتمام کارامت میں آمد و رفت فرماتے ہوں گے نہ کہ خاص بار اول میں۔

حضرت ام سلمہ کی وفات

ام المومنین ام سلمہ نے ۶۰ھ یا ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں وفات پائی عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی۔

یہ واقدی اور کثیر علماء کا قول ہے، حافظ ابن حجر نے اسے اصابہ میں تحریر فرمایا ہے اور یہی درست و صواب ہے۔ جیسا کہ زرقانی میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰۔ اطائب التہانی)



حضرت ام حبیبہ

ان کا اصلی نام "رملہ" ہے یہ سردار مکہ ابوسفیان بن حرب کی صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت العاص ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔

یہ پہلے عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور میاں بیوی دونوں نے اسلام قبول کیا اور دونوں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے لیکن حبشہ پہنچ کر ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش پر ایسی بدنصیبی سوار ہوگئی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور شراب پیتے پیتے نصرانیت ہی پر وہ مر گیا۔

ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ انھوں نے حبشہ میں ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش کی صورت اچانک بہت ہی بدنما اور بدشکل ہوگئی وہ اس خواب سے بہت زیادہ گھبرا گئیں۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے اچانک یہ دیکھا کہ ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش نے اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی دین قبول کر لیا۔ لیکن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کو اپنا خواب سنا کر ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا، مگر اس بدنصیب نے اس پر کان نہیں دھرا اور مرتد ہونے ہی کی حالت میں مر گیا مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا، اور آپ نے ان کی دل جوئی کے لیے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نجاشی کو جب یہ فرمان نبوت پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی کو جس کا نام "ابرہہ" تھا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کی خبر دی۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خبر کو

سن کر اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس بشارت کے انعام میں ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر دے دیے اور حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص کو جوان کے ماموں کے لڑکے تھے اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا۔

نجاشی نے اپنے شاہی محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے اس مجلس میں بلایا اور خود ہی خطبہ پڑھ کر سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا اور چار ہزار دینار اپنے پاس سے مہر ادا کیا جو اسی وقت حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا گیا۔

جب صحابہ کرام اس نکاح کی مجلس سے اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ بیٹھے رہیئے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ طریقہ ہے کہ نکاح کے وقت کھانا کھلایا جاتا ہے یہ کہہ کر نجاشی نے کھانا منگایا اور تمام صحابہ کرام شکم سیر کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

پھر نجاشی نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حرم نبوی میں داخل ہو کر ام المومنین کا معزز لقب پالیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پاکیزہ ذات وحمیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند ہمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں، ان کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ آئے تو بے تکلف ان کے مکان میں جا کر بستر نبوت پر بیٹھ گئے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ کو بستر سے اٹھا دیا کہ یہ بستر نبوت ہے میں کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۶۵ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا مسلم نے روایت کی ہے۔ باقی حدیثیں حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔

ان کے شاگردوں میں ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی صاحبزادی حضرت حبیبہ اور ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت مشہور ہیں۔

۴۴ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے حظیرہ میں مدفون ہوئیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

ام المومنین ام حبیبہ کا مہر

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کے تعلق سے ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے۔

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مہر ایک روایت پر چار ہزار درہم۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے۔

دوسری میں چار ہزار دینار تھا۔ جیسا کہ حاکم نے مستدرک میں اسے صحت کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے طے کیا تھا

فان هذا الامهار لم يكن من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بل من ملك الحبشة سيدنا النجاشي رضي الله تعالىٰ عنه .

ام المومنین ام حبیبہ کا مہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں تھا بلکہ اسے شاہ حبشہ

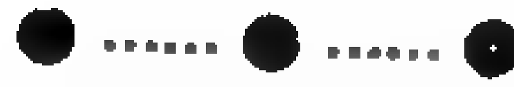
نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعین کیا تھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵،ص ۴۸۶)

ازواج مطہرات وبنات مکرمات کا مہر پانچسو درہم سے زائد نہ تھا مگر ام المومنین ام حبیبہ کا مہر کہ چار ہزار درہم یا چار ہزار دینار تھا چوں کہ ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے مقرر کیا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں تھا اس لیے یہ بات ان حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں چار سو یا پانچ سو درہم مہر کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اس روایت کو برقرار رکھا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

و اقره الذهبی و لا يخالف هذا ما مرمن حديثی ام المومنين و امير المومنين رضی الله تعالیٰ عنهما .

امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے اور یہ ام المومنین صدیقہ وامیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں کے خلاف نہیں ہے۔ (مولف)



حضرت سودہ

ان کے والد کا نام "زمعہ" اوران کی والدہ کا نام شموس بنت عمرو ہے۔ یہ پہلے اپنے چچازاد بھائی سکران بن عمرو سے بیاہی گئی تھیں۔ یہ میاں بیوی دونوں ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اوران دونوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی لیکن جب حبشہ سے واپس آ کر یہ دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ آئے تو ان کے شوہر سکران بن عمرو وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہو گئیں ان کے ایک لڑکا بھی تھا جن کا نام "عبدالرحمٰن" تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے ہر وقت بہت زیادہ مغموم اور اداس رہا کرتے تھے یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیں تا کہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے اور ایک وفادار اور خدمت گزار بیوی کی صحبت و رفاقت سے آپ کا غم مٹ جائے۔ آپ نے ان کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا۔ اور یہ امہات المومنین کے زمرے میں داخل ہو گئیں اور اپنی زندگی بھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں اور انتہائی والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی وفادار اور خدمت گزار رہیں۔

یہ بہت ہی سخی اور فیاض تھیں، ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ان کی خدمت میں بھیجا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں آپ نے فرمایا کہ بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو

مدینہ کے فقراء ومساکین پر تقسیم کر دیا۔

ان کی وفات کے سال میں مختلف اور متضاد اقوال ہیں۔

امام ذہبی اور امام بخاری نے اس روایت کو صحیح بتایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری دور خلافت ۲۳ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔

لیکن واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ ان کی وفات کا سال ۵۴ھ ہے۔

اور صاحب اکمال نے بھی ان کا سن وفات شوال ۵۴ھ ہی تحریر کیا ہے۔

مگر حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''تقریب التہذیب'' میں یہ لکھا ہے کہ ان کی وفات شوال ۵۵ھ میں ہوئی۔

●......●.. ...●

حضرت حفصہ

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد حضرت امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور انھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ طیبہ کو ہجرت بھی کی تھی لیکن ان کے شوہر جنگ بدر یا جنگ احد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہو گئیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح فرمایا اور یہ ام المومنین کی حیثیت سے کاشانۂ نبوی کی سکونت سے مشرف ہو گئیں۔

یہ بہت ہی شاندار بلند ہمت اور سخاوت شعار خاتون ہیں۔ حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست میں اپنے والد بزرگوار کا مزاج پایا تھا، اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

ان کے مزاج میں کچھ سختی تھی اسی لیے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی کسی سخت کلامی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل آزاری نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ بار بار ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے حفصہ! تم کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کر لیا کرو، خبردار کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی چیز کا تقاضا نہ کرنا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کبھی ہرگز ہرگز دل آزاری کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے ناراض ہو گئے تو تم خدا کے غضب میں گرفتار ہو جاؤ گی۔

یہ بہت بڑی عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں۔

علم حدیث میں بہت سے صحابہ اور تابعین ان کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں خود ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مشہور ہیں۔

شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں، بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ برس کی تھی۔

●......●......●

حضرت زینب بنت جحش

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کرادیا تھا مگر چوں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاندان قریش کی ایک بہت ہی شاندار خاتون تھیں اور حسن و جمال میں بھی یہ خاندان قریش کی بے مثال عورت تھیں اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنا متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا مگر پھر بھی چوں کہ وہ پہلے غلام تھے اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔

اس واقعہ سے فطری طور پر حضور کے قلب نازک پر صدمہ گزرا۔ چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی تو محض حضرت زینب کی دل جوئی کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔

روایت ہے کہ یہ پیغام بشارت سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تیرے رسول نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو یا اللہ! تو ان کے ساتھ میرا نکاح فرمادے ان کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہوگئی اور یہ آیت نازل ہوگئی کہ

فلما قضى زيد منها و طرا زوجنكها .

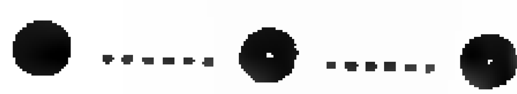
جب زید نے اس سے حاجت پوری کرلی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا نکاح آپ کے ساتھ کردیا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے؟ جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوش خبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ فرمادیا ہے۔ یہ سن کر آپ کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سنا کر خوش خبری دی۔ حضرت زینب اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر اس خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد ناگہاں حضرت زینب کے مکان میں تشریف لے گئے انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپ نے میرے ساتھ نکاح فرمالیا؟ ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام اور دو فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں۔

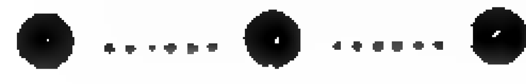
حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر نہیں فرمائی، آپ نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کی دعوت ولیمہ میں تمام صحابہ کرام کو نان و گوشت کھلایا۔

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا حال امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دے دیا کہ مدینہ کے ہر کوچہ و بازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نماز جنازہ کے لیے حاضر ہو جائیں۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں ۲۰ ھ یا ۲۱ ھ میں ۵۳ برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔



حضرت زینب بنت خزیمہ

زمانہ جاہلیت میں یہ چوں کہ غرباء اور مساکین کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لیے ان کا لقب ''ام المساکین'' (مسکینوں کی ماں) ہے پہلے ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا مگر جب وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو ۳ھ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف دو مہینے یا تین مہینے زندہ رہیں۔ اور ربیع الآخر ۴ھ میں تیس برس کی عمر پاکر وفات پاگئیں اور جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ دفن ہوئیں۔ یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں



حضرت میمونہ

ان کے والد کا نام حارث بن حزن ہے اور ان کی والدہ ہند بنت عوف ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے ''برہ'' تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ (برکت دہندہ) رکھ دیا۔

یہ پہلے ابورہم بن عبدالعزی کے نکاح میں تھیں مگر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے نکاح فرمالیا اور عمرۃ القضاء سے واپسی پر مقام ''سرف'' میں ان کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا۔

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری زوجۂ مبارکہ ہیں ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

ان کے انتقال کے سال میں مورخین کا اختلاف ہے مگر قول مشہور یہ ہے کہ انھوں نے ۵۱ھ میں بمقام ''سرف'' وفات پائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے زفاف فرمایا تھا۔

ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ۶۱ھ میں وفات پائی۔

اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ ۶۳ھ ان کے انتقال کا سال ہے۔

حضرت جویریہ

یہ قبیلۂ بنو مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ ''غزوۂ مریسیع'' میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں، انھوں نے ان سے مکاتبت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ تم اتنی اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں، ثابت بن قیس نے مجھے مکاتبہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لیے آپ اس وقت میں میری امداد فرمائیں کیوں کہ میرا تمام خاندان اس جنگ میں گرفتار ہو چکا ہے اور ہمارے تمام مال و سامان مسلمانوں کے ہاتھوں میں مال غنیمت بن چکے ہیں اور میں اس وقت بالکل ہی مفلسی اور بے کسی کے عالم میں ہوں۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی فریاد سن کر ان پر رحم آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمھارے ساتھ کروں تو کیا تم اس کو منظور کر لو گی؟ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمھارے بدل کتابت کی تمام رقم میں خود تمھاری طرف سے ادا کر دوں اور پھر تم کو آزاد کر کے میں خود تم سے نکاح کر لوں تا کہ تمھارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے، یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادمانی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی، انھوں نے اس اعزاز کو خوشی خوشی منظور فرما لیا، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل کتابت کی ساری رقم ادا فرما کر اور ان کو آزاد کر کے اپنی ازواج

مطہرات میں شامل فرمالیا اور یہ ام المومنین کے اعزاز سے سرفراز ہوگئیں۔

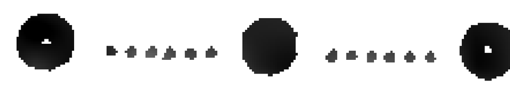
جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا ہے تو تمام مجاہدین ایک زبان ہوکر کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمالیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی غلام نہیں رہ سکتا، چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھے فوراً سب کے سب آزاد کردیئے گئے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ مبارک نہیں ثابت ہوا کیوں کہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی المصطلق کو غلامی سے نجات حاصل ہوگئی۔

ان کا اصلی نام ''برہ'' (نیکوکار) تھا لیکن چوں کہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا تھا اس لیے آپ نے ان کا نام بدل کر ''جویریہ'' (چھوٹی لڑکی) رکھ دیا۔

یہ بہت ہی عبادت گزار عورت تھیں، نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔

۵۰ ھ میں ۶۵ برس کی عمر پاکر انھوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔



حضرت صفیہ

ان کا اصلی نام زینب تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام ''صفیہ'' رکھ دیا۔ یہ یہودیوں کے قبیلہ بنونضیر کے سردار اعظم حی بن اخطب کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں کا نام ''ضرہ بنت سموئیل'' ہے۔ یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنونضیر کا رئیس اعظم تھا جو جنگ خیبر میں قتل ہو گیا۔

محرم ۷ھ میں جب خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور تمام اسیران جنگ گرفتار کر کے اکٹھا جمع کیے گئے تو اس وقت حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی طلب کی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند سے ان قیدیوں میں سے کوئی لونڈی لے لو انھوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا، مگر ایک صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت صفیہ بنو قریظہ اور بنونضیر کی شہزادی ہیں انُ کے خاندانی اعزاز کا تقاضا ہے کہ آپ ان کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمالیں۔

چنانچہ آپ نے ان کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے لیا اور ان کے بدلے میں انھیں ایک دوسری لونڈی عطا فرما دی، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا، اور جنگ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا میں ان کو اپنی قربت سے سرفراز فرمایا۔ اور دعوت ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر کا مالیدہ صحابہ کرام کو کھلایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت ہی خصوصی توجہ اور انتہائی کریمانہ عنایت فرماتے تھے اور اس قدر ان کا خیال رکھتے تھے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پر غیرت سوار ہو جایا کرتی تھی۔

ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔

واقدی کا قول ہے کہ ۵۰ ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ ۵۲ ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

بوقت رحلت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی، یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔

● ..... ● ..... ●

مقدس باندیاں

ازواج مطہرات کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار باندیاں بھی تھیں جو آپ کے زیر تصرف تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں :

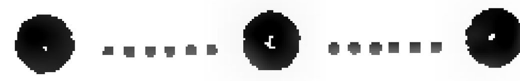
(۱) حضرت ماریہ قبطیہ

(۲) حضرت ریحانہ

(۳) حضرت نفیسہ

(۴) حضرت جمیلہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد دوم و سیرت مصطفیٰ ملتقطاً)



اشعار

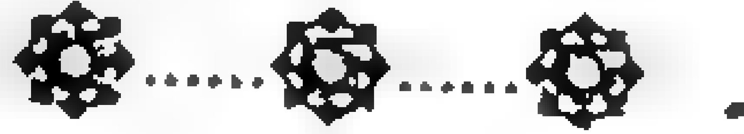
ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اہل اسلام کی مادران شفیق — بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام
جلو گیان بیت الشرف پر درود — پردگیان عفت پہ لاکھوں سلام
سیما پہلی ماں کہف امن و اماں — حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی — اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزل من قصب لا نصب لا صخب — ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام

بنت صدیق آرام جان نبی
اس حریم برأت پہ لاکھوں سلام
یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام
جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
ان سرا دق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
شمع تابان کاشانۂ اجتہاد
مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

●

تن اقدس میں لباس آیہ تطہیر کا ہو
سورۂ نور ہو سر پر گہر آمان معجر
یا حمیرا کا تن پاک پہ گل گوں جوڑا
کلمینی کے در آویزۂ گوش اطہر
باغ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن
آیہ نور کا ماتھے پہ منور جھومر
کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے
باپ صدیق سا اور ختم رسل سا شوہر
تیرے جلوے سے رہی مسند افتاد روشن
عہد صدیق سے تا دور جناب حیدر
(حدائق بخشش)



اولادِ کرام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی

ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ

(الحدیث)

اولاد کرام

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام کی تعداد چھ ہے، دو فرزند حضرت قاسم وحضرت ابراہیم، اور چار صاحبزادیاں، حضرت زینب وحضرت رقیہ حضرت ام کلثوم وحضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

لیکن بعض مورخین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے عبداللہ بھی ہیں جن کا لقب طیب وطاہر ہے، اس قول کی بناء پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس اولاد کی تعداد سات ہے تین صاحبزادگان اور چار صاحبزادیاں، اس کے علاوہ حضور کی مقدس اولاد کے بارے میں دوسرے اقوال بھی ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان ساتوں مقدس اولاد میں سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ کے شکم سے تولد ہوئے تھے۔ باقی تمام اولاد کرام حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سب سے پہلے فرزند ہیں جو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش مبارک میں اعلان نبوت سے قبل پیدا ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انھیں کے نام پر ہے، جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ ان کی وفات ہوگئی اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کی عمر شریف دو برس کی ہوئی۔ مگر علامہ غلابی کہتے ہیں کہ یہ فقط سترہ ماہ زندہ رہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انھیں کا لقب طیب وطاہر ہے۔ اعلان نبوت سے قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں

وفات پا گئے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام میں سب سے آخری فرزند ہیں یہ ذی الحجہ ۸/ھ میں مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ کے اندر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔اس لیے مقام عالیہ کا دوسرا نام ''مشربۂ ابراہیم'' بھی ہے۔

ان کی ولادت کی خبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام عالیہ سے مدینہ آکر بارگاہ اقدس میں سنائی، یہ خوش خبری سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انعام کے طور پر حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غلام عطا فرمایا۔اس کے بعد فوراً ہی حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ کو یا أبا إبراهيم کہہ کر پکارا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان کے عقیقہ میں دو مینڈھے آپ نے ذبح فرمائے اور ان کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی اور ان کے بالوں کو دفن کرادیا اور ابراہیم نام رکھا۔

حضرت ابراہیم کا انتقال بچپن ہی میں ہوا۔ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس دفن فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔بوقت وفات حضرت ابراہیم کی عمر شریف سترہ یا اٹھارہ ماہ کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں، اعلان نبوت سے دس سال قبل جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس سال کی تھی مکہ مکرمہ میں ان کی ولادت

ہوئی۔ یہ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں اور جنگ بدر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بلالیا تھا اور یہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

اعلان نبوت سے قبل ہی ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع سے ہوگئی تھی، ابو العاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے، حضرت زینب تو مسلمان ہوگئی تھیں مگر ابو العاص شرک و کفر میں پڑا رہا، ۸ ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت ام ایمن و حضرت سودہ بنت زمعہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ان کو غسل دیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کفن کے لیے اپنا تہبند شریف عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو قبر میں اتارا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ اعلان نبوت سے سات برس پہلے جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں سال تھا پیدا ہوئیں اور ابتداء اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہوگئیں۔ پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا لیکن ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ "سورۂ تبت یدا" نازل ہوگئی۔ ابولہب قرآن میں اپنی اس دائمی رسوائی کا بیان سن کر غصہ میں آگ بگولہ ہوگیا اور اپنے بیٹے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دے چنانچہ عتبہ نے طلاق دے دی۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے مکہ واپس آ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور یہ میاں بیوی دونوں صاحب الہجرتین کے معزز لقب سے سرفراز ہو گئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخت بیمار تھیں چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے سے روک دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح مبین کی خوش خبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیس سال کی عمر پا کر وفات پائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ بدر کے سبب سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں لیکن ابولہب کے مجبور کر دینے سے بدنصیب عتبہ نے ان کو رخصتی کے قبل ہی طلاق دے دی اور اس ظالم نے بارگاہ نبوت میں انتہائی گستاخی بھی کی یہاں تک کہ بدزبانی کرتے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھپٹ پڑا اور آپ کے مقدس پیراہن کو پھاڑ ڈالا اس گستاخی و بے ادبی سے آپ کے قلب نازک پر انتہائی رنج و صدمہ گزرا اور جوش غم میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ :

یا اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔

اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کے لیے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے اور مقام زرقا میں ایک راہب کے پاس رات میں ٹھہرے، راہب نے قافلہ والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں، یہ سن کر ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اے لوگو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے عتیبہ کے لیے ہلاکت کی دعا کر دی ہے لہٰذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے اردگرد چاروں طرف سو رہو تا کہ

میرا بیٹا درندوں کے حملہ سے محفوظ رہے۔ چنانچہ قافلہ والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا لیکن رات میں بالکل ناگہاں ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا۔ لوگوں نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا۔

حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاول ۳ھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

شعبان ۹ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا اور بتول ہے۔ ان کی پیدائش کے سال میں علماء مورخین کا اختلاف ہے۔

ابو عمر کا قول ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی یہ پیدا ہوئیں۔

اور بعض نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی۔

اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔

۲ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین

صاحبزادگان حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تین صاحبزادیوں زینب اور ام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ولادت ہوئی۔ حضرت محسن ورقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جن کے شکم مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب مبارک پر بہت ہی جانکاہ صدمہ گزرا۔ چنانچہ وصال اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ وصال نبوی کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی اور سب سے زیادہ اور مختار قول یہی ہے کہ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ وسیرت المصطفیٰ)

فاطمہ کی وجہ تسمیہ

حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوصاف ومحامد سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں

حدیث میں ہے:

انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ حرمها و ذریتها علی النار.

ان کا فاطمہ اس لیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

ان اللہ غیر معذبک و لا احدا من ولدک او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

نسب میں خصوصیت

حدیث : کل بنی اب ینتمون الی عصبتهم و ابیهم الا بنی فاطمة فانا ابوهم.

سب اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : فاطمة بضعة منی .

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۲۰۷)

فاطمہ کی خصوصیت

حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اسے بزار و ابویعلی اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ اور تمام نے فوائد میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله و ذريتها على النار .

بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک دامن رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کی ذریت کو آگ پر

حرام فرمادیا۔ (مولف)

حدیث میں آیا ہے۔ ان ابنتی فاطمة حوراء آدمیة لم تحض و لم تطمث .

بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔

(فتاوٰی رضویہ ج ۱۲،ص ۲۱۶)

فاطمہ کی رضا خدا کی رضا

و اخرج ابو سعید فی شرف النبوة انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال یا فاطمة ان الله یغضب بغضبک و یرضی لرضاک فمن اذی احدا من ولدها فقد تعرض لهذا الخطر العظیم لانه اغضبها و من احبهم فقد تعرض لرضاها.

امام ابوسعید نے کتاب شرف النبوۃ میں یہ روایت نقل کی ،اے فاطمہ تیری ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے تو جو ان کی اولاد میں سے کسی کو اذیت دے تو اس نے بڑی خطرناک بات مول لی کیوں کہ ان کی اذیت حضرت فاطمہ کو ضرور دکھ پہنچائے گی اور جس نے ان سے محبت کی تو جناب زہراء کی رضامندی کا حقدار ہوا۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۱۱،ص ۲۷)

مولیٰ علی کو فاطمہ کی وصیت

مصنف عبدالرزاق اوران کے طریق سے معجم طبرانی اوران کے طریق سے حلیہ ابونعیم میں ہے۔

اخبرنا معمر عن عبد الله بن محمد بن عقیل ان فاطمة رضی الله تعالیٰ عنها لما حضرتها الوفاة امرت علیا فوضع لها غسلا فاغتسلت و تطهرت و دعت بثیاب اکفانها فلبستها و مست من الحنوط ثم امرت علیا ان لا تکشف اذا هی قبضت و ان

تدرج کما هی فی اکفانها فقلت له هل علمت احدا فعل نحو ذلک قال نعم کثیر بن عباس و کتب فی اطراف اکفانه یشهد کثیر بن عباس ان لا اله الا الله .

حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوایا، پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی، پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے۔ اور اسی کفن میں دفن فرمادی جاؤں۔ میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا کہا ہاں کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اور انھوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لا اله الا الله . (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۲۸۔ الحرف الحسن)

غسل کی بحث

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل جنازہ کے متعلق وہ جو منقول ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا، اس پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

اولاً : اس کی ایسی صحت ولیاقت حجیت محل نظر ہے۔

ثانیاً : دوسری روایت یوں ہے کہ اس جناب کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے غسل دیا۔

ثالثاً:- فعل بمعنی امر شائع، یقال قتل الامیر فلانا و قاتل الملک القوم الفلانی و فی الحدیث اذن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ای امر بالتاذین.

یعنی کہا جاتا ہے کہ امیر نے فلاں کو قتل کیا (بلکہ امیر کے حکم سے قتل کیا گیا ہے) اور بادشاہ نے فلاں قوم سے لڑائی کی (بلکہ بادشاہ کی فوج نے لڑائی کی) اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دی، یعنی حضور نے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ (مولف)

رابعاً: اضافت بسوئے مسبب غیر مستنکر اور حدیث علی ان وجوہ پر محمول کرنے سے تعارض مرتفع یعنی حضرت ام ایمن نے اپنے ہاتھوں سے نہلایا اور سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حکم دیا یا اسباب غسل کو مہیا فرمایا۔

خامساً: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے خصوصیت تھی اوروں کا قیاس ان پر روا نہیں۔

ہمارے علماء جو شوہر کو غسل زوجہ سے منع فرماتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ بعد موت بہ سبب انعدام محل ملک نکاح ختم ہو جاتی ہے تو شوہر اجنبی ہو گیا۔ مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشتہ ابد الآباد تک باقی ہے کہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔

حدیث میں ہے، **عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی ۔**

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔ (مولف)

و عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول کل صھر او سبب او نسب ینقطع یوم القیامۃ الا صھری و نسبی ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا بجز میرے رشتے اور علاقے کے۔ (مولف)

اسی لیے منقول ہوا کہ جب سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر پر اعتراض کیا حضرت مرتضیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان فاطمۃ زوجتک فی الدنیا و الآخرۃ .

کیا تمھیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ تیری بی بی ہے دنیا و آخرت میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴)

بتول زہراء نے تعزیت کی

ابوداؤد و نسائی کی حدیث میں ہے :

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لسیدتنا البتول الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا ما اخرجک من بیتک یا فاطمۃ قالت اتیت ھذا المیت (البیت) فترحمت الیھم و عزیتھم بمیتھم.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ تمھارے گھر سے نکلنے کا سبب کیا ہے حضرت فاطمہ نے عرض کی اس میت کے گھر والوں کے لیے دعائے رحمت اوران کی تعزیت کے لیے آئی تھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۸)

بتول زہراء کی وصیت

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں :

در بعض روایت آمدہ کہ روز دیگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر اصحاب کہ بخانۂ علی مرتضیٰ بجہت تعزیت آمدند شکایت کردند کہ چرا ما را خبر نہ کردی تا شرف نماز و حضوری دریافتیم۔ علی مرتضیٰ گفت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصیت کردہ بود کہ چوں از دنیا بروم مرا بہ شب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازۂ من نیفتد پس

بموجب وصیت وے عمل کردم، ایں ست روایت مشہور۔

بعض روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز و تکفین ہو چکی اس کے دوسرے دن حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے گھر میں تعزیت کے لیے آئے اور شکایت کی کہ آپ نے ہمیں خبر کیوں نہ دی کہ ہم لوگ بھی نماز جنازہ اور حاضری کا شرف حاصل کرتے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کردی تھی کہ جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات کو دفن کرنا تاکہ نا محرم کی نظر میرے جنازہ پر بھی نہ پڑے تو میں نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور میں نے کسی کو اطلاع نہ دی۔ یہ مشہور روایت ہے ۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹ ۔ النہی الحاجز)

فاطمہ انسانی حور ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ابنتی فاطمة حوراء آدمية لم تحض و لم تطمث و انما سما ها فاطمة لان الله تعالیٰ فطمها و محبيها من النار .

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک ومنزہ ہے ۔ اللہ عزوجل نے اس کا فاطمہ اس لیے نام رکھا کہ اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرما دیا۔ اسے خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

فاطمہ کا صراط پر گزر

جب (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) صراط پر گزر فرمائیں گی زیر عرش سے منادی ندا کرے گا

اے اہل محشر اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صراط پر گزر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔

(احکام شریعت دوم)

بتول زہراء کی مقبولیت رسول

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہراء سے فرمایا کہ عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کی نامحرم شخص اسے نہ دیکھے حضور نے گلے لگایا اور فرمایا ذریة بعضها من بعض او کما ورد عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه و آله و بارک و سلم.

(وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

حضرت فاطمہ کی محبوبیت

حدیث حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن ابی داؤد میں بروایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی:

كانت اذا دخلت عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قام اليها فاخذ بيدها فقبلها و اجلسها فى مجلسه و كان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذته بيده فقبلته و اجلسته فى مجلسها.

جب حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرماتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے وہ

حضور کے لیے قیام کرتیں اور دست اقدس لے کر بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔ (صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین)

اہل بیت کون کون ہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضرت بتول زہرا کی اولاد امجاد اہل بیت ہیں پھر علی و عقیل و جعفر و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد اہل بیت ہیں، ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اہل بیت ہیں۔ (عرفان شریعت حصہ اول)

زینب یا ام کلثوم کا کفن

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بی بیوں کو حکم دیا کہ اسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

قالت دخل علینا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و نحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اکثر من ذلک ان رأیتن ذلک بماء و سدر و اجعلن فی الآخرة کافورا او شیئا من کافور فاذا فرغتن فاذنني فلما فرغنا اذناه فالقی الینا حقوه فقال اشعرنها ایاه .

ام عطیہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم

آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اسے تین یا پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور لگادو، جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں مطلع کرو جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو بتلایا آپ نے اپنا تہبند دیا اور فرمایا اسے ازار بنادو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ص ۱۳۰۔الحرف الحسن)

ایک صاحبزادی کے دفن میں حضور کا فرمان

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبر میں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو۔

اس سے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت ثابت نہیں ہوئی۔ یہ مصالح خاصہ ہیں جن کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹،ص ۳۸۴)

حضرت ابراہیم کی دایہ

حضرت ابراہیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

احمد و مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابراھیم ابنی و انه مات فی الثدی و ان له ظئرین یکملان رضاعه فی الجنة

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم کا انتقال ایام رضاعت میں ہوا اور جنت میں دو دایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں۔ (مولف) (عرفان شریعت، حصہ سوم)

ابراہیم اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن خالد سے ہے

قلت لعبد الله بن ابی اوفی رضی الله تعالیٰ عنهما ا رأیت ابراهیم ابن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال مات صغیرا و لو قضی ان یکون بعد محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی عاش ابنه ابراهیم .

میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقتدر ہوتا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا۔

لو کان بعد النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نبی ما مات ابنه ابراهیم .

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

امام ابوعمر بن عبد البر بطریق اسماعیل بن عبد الرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا :

کان ابراهیم قد ملأ المهد و لو عاش لکان نبیا لکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء .

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ و ابن عباس و عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا.

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق و پیغمبر ہوتا۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء وختم النبوۃ)

ابراہیم کی بشارت دی گئی

طبرانی کبیر اور ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی:

ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دخل على ام ابراهيم المارية القبطية و هى حامل منه بابراهيم (فذكر الحديث و فيه) ان جبرئيل اتانى فبشرنى ان فى بطنها منى غلاما و هو اشبه الخلق بى و امرنى ان اسميه ابراهيم و كنالى بابى ابراهيم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام ابراہیم ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لائے جب کہ ابراہیم ان کے شکم مبارک میں تھے کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے مژدہ سنایا کہ ماریہ کے پیٹ میں مجھ سے لڑکا ہے وہ تمام مخلوق سے زائد مجھ سے مشابہ تر ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان کا نام ابراہیم رکھوں اور جبریل نے میری کنیت ابوابراہیم رکھی۔ امام جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

(الدولۃ المکیۃ)

اشعار

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

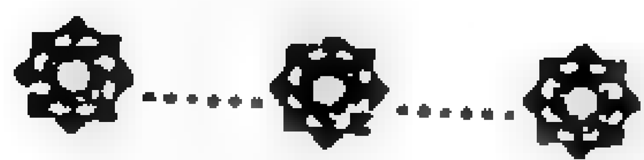
مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول

صدیق و فاروق وعثمان وحیدر ہر اک اس کی شاخ

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

نور و بنت نور و زوج نور و ام نور و نور
نور مطلق کی کنیز اللہ دے لہنا نور کا
باد لے کی اوڑھنی ہے تار باران درود
گو کھرو چٹکی بنت لچکا مسالہ نور کا
تابش عقدا نامل سے ہیں چھلے پور پور
ہے علی بند اس کف انور میں سبحہ نور کا
مجھ کو کیا منھ عرض کا لیکن ملائک یوں کہیں
شاہزادی در پہ حاضر ہے یہ منگتا نور کا
(حدائق بخشش)



اہل بیت کے فضائل

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (الاحزاب/۳۳)

اہل بیت کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کے ضمن میں آپ کے اہل بیت جو کہ جگر گوشہ ہیں اورازواج مطہرات جوام المومنین ہیں کی تعظیم وتوقیراوران کاادب واحترام بھی کرنا ہے، جیسا کہ خاص طور پر ان حضرات قدس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جس پر سلف صالحین عمل پیرار ہے ہیں چوں کہ حق تعالیٰ عز اسمہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ماسوا پر ہر چیز سے برگزیدہ فرمایا ہے اور عمومی فضیلت سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے تو آپ کی برکت سے یہ فضیلت ہر اس شخص کو شامل ہے جو نسب، نسبت، صحبت، قربت قریب یا بعید سے آپ کے ساتھ منتسب ہے۔

حقیقت میں ہر اس شخص سے محبت لازمی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے چنانچہ اہل بیت اطہار سے محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی بنا پر ہے، جس طرح کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہے یہی حال ان سے بغض وعداوت رکھنے میں ہے (والعیاذ باللہ) قاعدہ ہے کہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ ہر اس چیز سے محبت رکھتا ہے جو محبوب سے نسبت وعلاقہ رکھے، اور ہر اس شئ سے دشمنی و بیزاری ہوتی ہے جو محبوب سے بے گانہ یا اس کا مخالف ہو۔

اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال واطلاق ہیں۔

کبھی ان لوگوں پر اہل بیت کا اطلاق ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے وہ آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور کبھی اس میں اولاد رسول اور ازواج مطہرات بھی شامل ہوتی ہیں۔

اور کبھی مخصوص سیدہ فاطمہ، امام حسن وحسین اور علی مراد ہوتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اس بناء پر

کہ ان میں فضیلت بکثرت ہیں

اہل بیت کے اطلاق میں ان تفسیری اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ بیت کی تین صورتیں

ہیں۔

ایک، بیت نسب۔

دوم، بیت سکنیٰ۔

سوم، بیت ولادت۔

لہٰذا حضرت عبدالمطلب کی اولاد، اہل بیت نسب ہیں۔اور ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں اور

اولاد کرام اہل بیت ولادت ہیں۔اور سیدنا علی مرتضیٰ اگرچہ اولاد سے ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

وساطت سے اہل بیت ولادت سے ملحق ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے لازم رکھا

اور اسے مضبوط تھامے رکھا تو گمراہ نہ ہوگے۔

ایک خدا کی کتاب۔

دوسری میری عترت۔

تو اب غور کرو کہ ان دونوں سے تم کس طرح خلاف ورزی کرسکتے ہو۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل محمد کو پہچاننا آتش دوزخ سے نجات کا ذریعہ

ہے،اور آل محمد سے محبت رکھنا صراط سے گزارتا ہے،اور آل محمد سے عقیدت، عذاب الٰہی سے امان ہے۔

اور پہچاننے سے مراد ان کی منزلت اور مرتبہ کو پہچاننا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انھیں کیا قرب حاصل ہے؟ اور جب ان کی اس نسبت کو جسے حق تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پہچان لیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح ان کی خلاف ورزی سے گمراہی لازم آتی ہے اور ان کے احترام و پیروی سے گمراہی وعذاب سے نجات ملتی ہے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت . الآیة.

تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے اس وقت حضور نے سیدہ فاطمہ، حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور انھیں ایک چادر شریف میں ڈھانک کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اے خدا! یہ ہیں میرے اہل بیت! اور حضرت علی مرتضیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پس پشت مبارک کھڑے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حسن وحسین کو گود میں لیا اور ایک ہاتھ سے علی مرتضیٰ کو اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ زہرا کو پکڑ کر اپنے سے ملالیا اور کہا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں اور ان کو رجس یعنی ناپاکی سے دور کر کے انھیں خوب پاک وستھرا بنا۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیہ کریمہ میں اہل بیت سے کون مراد ہیں اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مراد سیدہ فاطمہ، حسن وحسین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ جیسا کہ اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اس میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اس بناء پر کہ آیہ کریمہ کا سیاق وسباق اور اس کا نزول انھیں ازواج مطہرات کے ضمن میں ہے۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی زوجہ شامل ہیں۔ ارشاد باری ہے۔ رحمة اللہ علیکم و

برکاتہ اھل البیت.

اور جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی دشمنی نہیں رکھے گا مگر وہی جسے حق تعالیٰ جہنم میں داخل کرے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان چاروں تن پاک کو بلانا اور آغوش میں لے کر چادر شریف اڑھانا پھر یہ دعا مانگنی کہ **اللھم ان ھولاء اھل بیتی** ۔اے خدا یہ ہیں میرے اہل بیت۔

اس میں ازواج مطہرات کے دخول، ناپاکی سے دور کرنے کی فضیلت اور پاکی وصفائی میں ان کی شمولیت میں کوئی منافات یا تعارض نہیں ہے۔

نیز جریر کی روایت جو سیدہ ام سلمہ سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کی اہل میں سے ہوں؟ فرمایا تم بھی میری اہل میں سے ہو اور ایک روایت میں ہے کہ تم بھلائی پر ہو۔

اسی طرح آیہ کریمہ **قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المؤدۃ فی القربی .**

فرمادو میں تم سے اس پر اجر نہیں مانگتا مگر قرابت داروں میں محبت۔

اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے دریافت کیا **من اھل قرابتک** آپ کی قرابت والے کون ہیں؟ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ لیکن درست یہی ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام قرابت دار حضرات شامل ہیں اور ان میں یہ چاروں تن عمدہ ہیں اور باقی سب ان کے تحت ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں صحابہ کرام کا مکمل حصہ ہے کیوں کہ انھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معنوی قرابت بدرجۂ اتم حاصل ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین۔(مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

اہل بیت آگ سے محفوظ ہیں

اہل بیت اطہار کی طہارت اور عذاب دوزخ سے ان کی حفاظت کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا.

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو، اور تمہیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ان فاطمة احصنت فحرمها الله و ذریتها علی النار.**

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرما دیا۔

اسے تمام نے فوائد میں اور بزار وابو یعلی وطبرانی اور حاکم نے سند صحیح سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **سالت ربی ان لا یدخل احدا من اهل بیتی النار فاعطانیها.**

میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے اس

نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اسے ابوالقاسم بن بشران نے اپنی امالی میں عمران بن حصین اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہراء سے فرمایا **ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک۔**

بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

اسے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمها و ذریتها عن النار یوم القیامة۔**

فاطمہ زہرا کا فاطمہ زہرا نام اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔ اسے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اہل بیت جنتی ہیں

حدیث: عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیہ کریمہ **و لسوف یعطیک ربک فترضی** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

من رضا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیته النار۔

یعنی اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ بیشک عنقریب تمھیں تمھارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا یہ ہے کہ حضور کے

اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: وعدنی ربی فی اھل بیتی من اقر منھم بالتوحید و لی بالبلاغ ان لا یعذبھم .

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے جو شخص اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب نہ فرمائے گا۔

اسے حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بافادۂ تصحیح اور علامہ ابن حجر نے صواعق میں روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: یا علی ان اول اربعة یدخلون الجنة انا و انت الحسن و الحسین و ذرارینا خلف ظھورنا.

اے علی سب میں پہلے وہ چار کہ جنت میں داخل ہوں گے میں ہوں اور تم حسن اور حسین اور ہماری ذریتیں ہمارے پس پشت ہوں گی۔

اسے ابن عساکر نے حضرت علی سے اور طبرانی نے کبیر میں ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اول من یرد علی حوضی اھل بیتی و من احبنی من امتی .

سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔

اسے دیلمی نے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

اہل بیت کے لیے دعا

حدیث : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی **اللھم انھم عترۃ رسولک فھب مسیئھم لمحسنھم وھبھم لی۔**

الٰہی وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار، ان کے نکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے۔

پھر فرمایا، **ففعل** مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، امیر المومنین نے عرض کی **ما فعل** کیا کیا؟ فرمایا: **فعلہ ربکم بکم و یفعلہ بمن بعدکم۔**

یہ تمھارے ساتھ کیا جو تمھارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔

اسے حافظ المحب الطبری نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حضور اہل بیت کے بھی شفیع ہیں

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہوگئیں اس پر ان سے کہا گیا

ان محمدا لا یغنی عنک من اللہ شیئا

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمھیں نہ بچائیں گے، وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ما بال اقوام یزعمون ان شفاعتی لا تنال اھل بیتی ان شفاعتی لیتناول حاء و حکم.

کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی. بیشک میری شفاعت ضرور قبیلۂ حاء وحکم کو بھی شامل ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

اسی طرح حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک پسر کی وفات پر بآواز روئیں، ان سے وہی کہا گیا

ان قرابتک من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغنی عنک من اللہ شیئا.

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت اللہ کے یہاں کچھ کام نہ دے گی۔

ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر برسر منبر ان کا وہ رد جلیل ارشاد فرمایا کہ:

کیا ہوا انھیں جو میری قرابت نافع نہیں بتاتے؟ ہر رشتہ وعلاقہ قیامت سے قطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا وآخرت میں پیوستہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے بزار نے روایت کیا۔

امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں:

قال المحب الطبری وغیرہ من العلماء انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یملک لاحد شیئا لا نفعا و لا ضرا لکن اللہ عزوجل یملکہ نفع اقاربہ بل و جمیع امتہ بالشفاعۃ العامۃ و الخاصۃ فھو لا یملک لکن یملک لہ مولاہ کما اشار الیہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر ان لکم رحما و کذا معنی قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ای بمجرد نفسی من غیر ما یکرمنی بہ اللہ تعالیٰ من نحو شفاعۃ و مغفرۃ و خاطبھم بذلک رعایۃ لمقام التخویف و الحث علی العمل و الحرص علی ان یکونوا اولی الناس حظا فی تقوی اللہ تعالیٰ و خشیتہ ثم اوما الی حق رحمہ اشارۃ الی ان قال طمانیۃ علیھم۔

و قیل ھذا قبل علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بان الانتساب الیہ تنفع و بانہ یشفع فی ادخال قوم الجنۃ بغیر حساب و رفع درجات آخرین و اخراج قوم من النار۔

محب طبری وغیرہ علماء نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بالذات) کسی چیز کے مالک نہیں، نہ نفع کے نہ نقصان کے، ہاں اللہ عزوجل نے ان کو مالک بنایا ہے اپنے اقارب بلکہ اپنی تمام امت کے نفع کا، شفاعت عامہ وخاصہ کے ذریعہ، تو وہ بذات خود مالک نہیں ہیں ہاں ان کے مولیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے جیسا کہ اس طرف اپنے ارشاد گرامی سے اشارہ فرمایا، مگر یہ کہ تمھارے لیے ایک تعلق ہے۔ اور یہی معنی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ میں اللہ کے نزدیک تمھیں کوئی کام نہ آؤں گا یعنی بطور خود اس کے علاوہ جس کی اللہ تعالیٰ مجھے کرامت بخشے گا جیسے شفاعت یا مغفرت، اور ان سے خطاب فرمایا اس کے ساتھ (تمھیں نفع نہ دوں گا) مقام تخویف کی رعایت کرتے ہوئے اور عمل پر ابھارنے اور اس بات پر حرص دلانے کے لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی خشیت میں لوگوں میں بہتر نصیبے والے ہوں۔ پھر اشارہ فرمایا اپنے حق تعلق کی جانب اس قول تک کہ فرمایا، انھیں اطمینان دلا دیا۔

اور کہا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے جاننے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کی طرف انتساب نفع دیتا ہے، اور اس بات کے جاننے سے پہلے کہ وہ امت کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کریں گے اور درجوں پر درجہ بلند کرنے اور امت کو دوزخ سے نکالنے میں شفیع ہوں گے۔ (مولف)

اسی میں بعض احادیث نفع نسب کریم ذکر کر کے فرماتے ہیں:

و لا ینافی هذه الاحادیث ما فی الصحیحین وغیرهما انه لما نزل قوله تعالی و انذر عشیرتک الاقربین فجمع قومه ثم عم و خص بقوله لا اغنی عنکم من الله شیئا حتی قال یا فاطمة بنت محمد صلی الله تعالیٰ علیه و علیها و سلم . اما لان هذه الروایة محمولة علی من مات کافرا او انها اخرجت ، فخرج التغلیظ و التنفیر او انها قبل علمه بانه یشفع عموماً و خصوصاً.

اور یہ احادیث منافی نہیں ہیں، ان احادیث کے جو صحیحین وغیرہما میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کافرمان و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آپ نے اپنی قوم کو جمع فرمایا پھر اپنے قول لا اغنی عنکم من الله شیئا کو عام وخاص دونوں طریقے سے بیان فرمایا یہاں تک کہ فرمایا اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وسلم، یا تو اس لیے کہ یہ روایت محمول ہے اس شخص پر جو کافر مرا، یا یہ کہ روایت اس سے خارج ہے پس تغلیظ وتنفیر خارج ہوگئی، یا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے علم سے پہلے کی بات ہے کہ وہ شفاعت عامہ وخاصہ فرمائیں گے۔ (مولف)

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث کل سبب و نسب فرماتے ہیں

لا یعارضه قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لاهل بیته و لا اغنی عنکم من الله شیئا لان معناه ان لا یملک لهم نفعا لکن الله یملک نفعهم بالشفاعة فهو لا یملک الا ما ملکه ربه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے اہل بیت سے لا اغنی عنکم فرمانا اس حدیث کے معارض نہیں، اس لیے کہ معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے نفع کے مالک نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ

شفاعت کے ذریعہ ان کے نفع کا مالک بنائے گا پس وہ مالک نہیں بنائے گا پس وہ مالک نہیں ہیں مگر اس کے جس کا ان کو ان کے رب نے مالک بنایا۔ (مولف)

حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں :

غایت وانذار ومبالغہ در آنست ولا فضل، بعضے ازیں مذکورین ودر آمدن ایشاں بہشت راو شفاعت آن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر عصاۃ امت مارا چہ جائے اقربائے خویشاں، ولے با حادیث صحیحہ ثابت شدہ است و باوجود آنخوف لا ابالی باقی ست وایں مقام تقاضائے ایں حال کرد، وتواند کہ احادیث فضل و شفاعت بعد ازاں وورود یافتہ باشند، وبالجملہ مامور شد از جانب پروردگار تعالیٰ بانذار پس امثال کرد ایں امر را۔

اس میں غایت وانذار اور مبالغہ ہے نہ کہ فضل، بعض نے یہ ذکر کیا کہ ان کا بہشت میں آنا اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم گنہگاران امت کی شفاعت کرنا چہ جائیکہ اپنے اقرباء کی، لیکن احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے اس کے باوجود وہ خوف لا ابالی باقی ہے اور یہ مقام اس حال کا متقاضی ہے، اور ممکن ہے کہ فضل وشفاعت کی حدیثیں اس کے بعد وارد ہوئی ہیں، حاصل یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے انذار کے لیے مامور ہیں تو حضور نے اس قسم کی تمثیل بیان فرمائی۔ (مولف)

اہل بیت کی تعظیم نہ کرنے والا مستحق وعید ہے

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یعرف حق عترتی و الانصار و العرب فھو لاحدی ثلث اما منافق و اما الزنیۃ و اما امرء حملتہ امہ بغیر طھر۔

جو میری عترت، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ اسے باوردی وابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبی مجاب الزائد فی كتاب الله و المكذب بقدر الله و المتسلط بالجبروت فيعز بذلك من اذل الله يذل من اعز الله و المستحل لحرام الله و المستحل من عترتی ما حرم الله و التارك لسنتی .

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ انھیں لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الٰہی کا جھٹلانے والا، اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے اور حرم مکہ کی بے حرمتی کرنے والا اور جو میری سنت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے۔ اسے ترمذی و حاکم نے ام المومنین صدیقہ اور حاکم نے ام الدرداء اور طبرانی نے عمرو بن شغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من احب ان يبارك له فی اجله و ان يمتعه الله بما خوله فليخلفنی فی اهلی خلافة حسنة و من لم يخلفنی فيهم بتك عمره و ورد علی يوم القيامة مسودا وجهه .

جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے، جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منھ کر کے آئے۔ اسے ابو الشیخ نے تفسیر و ابو نعیم نے عبد اللہ بن بدر الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ان لله عزوجل ثلث حرمات فمن حفظهن حفظه

اللہ دینہ و دنیاہ و من لم یحفظھن لم یحفظ اللہ دینہ و لا دنیاہ ، حرمۃ الاسلام و حرمتی و حرمۃ رحمی .

بیشک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالٰی اس کے دین و دنیا محفوظ رکھے اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی، ایک اسلام کی حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قرابت کی حرمت۔ اسے ابوالشیخ ابن حبان اور طبرانی نے روایت کیا۔ (اراءۃ الادب لفاضل النسب)

اہل بیت امت کے لیے امان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **النجوم امان لاھل السماء و اھل بیتی امان لامتی .**

ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے پناہ۔

اقول: اگر اہل بیت کرام میں تعیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق وارتفاع قرآن عظیم وہدم کعبہ معظمہ وویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جانگزا بلائیں پیش نہ آئیں گی۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو، جیسا کہ مسند ابویعلی میں سلمہ بن اکوع سند حسن کے ساتھ اور حاکم کی مستدرک میں صحت کے ساتھ مروی ہے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

النجوم امان لاھل الارض من الغرق و اھل بیتی امان لامتی من الاختلاف ، الحدیث

ستارے زمین والوں کے لیے غرق سے امان ہیں اور میری امت کے لیے میرے اہل بیت اختلاف سے پناہ ہیں۔ (مولف)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **اهل بيتى امان لامتى فاذا ذهب اهل بيتى اتاهم ما يوعدون.**

میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئے گا جو ان سے عدہ ہے۔ حاکم نے اسے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت جعفر کا جنت میں اڑنا

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : **رأيت جعفرا يطير ملكا فى الجنة تدمى تادمتاه و رايت زيدا دون ذلك فقلت ما كنت اظن ان زيدا دون جعفر فقال جبريل ان زيدا ليس بدون جعفر و لكنا فضلنا جعفر بقرابته منك.**

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہپروں سے خون رواں ہے، اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی، زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لیے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔ ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسلاً روایت کیا۔ (الامن والعلی)

امام باقر کو حضور نے سلام کہا

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا۔

سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب علم کے لیے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انھوں نے ان کی غایت تکریم کی اور کہا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یسلم علیک.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱۸)

اہل بیت سے حسن سلوک کا صلہ

ابن عساکر امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صنع الی اهل بیتی یدا کافأته علیها یوم القیامة.

جو میری اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صنع صنیعة الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافأته اذا لقینی.

جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۹۴۔ تجلی المشکوٰۃ)

بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

بنی ہاشم کو زکوۃ وصدقات واجبات دینا زنہار جائز نہیں نہ انھیں لینا حلال ،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت وکرامت ہے کہ زکوۃ مال کا میل ہے اور مثل سائر صدقات واجبہ غاسل ذنوب ،تو ان کا مثل ماء مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاست اور حدثات کے قاذورات دھو کر لایا ان پاک لطیف ستھرے نظیف اہل بیت طیب وطہارت کی شان اس سے بس ارفع واعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خود احادیث صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

احمد ومسلم مطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الصدقة لا تنبغی لمحمد و لا لآل محمد انما ھی اوساخ الناس.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے کہ یہ لوگوں کا میل ہے۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف)

طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

انہ لا یحل لکم اھل البیت من الصدقات شی انما ھی غسالة الایدی . ھذا مختصر الطحاوی .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بیت اطہار کے لیے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں کہ یہ ہاتھوں کا دھون ہے۔ (مولف)

عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ الکریم قال قلت لعباس سل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یستعملک علی الصدقات فسألہ فقال ما کنت لاستعملک علی غسالة ذنوب الناس.

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کیجیے کہ حضور آپ کو تحصیل صدقات پر عامل بنادیں تو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کردی تو حضور نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں کہ آپ کو لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل بناؤں۔ یعنی یہ خدمت آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ اور طبرانی خصیف ومجاہد سے راوی :

قال کان آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل لهم الصدقة فجعل لهم خمس الخمس.

آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے البتہ ان کے لیے غنیمت کا پانچواں حصہ ہے۔ (مولف)

حدیث میں ہے، حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

ان آل محمد لا یحل لهم الصدقة و ان مولیٰ القوم من انفسهم.

بیشک آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کا آزاد کردہ غلام قوم کا فرد ہوتا ہے۔ (مولف)

(رضویہ ج ۴، ص ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۲۔ الزہر الباسم)

بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لاتحل لنا الصدقة.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (مولف)

احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و حاکم بر شرط شیخین و ابن خزیمہ و ابن حبان اور طحاوی ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی :

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الصدقة لا تحل لنا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (مولف)

احمد وابن حبان بسند صحیح الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة.

یعنی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں بتایا کہ ہم آل محمد ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (مولف)

الطبرانی عن ابن عباس یرفعه الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه لا یحل لکم اهل البیت من الصدقات شئ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعا روایت ہے کہ اہل بیت کے لیے صدقات کی کوئی چیز جائز نہیں۔ (مولف)

احمد وابوداؤد ونسائی وحاکم بر شرط صحت اور طحاوی نہر بن حکیم کے دادا سے راوی:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یحل لآل محمد منها شی.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آل محمد کے لیے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶)

جفر کی ایک کتاب

ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ لاھل البیت کل ما یحتاجون الی علمہ و کل ما یکون الیٰ یوم القیامۃ .

جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انھیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔

(خالص الاعتقاد)

اہل بیت کا ادب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانۂ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرا دی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون و لو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم و اللہ غفور رحیم.

وہ جو حجروں کے باہر سے تمھیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ انھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے

سے اترے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔ (الملفوظ حصہ اول)

اشعار

اہل بیت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

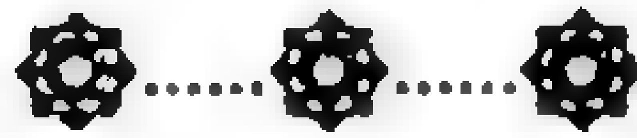
یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے مدد دست آسیائے فلک

•

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

•

پارہائے صحف غنچہائے قدس — اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آب تطہیر جس میں پودے جمے — اس ریاض نجابت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)



صلی اللہ علیہ وسلم

حضرات حسنین کریمین

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

ھما ریحانی من الدنیا

وہ دونوں دنیا کے پھول ہیں

(الحدیث)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت حسن کی ولادت

آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب تقی و سید ہیں۔ آپ ہجرت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ و السلام کے تیسرے سال نصف رمضان المبارک مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آپ کے نام کو بہشت سے ایک نہایت عمدہ کپڑے پر لکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً لائے۔ آپ شکل وصورت میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہ تھے۔

ایک دن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ہم شکل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہم شکل علی ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے انھوں نے دیکھا تو تبسم فرمایا، آپ نے پچیس حج پیدل کیے۔

حضرت حسن اور امیر معاویہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے حضرت حسن بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حضرت حسن کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جس کی وساطت سے خداوند کریم مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ تھا۔

چنانچہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصالحت کر لی اور عہد کیا کہ اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان کے بعد حضرت حسن خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ

اے لوگو! میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں فتنہ کو برا جانوں اس لیے میں نے آج مصالحت کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے اور اس کار عظیمہ (خلافت) کو امیر معاویہ پر چھوڑ دیا ہے اور اگر ان کا حق تھا تو انھیں مل گیا اور اگر میرا تھا تو میں نے اپنا حق صرف اصلاح امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر انھیں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر حضرت معاویہ کو حاکم بنایا اس بھلائی کی خاطر جو اسے معلوم ہے اور اس بدی کی خاطر جو اس نے تم میں دیکھی ہے۔ میں جانتا ہوں یہ ایک مدت کے لیے ہے فتنہ ثابت ہو یا منفعت بعد ازاں وہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

امام حسن کی کرامات

حج کے کسی موسم میں جب آپ پیدل مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پاؤں میں ورم آ گیا آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش! کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تا کہ ورم کم ہو جائے، آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا جب تم گھر پہنچو گے تو تمھیں ایک حبشی ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہو گا اس سے خرید لینا اور جھگڑا مت کرنا۔

آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو، اس جگہ کہاں دستیاب ہو گی، جب وہ منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا، انھوں نے کہا یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ۔ جوں ہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا اس نے کہا اے غلام یہ تیل کس لیے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے، اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں ان کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپ کے پاس پہنچا تو کہا کہ میں آپ کا غلام ہوں تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ بس میری بیوی کے لیے جو درد زہ میں مبتلا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحیح الاعضا بچہ عطا کرے۔ آپ نے فرمایا اپنے

گھر لوٹ جاؤ اللہ تمھیں ایسا ہی بیٹا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو وہ ہمارا پیروکار ہوگا۔ حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسی ہی پائی جیسی سنی تھی۔

ایک دن آپ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی بچے کے ساتھ کہیں سفر پر تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے، باغ کے ایک دامن میں اور ابن زبیر کے لیے، باغ کے دوسرے دامن میں فرش بچھایا گیا۔ ابن زبیر بولے کاش! کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنھیں ہم کھاتے حضرت حسن نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں آپ نے دست دعا اٹھایا اور زیر لب کچھ پڑھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا فوراً کھجور کا ایک درخت تروتازہ اور بار آور ہوگیا، اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ ان کا ساتھی شتربان بولا بخدا یہ تو جادو ہے۔ حضرت حسن نے کہا یہ جادو نہیں یہ اس دعائے مستجاب کا اثر ہے جو پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹے نے مانگی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس درخت خرما پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑلیں جن سے سب لوگ سیر ہو گئے۔

آپ کے علم، سخاوت، فیاضی وغیرہ جتنے بھی اعلیٰ اخلاق احاطہ تحریر میں آئے ہیں سب درست ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

امام حسن پر زہر کا اثر

آپ کی وفات کے وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے چوں کہ امام حسن کو زہر دیا گیا تھا اس لیے حضرت حسین نے پوچھا اے میرے بھائی تمھیں زہر خورانی کا کس پر شبہ ہے؟ آپ نے فرمایا بھائی اس لیے پوچھتے ہو کہ تم اسے جان سے مار ڈالو۔ حسین نے کہا ہاں، آپ نے کہا اگر وہی شخص ہے جس پر مجھے شک وشبہ ہے تو بدلہ لینے کے لیے خداوند تعالیٰ کافی ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کسی بے گناہ کا خون ہو۔

عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کو حضرت امیر معاویہ کے کہنے پر آپ کی بیوی جعدہ نے زہر دیا تھا۔

آپ کی وفات ربیع الاول کے اوائل ۵۰ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام حسین کی ولادت

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور لقب شہید و سید تھا۔ آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ چار شعبان المبارک ۴ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی مدت حمل چھ مہینے تھی۔ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام اور آپ کے سوا کوئی بچہ زندہ نہ رہا جس کی مدت حمل چھ ماہ ہوئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے علوق فاطمہ تک صرف پچاس دن کا فاصلہ تھا یعنی حضرت حسن کی پیدائش کے صرف پچاس دن بعد آپ شکم مادر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا۔ آپ کا حسن و جمال کچھ اس طرح تھا کہ آپ اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی اور رخساروں سے روشنی نکل کر قرب و جوار کو منور کر دیتی۔ آپ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سینہ سے پاؤں تک اور امام حسن سینہ سے سر تک مشابہ تھے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین کو دوست رکھتا ہے تو بھی اسے دوست رکھ کیوں کہ حسین میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔

حسنین کی کشتی

ایک دن حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کشتی لڑنے لگے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن سے فرمایا اے حسن حسین کو پکڑ لو، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ بڑے کو کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل بھی تو حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔

ام الحارث کا خواب

حضرت ام الحارث سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضور! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دیکھا ہے تو نے؟ میں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی فاطمہ ایک بچہ لائیں گی جو تمھاری گود میں ہوگا، اس واقعہ کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حسین کو ابراہیم پر ترجیح

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبریئل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور کہا خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجا نہ رہنے دے گا، ان میں سے ایک کو واپس بلالے گا، اب دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند کرلیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں حضرت فاطمہ، حضرت علی اور میری جاں سوزی ہوگی اور اگر ابراہیم وفات پا جائیں تو زیادہ الم میری جان پر ہی ٹوٹے گا اس لیے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔

جب بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں آتے تو حضور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے، اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کردیا۔

حضرت ام سلمہ اور خاک کربلا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ایک رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس گھر آئے، میں نے آپ کے بال پریشان اور غبار آلود دیکھے تو عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں آج آپ کو کس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ حضور علیہ الصلاۃ و السلام نے فرمایا مجھے آج (کارکنان قدرت) ایک ایسے مقام پر لے گئے جو عراق میں ہے اور جسے کربلا کہتے ہیں اور یہی حسین کی شہادت گاہ ہے۔ وہاں میں نے اپنی اولاد کا مشاہدہ کیا اور ان کے خون کو زمین سے اٹھالیا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مٹھی کھولی اور فرمایا اسے پکڑلو اور حفاظت سے رکھو، میں نے اسے لے کر دیکھا تو یہ سرخ مٹی تھی۔ پھر میں نے اسے بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا سر اچھی طرح سے باندھ دیا۔

جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عراق کا سفر اختیار کیا تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لاکر دیکھتی رہی اس میں مٹی اسی طرح تھی۔ جب میں نے اسے عاشورا کے روز دیکھا تو اس میں خون تازہ ہو چکا تھا میں سمجھ گئی کہ لوگوں نے حضرت حسین کو شہید کر دیا ہے۔ میں بہت روئی لیکن دشمنوں کی فوری شماتت سے میں گریہ وزاری سے رک گئی۔ جب آپ کی شہادت کی خبر آئی تو وہی دن تھا (جس دن مٹی خون بن گئی تھی)

آپ کی شہادت عاشورا کے روز ۶۱ ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

شہادت حسین کی خبر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس تھے اچانک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آگئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے یہ کہہ کر آپ نے حضرت حسین کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا انھیں بہت جلد شہید کر دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا انھیں کون شہید کرے گا؟

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا، آپ کی امت۔ اگر آپ فرمادیں تو آپ کو وہ مقام بھی بتادوں جہاں انھیں شہید کیا جائے گا۔ بعدازاں حضرت جبریل نے کربلا کی طرف اشارہ کیا اور کچھ سرخ مٹی لے کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دکھائی اور کہا یہ شہادت گاہ حسین کی مٹی ہے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارے کوچ اور قیام کی کوئی ہی جگہ ہوگی کہ جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایک روز فرمایا کہ دنیا کی ذلت وپستی کی یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے سر مبارک کو ایک عورت کی وساطت سے بنی اسرائیل کے نابکاروں کو ہدیۃً پیش کیا گیا۔

سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی آئی کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قتل کے بدلہ میں ستر ہزار افراد کو ہلاک کیا اور آپ کے فرزند کے بدلہ دوگنا افراد کو ہلاک کریں گے۔

یہ بات بصحت ثابت ہو چکی ہے کہ قاتلان حسین اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا

جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو، وہ سب کے سب قتل ہوئے یا اکثر مصائب میں گرفتار ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسنے لگا اور ہماری ہر چیز خون آلود ہوگئی نیز آسمان کئی روز تک خون آلود نظر آتا تھا۔ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے تازہ خون پاتے تھے۔ (مولف) (شواہد النبوۃ)

حضرات حسنین کے لیے فاروقی اقوال

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقام و مرتبہ اور ان کے اوصاف حمیدہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں :

ایک بار امیر المومنین حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم نے کاشانہ خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاجزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا، امیر المومنین نے انھیں اجازت نہ دی۔ یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی واپس ہو گئے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا بھیجا انھوں نے آکر کہا یا امیر المومنین میں نے خیال کیا کہ اپنے صاجزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے فرمایا :

انت احق بالاذن منه و هل انبت الشعر فی الراس بعد الله الا انتم .

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کس نے اگائے ہیں سوا آپ کے۔ اسے دار قطنی نے روایت کیا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مجھ سے کہا لو جعلت تغشانا اے میرے بیٹے میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں، ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر رکے ہیں عبداللہ پلٹے ان کے ساتھ میں بھی واپس آیا۔ اس کے بعد امیر المومنین مجھے نے فرمایا لم ارک جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے میں نے کہا یا امیر المومنین میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس گیا امیر المومنین نے فرمایا :

انت احق من ابن عمر فانما انبت ما ترى فی روسنا الله ثم انتم .

آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اگائے ہیں پھر آپ نے۔

ایک اور روایت میں ہے :

هل انبت الشعر غیر کم .

کیا سر پر بال کسی اور نے اگائے ہیں سوا آپ کے۔

خطیب نے بطریق یحییٰ بن سعید حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن سعد و ابن راہویہ اور حافظ محب الدین طبری نے ریاض النضرۃ میں بطریق عبید بن حنین حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔

حافظ الشان امام عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں سندہ صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حلم وکرم

حضرت بتول زہراء صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا وعلیہا وعلیٰ بعلہا وابنیہا وبارک وسلم اپنے شہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ انحلھما یارسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمایئے قال نعم قاسم خزائن الٰہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں منظور اما الحسن فقد نحلته حلمی و ھیبتی و اما الحسین فقد نحلته نجدتی و جودی.

حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔ اسے ابن عساکر نے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ہیبت ومحبت

جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا نبی اللہ انحلھما یا نبی اللہ کچھ عطا ہو، فرمایا نحلت ھذا الکبیر المھابة و الحلم و نحلت ھذا الصغیر المحبة و الرضا.

میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت۔ اسے عسکری نے کتاب الامثال میں جابر بن سمرہ عن ام ایمن برکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

کرم وسرداری

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں دو جہاں کی شہزادی اپنے دونوں شاہزادوں کو لیے اپنے پدر کریم علیہ وعلیہم الصلاۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ھذان ابنای فورثھما شیئا.

یارسول اللہ یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انھیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمایئے ارشاد ہوا۔ اما

حسن فله هیبتی و سروری و اما حسین فله جراءتی و جودی .

حسن کے لیے تو میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرأت اور میرا کرم۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ و ابن عساکر نے بتول الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(الامن والعلی)

واقعہ کربلا

امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفیوں کے بلانے اور واقعہ کربلا کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں۔

اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدوں پر قصد فرمایا تھا جب ان غداروں نے بدعہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب و اعداء سب پر اظہار فرمایا۔

(الف) جب حر بن یزید ریاحی تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول بار ہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا۔ اے لوگو میں تمھارا بلایا آیا ہوں، تمھارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لایئے ہم بے امام ہیں، میں آیا اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمھارے شہر میں جلوہ فرما ہوں۔ **و ان لم تفعلوا او کنتم بمقدمی کارھین انصرفت عنکم الی المکان الذی اقبلت منه :**

اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف لانا تمھیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں، وہ خاموش رہے۔

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے آخر میں وہی ارشاد کیا کہ ان انتم کرهتمونا انصرفت عنکم. اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں۔ حر نے کہا ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوفے نہ پہنچادیں۔

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حر نے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوا پہنچے حر کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو پٹیر میدان میں اتارو جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمھارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں۔ حر نے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی جگہ ہی اترنے پر مجبور کیا۔ فدایان امام سے زہیر بن القین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی اے ابن رسول اللہ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجیے کہ ان سے لڑیں فرمایا ما کنت لابدأهم بالقتال.
میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں۔

(ھ) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے کر پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے؟ فرمایا تمھارے شہر والوں نے بلایا تھا۔ فاما اذ کرهونی فانی انصرف عنهم.
اب کہ میں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں۔ ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا اس خبیث نے نہ مانا قاتله الله.

(و) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اس میں بھی حضرت امام نے فرمایا دعونی ارجع الی المکان الذی اقبلت منه.

مجھے چھوڑ و کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بار وہ راضی ہوا تھا کہ شمر

مردود خبیث نے باز رکھا۔

(ز) عین معرکۂ قتال سے پہلے فرمایا ایھا الناس اذ کرھتمونی فدعونی انصرف الی مأمنی من الارض اے لوگو! جب کہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو چھوڑ و کہ اپنی امن کی جگہ

چلا جاؤں۔

اشقیاء نے نہ مانا، غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہوا کہ منظور رب یوں ہی تھا، جنت آراستہ ہو چکی تھی اپنے دولھا کا انتظار کر رہی تھی، وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آ گئی تھی، تو ہرگز لڑائی میں امام کی طرف سے پہل نہ تھی ان خبیثوں ہی نے مجبور کیا۔

اب دو صورتیں تھیں یا بخوف جان اس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگر چہ خلاف قرآن و سنت ہو، یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالیٰ الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان.

مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

یا جان دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی، یہ عزیمت تھی اور اس پر ثواب عظیم، اور یہی ان کی شان رفیع کی شایان تھی، اسی کو اختیار فرمایا۔ (الحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ)

حضور نے حسن کو گلے لگایا

بخاری و مسلم ونسائی و ابن ماجہ بطرق عدیدہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجلس بفناء بیت فاطمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال ادعی الحسن بن علی فحبستہ شیئا فظننت انہا تلبسہ سخابا او تغسلہ

فجاء یشتد و فی عنقه السخاب فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بیده هکذا فقال الحسن بیده هکذا حتی اعتنق کل منهما صاحبه فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اللهم انی احبه فاحبه و احب من یحبه .

یعنی ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، حضرت زہرا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی، میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں۔ اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے، گلے میں ہار پڑا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک بڑھائے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے حضور نے گلے لگا کر دعا کی۔ الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے اسے دوست رکھ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی حبہ و بارک وسلم۔

حسنین کو حضور نے گلے لگایا

صحیح بخاری میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یا خذ بیدی فیقعد نی علی فخذه و یقعد الحسین علی فخذه الاخری و یضمنا ثم یقول رب انی ارحمهما فارحمهما.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بیٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دعا فرماتے الٰہی میں ان پر رحم کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔

امام احمد اپنی مسند میں یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان حسنا و حسينا رضی الله تعالیٰ عنهما استقبلا الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فضمهما الیه .

ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا۔

جامع ترمذی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے:

سئل رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ای اهل بیتک احب الیک قال الحسن و الحسين و كان يقول لفاطمة ادعى لی ابنی فیشمهما و یضمهما.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا حسن اور حسین۔ اور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہراء سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ (وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

حسین کی محبوبیت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنھیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی ولازوال اور جو ہر عیب ونقص سے منزہ و بے مثال، ان کا ہر علاقہ والا سنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، پھر کیا کہنا ان کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط.

حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسلی ثبوت کی اصل ہے۔

یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لے کر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کے لیے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔ کما قالوا فی قول القائل .

تاللہ یا ظبیات القاع قلن لنا
الیلای منکن ام لیلی من البشر

خدا کی قسم اے جنگل کے ہرنو! ہم سے کہو کہ کیا میری لیلیٰ تم میں سے ہے یا لیلیٰ انسانوں میں سے ہے۔ یعنی یہاں پر ایک بار لیلیٰ کا نام لے کر بعد میں ضمیر کا استعمال کافی تھا مگر لذت محبت کے لیے ہر بار نام کا اعادہ کیا گیا۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)

حسنین کی جزئی فضیلت

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ جزئیت کریمہ ایک فضل جزئی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے۔

(عرفان شریعت، حصہ سوم)

حسنین کا نام

حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ارونی ابنی ماذا سمیتموہ .

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔

مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔

پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔

پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا، مولیٰ علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔

پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شبیر مشبر . حسن حسین محسن ان میں سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہیئے۔ لہٰذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان عباس، وغیرہا رکھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷۱)

حسین کی شہادت اور اہل مدینہ کا یزید پر خروج

ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے دست ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث شہید ہوئے۔ اہل مدینہ نے یزید پر خروج کیا۔ عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

و اللہ ما خرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امھات الاولاد والبنات و الاخوات و یشرب الخمر و یدع الصلوٰۃ

خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں۔ ایسا شخص کہ بہن بیٹی کی آبروریزی کرے اور شراب پیئے اور تارک الصلوٰۃ ہو۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۵۹)

جوانان اہل جنت کے سردار

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظ تعیم کے لیے جوانان اہل جنت سے خاص فرمایا الحسن و الحسین سید اشباب اھل الجنۃ کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو۔ اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمایا و ابوھما خیر منھما.

حسن و حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے۔

اسے ابن ماجہ و حاکم نے ابن عمر سے اور طبرانی نے کبیر میں قرہ بن ایاس سے سند حسن کے ساتھ اور حاکم نے بافادۂ تصحیح ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

اور ارشاد ہوا ابو بکر و عمر خیر الاولین و الآخرین و خیر اھل السموات و خیر اھل الارضین الا النبیین و المرسلین.

ابوبکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۱ ص ۹۴)

حضرت حسن نے امیر معاویہ کو خلافت تفویض کی

بیشک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی اور اس سے

صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح وتفویض خلافت، اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا۔

ان ابنی هذا سید لعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین.

بیشک میرا یہ بیٹا سید ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے امام مجتبیٰ ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۰۵)

حسنین کا عقیقہ

ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم عق عن الحسن و الحسین رضی الله تعالیٰ عنهما کبشا کبشا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۵۴۲)

یزید کا ظلم اور حسین کی مظلومیت

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومیت اور یزید کے ظلم و زیادتی کا نقشہ دردانگیز انداز میں اس طرح کھینچا ہے:

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا حرمین طیبین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان ونماز رہی مکہ ومدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین بے گناہ شہید کیے کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے غلاف شریف پھاڑا اور جلایا مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کردیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب ودانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہوگئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۰۷)

جنت کو وجد آ گیا

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن وامام حسین علیٰ جدہما الکریم وعلیہما الصلاۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ماست الجنة میسا کما تمیس العروس .

جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولھن فرحت سے جھومے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۹)

حسنین کی سیادت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے، ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن وامام حسین

اوران کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کہ وہ رسول اللہ کے بیٹے ٹھہرے پھران کی جو خاص اولاد ہے ان میں وہی قاعدۂ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ یعنی حسنین کریمین کی اولاد کو سادات ہونے کا شرف حاصل ہے، فاطمہ زہرا کی لڑکیوں کی اولاد کو یہ سعادت حاصل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۶۵)

امام حسین کے ایک پوتے کا واقعہ

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ہشام ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید بن علی بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرایا، سولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا برسوں سولی ہی پر رہی۔ جب ہشام مر گیا تو نعش مبارک دفن ہوئی، ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جسم مبارک پر ایسا جالا تان دیا کہ بجائے تہبند ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی سے پشت اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کیساتھ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۰۱)

دینی بھائی سے امام حسن کی محبت

سیدنا امام حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی حدیث میں ہے :

لان اطعم اخالی فی اللہ لقمۃ احب الی من ان اتصدق علی مسکین بدرھم و لان اعطی اخالی فی اللہ درھما احب الی من ان اتصدق علی مسکین بمائۃ درھم.

بیشک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھلانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ دوں اور اپنے بھائی کو ایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین پر سو روپیہ خیرات کروں۔

ابوالشیخ نے اسے کتاب الثواب میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(رادالقحط والوباء)

نکتہ

امام احمد رضا بریلوی ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں کہ اولیاء اگر اللہ کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے، ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرمادیا، مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو انھیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خودسری کے ساتھ۔

مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جب یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر وہاں گئے تھے) امتحاناً پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرمادیا جب انھوں نے ان سے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا۔ حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا؟ انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کردیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا مقوقس بولا۔

انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم۔

تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

اشعار

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکر جمیل میں امام احمد رضا بریلوی یوں گویا ہوئے:

اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامان عرب
جس میں دو لعل تھے زہراء کے وہ تھی کان عرب

•

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجیے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

•

دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قرباں جان جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

•

ہم تمہارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجیے

•

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں ‏ خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

•

یا شہید کربلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادۂ گل گوں قبا امداد کن

اے حسین اے مصطفیٰ را راحت جاں نورعین
راحت جاں نور عینم دہ بیا امداد کن

اے زحسن خلق و حسن خلق احمد نسخۂ
سینہ تا پا شکل محبوب خدا امداد کن

جان زہرا و شہید زہر را زور و ظہیر
زہرت از بار تسلیم و رضا امداد کن

اے گلوت گہہ لبان مصطفیٰ را بوسہ گاہ
گہہ لب تیغ لعیں را حسرتا امداد کن

•

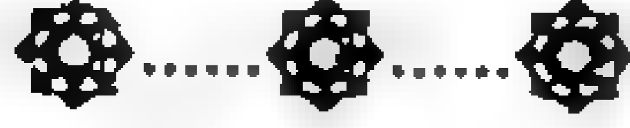
معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین ‏ اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذات حسنین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے ‏ آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

•

شہد خوار لعاب زبان نبی ‏ چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام
اس شہید بلا شاہ گل گوں قبا ‏ بیکس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

راکب دوش نبی زیب کنار زہرا
بوئے گل زار علی باغ و بہار زہرا

(حدائق بخشش)



معجزات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وان كنتم في ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقين۔

اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ (البقرۃ/۲۳)

معجزات نبوی ﷺ

معجزہ کیا ہے؟

معجزہ خرق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت و رسالت کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے جس سے مقصود تحدی ہے۔ تحدی کے معنی کسی کام میں برابری کرنا اور دشمن کو عاجز کر کے غلبہ حاصل کرنا ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ معجزہ میں تحدی شرط نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے جن میں تحدی نہیں تھی مگر کہتے یہ ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی شان سے تحدی ہو۔ اس تصدیق پر مدعی رسالت سے واقع ہونے کی قید کافی ہے۔

اور یہ بات مشہور ہے کہ جو کچھ مدعی رسالت سے واقع ہوتا ہے اسے معجزہ کہتے ہیں۔

اور جو کسی غیر نبی سے واقع ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ کمال ایمان وتقویٰ اور معرفت واستقامت شامل ہے جسے ولایت کہتے ہیں تو اس کا نام کرامت ہے۔

اور اگر کسی عام مومن وصالح سے صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں۔

اور جو فاسقوں اور کافروں سے صادر ہوتا ہے اسے استدراج کہتے ہیں مگر یہ کہ توبہ واسلام پر منتج ہو۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ان کی نبوت کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے کسی ایسی تعجب خیز چیز کا ظاہر ہونا جو عادۃً نہیں ہوا کرتی اسی خلاف ظاہر ہونے والی چیز کا نام معجزہ ہے۔

معجزہ چوں کہ نبی کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے ایک خداوندی نشان ہوا کرتا ہے اس لیے معجزہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ خارق عادت ہو یعنی ظاہری علل واسباب اور عادات جاریہ کے بالکل ہی خلاف

ہو ورنہ ظاہر ہے کہ کفار اس کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو فلاں سبب سے ہوا ہے اور ایسا تو ہمیشہ عادۃً ہوا ہی کرتا ہے۔ اس بناء پر یہ معجزہ کے لیے لازمی شرط ہے بلکہ یہ معجزہ کے مفہوم میں داخل ہے کہ وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اسباب عادیہ اور عادات جاریہ کے خلاف ہو اور ظاہری اسباب وعلل کے عمل دخل سے بالکل ہی بالاتر ہوتا کہ اس کو دیکھ کر کفار یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ چوں کہ اس چیز کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں ہے اور عادۃً کبھی ایسا ہوا بھی نہیں کرتا۔ اس لیے بلاشبہ اس چیز کا کسی شخص سے ظاہر ہونا انسانی طاقتوں سے بالاتر کارنامہ ہے۔ لہٰذا یقیناً یہ شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا اور اس کا نبی ہے۔

معجزات کی چار قسمیں

جب معجزہ کے لیے یہ ضروری اور لازمی شرط ہے کہ وہ کسی نہ کسی لحاظ سے انسانی طاقتوں سے بالاتر اور عادات جاریہ کے خلاف ہو، اس بناء پر اگر بغور دیکھا جائے تو خارق عادت ہونے کے اعتبار سے معجزات کی چار قسمیں ملیں گی جو حسب ذیل ہیں۔

اول : بذات خود وہ چیز ہی ایسی ہو جو ظاہری اسباب و عادات کے بالکل ہی خلاف ہو، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دینا، حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے عصا کا سانپ بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل جانا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا مردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

دوم : بذات خود وہ چیز تو خلاف عادت نہیں ہوتی مگر کسی خاص وقت پر بالکل ہی ناگہاں اس کا ظہور ہو جانا اس اعتبار سے یہ چیز خارق عادت ہو جایا کرتی ہے لہٰذا یہ بھی معجزہ ہی کہلائے گا۔ مثلاً جنگ خندق میں اچانک ایک خوفناک آندھی کا آجانا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور بھاری بھاری دیگیں چولھوں پر سے الٹ پلٹ کر دور جا کر گر پڑیں، یا جنگ بدر میں تین سو تیرہ مسلمانوں کے

مقابلہ میں کفار کے ایک ہزار لشکر جرار کا جو مکمل طور پر مسلح تھے شکست کھا کر مقتول و گرفتار ہو جانا

ظاہر ہے کہ آندھی کا آنا یا کسی لشکر کا شکست کھا جانا یہ بذات خود کوئی خلاف عادت بات نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمیشہ ہوا ہی کرتا ہے لیکن اس ایک خاص موقع پر جب کہ رسول اللہ کو تائید ربانی کی خاص ضرورت محسوس ہوئی بغیر کسی ظاہری سبب کے بالکل ہی اچانک آندھی کا آ جانا اور کفار کا باوجود کثرت تعداد کے قلیل مسلمانوں سے شکست کھا جانا اس کو تائید خداوندی اور غیبی امداد و نصرت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا، اس لحاظ سے یقیناً یہ عادات جاریہ کے خلاف اور ظاہری اسباب و علل سے بالاتر ہے لہٰذا یہ بھی یقیناً معجزہ ہے۔

سوم : ایک صورت یہ بھی ہے کہ نہ تو بذات خود وہ واقعہ خلاف عادت ہوتا ہے نہ اس کے ظاہر ہونے کے وقت خاص میں خلاف عادت کوئی بات ہوتی ہے مگر اس واقعہ کے ظاہر ہونے کا طریقہ بالکل ہی نادر الوجود اور خلاف عادت ہوا کرتا ہے۔ مثلاً انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی دعاؤں سے بالکل ہی ناگہاں پانی کا برسنا، بیماروں کا شفایاب ہو جانا، آفتوں کا ٹل جانا۔

ظاہر ہے کہ یہ باتیں نہ تو خلاف عادت ہیں نہ ان کے ظاہر ہونے کا کوئی خاص وقت ہے بلکہ یہ باتیں تو ہمیشہ ہوا ہی کرتی ہیں لیکن جن طریقوں اور جن اسباب سے یہ چیزیں وقوع پذیر ہوئیں کہ ایک دم نبی نے دعا مانگی اور بالکل ہی اچانک یہ چیزیں ظہور میں آ گئیں۔ اس اعتبار سے یقیناً بلاشبہ یہ ساری چیزیں خارق عادات اور ظاہر اسباب سے الگ اور بالاتر ہیں لہٰذا یہ سب بھی معجزات ہی کہلائیں گے۔

چہارم : کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ تو خود واقعہ عادت جاریہ کے خلاف ہوتا ہے نہ اس کا طریقہ ظہور خارق عادت ہوتا ہے لیکن بلا کسی ظاہری سبب کے نبی کو اس واقعہ کا قبل از وقت علم غیب حاصل ہو جانا اور

واقعہ کے وقوع سے پہلے ہی نبی کا اس واقعہ کی خبر دے دینا یہ خلاف عادت ہوتا ہے۔ مثلاً حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے واقعات کے ظہور سے بہت پہلے جو غیب کی خبریں دی ہیں یہ سب واقعات اس اعتبار سے خارق عادات اور معجزات ہیں۔

چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک روز بہت ہی زوردار آندھی چلی، اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف فرماتے تھے، آپ نے اسی جگہ فرمایا کہ یہ آندھی مدینہ کے ایک منافق کی موت کے لیے چلی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ مدینہ کا ایک منافق اس آندھی سے ہلاک ہوگیا۔

غور کیجیے کہ اس واقعہ میں نہ تو آندھی کا چلنا خلاف عادت ہے نہ کسی آدمی کا آندھی سے ہلاک ہونا اسباب وعادات کے خلاف ہے کیوں کہ آندھی ہمیشہ آتی ہی رہتی ہے اور آندھی میں آدمی ہمیشہ مرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کا قبل از وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہو جانا اور آپ کا لوگوں کو اس غیب کی خبر پر قبل از وقت مطلع کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ خرق عادات اور معجزات میں سے ہے۔

حضور اور نبیاء سابقین کے معجزات

ہر نبی کا معجزہ چوں کہ اس کی نبوت کے ثبوت کی دلیل ہوا کرتا ہے اس لیے خداوند عالم نے ہر نبی کو اس دور کے ماحول اور اس کی امت کے مزاج و عقل وفہم کے مطابق معجزات سے نوازا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دور میں چوں کہ جادو اور ساحرانہ کارنامے اپنی ترقی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچے ہوئے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید بیضا اور عصا کے معجزات عطا فرمائے جن سے آپ نے جادوگروں کے ساحرانہ کارناموں پر اس طرح غلبہ حاصل فرمایا کہ تمام جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں علم طب انتہائی معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا اور اس دور کے طبیبوں اور ڈاکٹروں نے بڑے بڑے امراض کا علاج کر کے اپنی فنی مہارت سے تمام انسانوں کو مسحور کر رکھا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا جس کو دیکھ کر دور مسیحی کے اطباء اور ڈاکٹروں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حیران و ششدر رہ گئے اور بالآخر انھوں نے ان معجزات کو انسانی کمالات سے بالاتر مان کر آپ کی نبوت کا اقرار کرلیا۔

اسی طرح حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے دور بعثت میں سنگ تراشی اور مجسمہ سازی کے کمالات کا بہت ہی چرچا تھا اس لیے خداوند قدوس نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرما کر بھیجا کہ آپ نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ فرمادیا تو اس کی ایک چٹان شق ہوگئی اور اس میں سے ایک بہت ہی خوبصورت اور تندرست اونٹنی اور اس کا بچہ نکل پڑا اور آپ نے فرمایا کہ :

هذه ناقة الله لكم آية .

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے معجزہ بن کر آئی ہے۔

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لائی۔

الغرض اسی طرح ہر نبی کو اس دور کے ماحول کے مطابق اور اس کی قوم کے مزاج اور ان کی افتاد طبع کے مناسب کسی کو ایک کسی کو دو کسی کو اس سے زیادہ معجزات ملے۔ مگر ہمارے حضور نبی آخرالزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ تمام نبیوں کے بھی نبی ہیں اور آپ کی سیرت مقدسہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ، اور آپ کی تعلیم تمام انبیاء کرام کی تعلیمات کا عطر ہے۔ اور آپ دنیا میں ایک عالمگیر اور ابدی دین لے کر تشریف لائے تھے اور عالم کائنات میں اولین و آخرین کے تمام اقوام و ملل آپ کی مقدس

دعوت کے مخاطب تھے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مقدسہ کو انبیاء سابقین کے تمام معجزات کا مجموعہ بنا دیا۔ اور آپ کو قسم قسم کے ایسے بے شمار معجزات سے سرفراز فرمایا جو ہر طبقہ، ہر گروہ، ہر قوم اور تمام اہل مذاہب کے مزاج اور عقل وفہم کے لیے ضروری تھے۔ اسی لیے آپ کی صورت وسیرت، آپ کی سنت و شریعت، آپ کے اخلاق وعادات، آپ کے دن رات کے معمولات، غرض آپ کی ذات وصفات کی ہر ہر ادا اور ایک ایک بات اپنے دامن میں معجزات کی ایک دنیا لیے ہوئے ہے۔

آپ پر جو کتاب نازل ہوئی وہ آپ کا سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا ایسا ابدی معجزہ ہے جس کی ہر ہر آیت، آیات بینات کی کتاب اور اس کی سطر سطر معجزات کا دفتر ہے۔ آپ کے معجزات عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کی کائنات میں اس طرح جلوہ فگن ہوئے کہ فرش سے عرش تک آپ کے معجزات کی عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ روئے زمین پر جمادات، نباتات، حیوانات کے تمام عالموں میں آپ کے طرح طرح کے معجزات کی ایسی ہمہ گیر حکمرانی وسلطنت کا پرچم لہرایا کہ بڑے بڑے منکروں کو بھی آپ کی صداقت ونبوت کے آگے سرنگوں ہونا پڑا۔ اور معاندین کے سوا ہر انسان خواہ وہ کسی قوم ومذہب سے تعلق رکھتا ہو اور اپنی افتاد طبع اور مزاج عقل کے لحاظ سے کتنی ہی بلند منزل پر فائز کیوں نہ ہو مگر آپ کے معجزات کی کثرت اور ان کی نوعیت وعظمت کو دیکھ کر اس کو اس بات پر ایمان لانا ہی پڑا کہ بلاشبہ آپ نبی برحق اور خدا کے سچے رسول ہیں۔

خود آپ کے جسمانی وروحانی خداداد طاقتوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ کے مختلف دور کے محیر العقول کارنامے بجائے خود عظیم سے عظیم تر معجزات ہی معجزات ہیں۔ کبھی عرب کے ناقابل تسخیر پہلوانوں سے کشتی لڑ کر ان کو پچھاڑ دینا، کبھی دم زدن میں فرش زمین سے سدرۃ المنتہیٰ پر گزرتے ہوئے عرش معلیٰ کی سیر، کبھی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کبھی خندق کی چٹان پر پھاوڑا مار کر روم وفارس کی سلطنتوں میں اپنی امت کو پرچم لہراتا

ہوا دکھا دینا، کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینا، کبھی مٹھی بھر کھجور سے بھوکے لشکر کو اس طرح راشن دینا کہ ہر سپاہی نے شکم سیر ہو کر کھالیا، وغیرہ وغیرہ معجزات کا ظاہر کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ وہ معجزانہ واقعات ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی سلیم العقل انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مختلف معجزات کا اجمالی تذکرہ

حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے عظیم و اعلیٰ معجزہ قرآن مجید ہے لیکن چاند کا ٹکڑے کرنا، پانی کا چشمہ بہانا، کھانے کو زیادہ کرنا اور جمادات کا بولنا وغیرہ بھی عظیم معجزے ہیں۔ ان میں سے بعض معجزے تو حد تواتر و شہرت تک پہنچ گئے ہیں اور بعض معجزے اگرچہ خبر واحد سے ہیں لیکن تعدد طرق و اسناد سے منجر بحد تواتر ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ معجزے تو قبل از زمان بعثت ظاہر ہوئے جنھیں، ارہاصات کہا جاتا ہے ارہاص کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں گویا وہ نبوت و رسالت کی تاسیس کے حکم میں ہیں۔

اور کچھ معجزے زمانۂ اظہار نبوت میں ظاہر ہوئے۔

معجزے کی ایک قسم اور بھی ہے، یہ بعد از رحلت ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسے اولیائے کرام کی کرامات وغیرہ۔ کیوں کہ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے معجزے ہیں اور وہ آپ کی نبوت کی صحت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔

لیکن شق قمر یعنی چاند کا ٹکڑے کرنا معجزات میں روشن و تابندہ تر ہے کیوں کہ اس سے عالم علوی میں تصرف فرمایا گیا ہے جو کسی نبی سے واقع نہیں ہوا یہ معجزہ قرآن کریم میں بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:

اقتربت الساعة و انشق القمر.

قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا۔

ردشمس یعنی غروب ہونے کے بعد سورج کا لوٹنا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور معجزوں میں سے ایک پانی کا معجزہ بھی ہے جو بار بار متعدد مقامات پر اجتماع عظیم کے سامنے رونما ہوا ہے۔ اور یہ اس قدر کثیر سندوں سے مروی ہے جو علم قطعی بتواتر معنوی کا افادہ کرتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے، ایسا معجزہ کسی نبی کے بارے میں نہیں سنا گیا اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے دست مبارک کے ذریعہ پتھر پر عصا مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہوئے تھے، مگر اس میں شک نہیں کہ انگلیوں سے پانی نکالنا پتھر سے پانی نکالنے کے اعجاز کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے۔ کیوں کہ پتھر سے پانی عادۃً نکلا ہی کرتا ہے بخلاف گوشت و پوست اور ہڈیوں سے پانی نکالنا۔ بلاشبہ اس حدیث کو صحابہ کرام کی جماعت کثیرہ نے روایت کیا ہے۔

اسی کے مشابہ اور اسی زمرہ میں کم پانی کو زیادہ کرنے اور اس کے جاری کرنے کا معجزہ ہے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا و برکت سے ہوتا تھا۔

جس طرح کم پانی کے زیادہ کرنے میں احادیث مروی ہیں اسی طرح کم کھانے کو زیادہ فرمانے میں بھی مروی ہیں۔ یہ دونوں معجزے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت اور مالک نعمت ہونے کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس طرح کہ روحانیت کے اعتبار سے آپ عالم جسمانیت میں قلوب و ارواح کی تربیت فرماتے اور انھیں کامل بناتے ہیں۔ نیز آپ ہی پرورش فرمانے والے اور جسموں کو کھانا پینا وغیرہ عطا فرمانے والے ہیں

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست

جس طرح انسان پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے دین و شریعت کی اطاعت و فرماں برداری اور امتثال امر واجب و فرض ہے اسی طرح جانوروں کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطیع و فرماں بردار کیا ہے، کیوں کہ سعادت مندی کا طغریٰ انسانوں میں سے اہل ایمان کو حاصل ہوا اسی طرح حق سبحانہ وتعالیٰ نے بطریق اعجاز وخرق عادات، تمام حیوانات کو آپ کا مطیع و منقاد بنایا۔

اسی بناء پر ارباب تحقیق واہل باطن فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت تمام حیوانات، نباتات، جمادات اور ساری مخلوق کی طرف ہے لیکن چوں کہ وہ دائرۂ عقل اور امر و نہی کی تکلیف سے خارج ہیں اس لیے ان سے بجز طاعت وایمان اور صدق رسالت کی شہادت کے کچھ اور متصور نہیں اور وہ معصیت سے موسوم نہیں ہوتے جس طرح کہ آدمی ہوتے ہیں۔

حیوانات میں معجزات کے ظہور میں سے اونٹوں کا سجدہ کرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی شکایتیں پیش کرنا ہے وغیرہ۔ اسی ضمن میں بھیڑیئے کا کلام کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر شہادت دینے کا واقعہ بھی ہے۔ اسی باب سے حدیث غزالہ ہے، ان ہی میں سے گدھے کا کلام کرنا ہے، اور اسی باب سے شیر کا مسخر ہونا اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کی چاپلوسی کرنا ہے، جب کہ حضرت سفینہ لشکر سے دور ہو کر راہ بھٹک گئے تھے اور انھوں نے شیر سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں مجھے راہ بتاؤ تو شیر نے ان کو لشکر تک پہنچا دیا تھا۔

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جن کبوتروں نے مکہ معظمہ پر سایہ کیا تھا پھر حضور نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی، اسی طرح غار ثور میں ہجرت کے وقت مکڑی کا جالا بننے اور ان پر کبوتروں کا انڈے دینے کا واقعہ مشہور ہے۔

کہتے ہیں کہ غار ثور میں جن کبوتروں نے انڈے دیئے تھے ان ہی کی نسل سے حرم کے کبوتر ہیں۔

جس طرح تمام حیوانات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع ومنقاد تھے اسی طرح آپ کی فرماں برداری وطاعت میں نباتات بھی ہیں۔ اس باب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درختوں کا کلام کرنا، آپ پر سلام عرض کرنا آپ کی رسالت کی گواہی دینا اور آپ کے حکم کی اطاعت کرنا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میری طرف وحی بھیجی گئی اس وقت سے ہر شجر وحجر مجھ پر السلام علیک یارسول اللہ کرتا ہے۔

جس طرح نباتات کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کا مطیع وفرماں بردار بنایا گیا ہے اسی طرح جمادات بھی حکم کے مطیع ومنقاد ہیں۔ وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے باتیں کرتے ہیں۔

اسی طرح راہب والی وہ حدیث جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو طالب کے ہمراہ قبل بعثت اوائل عمر شریف میں سفر کے لیے نکلے تھے تو کوئی شجر وحجر ایسا نہ تھا جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ نہ کیا ہو۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حنین جذع (استن حنانہ) کا قصہ امور ظاہر سے ہے جسے خلف نے سلف سے ان اکبر آیات اور ابہر معجزات پر محمول کیا ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنا کچھ عطا فرمایا گیا ہے اتنا کسی نبی کو حق تعالیٰ نے نہیں عطا فرمایا۔ اس کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حنین جذع کا معجزہ مرحمت فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کھجور کے تنہ کے آہ ونالہ کی آواز کو سب نے سنا۔ یہ احیاء موتی

کے معجزے سے اعظم واکبر ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پہاڑ سے کلام فرمانا اور اس کا حضور سے باتیں کرنا بھی مشہور ہے۔ اور اسی باب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کنکریوں کا تسبیح کرنا اور طعام کا بھی تسبیح کرنا ہے۔ اور اسی حکم میں شیر خوار بچوں کا بولنا اور ان سے اپنی رسالت کی شہادت لینا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کے انواع واقسام میں اجابت دعا بھی ہے۔ کتاب الشفاء میں کہا گیا ہے کہ یہ باب بہت وسیع ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کسی جماعت کے بارے میں خواہ نفع میں ہو یا ضرر میں بداہۃ متواتر المعنی ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول ملتقطا، سیرت مصطفیٰ)

اونٹ کی فریاد

معجزات نبوی کے چند واقعات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں، آپ نے تحریر فرمایا ہے:

ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اقبل بعیر تعدوا حتی وقف علی ھامۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایھا البعیر امکن فان تک صادقا فلک صدقک و ان تک کاذبا فعلیک کذبک مع ان اللہ تعالیٰ قدامن عائذنا و لیس بخائب لائذنا فقلنا یا رسول اللہ ما یقول ھذا البعیر فقال ھذا بعیرھم اھلہ بنحرہ و اکل لحمہ فھرب منھم و استغاث

بنبیکم فبینا نحن کذلک اذا اقبل صاحبه او قال اصحابه یتعادون فلما نظر الیهم البعیر عاد الی هامة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلاذبها.

فقالوا یا رسول الله هذا بعیرنا هرب منذ ثلثة ایام فلم نلقه الابین یدیک فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اما انه یشکو الی فبئست الشکایة فقالوا یا رسول الله ما یقول قال یقول انه ربی فی امنکم اخوالا و کنتم تحملون علیه فی الصیف الی مواضع الکلاء فاذا کان الشتاء رحلتم الی موضع الدفاء فلما کبر استفحلتم فرزقکم الله تعالیٰ ابلا سائما فلما ادرکته هذه السنة الخفیفة هممتم بذبحه و اکل لحمه فقالوا والله کان ذلک یا رسول الله فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ما هذا جزاء المملوک الصالح من موالیه قالوا یا رسول الله فانا لا نبیعه و لا ننحره فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کذبتم قد استغاث بکم فلم تغیثوه و انا اولی بالرحمة منکم فان الله نزع الرحمة من قلوب المنافقین و اسکنها فی قلوب المومنین فاشتراه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم منهم بمائة درهم و قال یا ایها البعیر انطلق فانت حرلوجه الله تعالیٰ فرغی علی هامة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم آمین ثم رغی فقال آمین ثم رغی فقال آمین.

ثم رغی الرابعة فبکی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقلنا یا رسول الله ما یقول هذا البعیر قال قال جزاک الله ایها النبی عن الاسلام و القران خیرا فقلت آمین ثم قال سکن الله رعب امتک یوم القیامة کما سکنت رعبی فقلت آمین ثم قال حقن الله دماء امتک من اعدائها کما حقنت دمی فقلت آمین ثم قال لاجعل الله بأس امتک بینها فبکیت فان هذه الخصال سألت ربی فاعطانیها و منعنی هذه و اخبرنی

جبریل علیہ السلام عن اللہ عزوجل ان فناء امتی بالسیف جری القلم بما ھو کائن کذا او ردہ عازیا لہ الامام الحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی کتاب الترغیب و الترھیب.

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے اونٹ ٹھہر اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے اس کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالٰی نے اس کے لیے امان رکھی ہے اور جو ہمارے حضور التجاء لائے وہ نامرادی سے بری ہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے فرمایا اس کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمھارے نبی کے حضور فریاد لایا ہم یوں بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک لوگ دوڑتے آئے اونٹ نے جب انھیں دیکھا پھر حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سر انور کے پاس آگیا اور حضور کی پناہ پکڑی۔

اس کے مالکوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے پاس ملا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت ہی بری نالش ہے، وہ بولے یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمھاری امان میں پلا گرمی میں اس پر اسباب لاد کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا تو تم نے اسے سانڈ بنالیا اللہ تعالٰی نے اس کے نطفے سے تمھارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا۔ وہ بولے یارسول اللہ خدا کی قسم یوں ہی ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے وہ بولے یارسول اللہ تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس

کی فریاد کو نہ پہنچے، اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق و لائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا اے اونٹ چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لیے آزاد ہے یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی، اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی، اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی۔

اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزوجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل وعلا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی استیصال نہ کر سکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی ان کے آپس میں نہ رکھے (باہمی خونریزی سے دور رہیں) اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دی کہ میری امت کی فنا تلوار سے ہے قلم چل کا شدنی پر۔

اونٹ نے حضور کو سجدہ کیا

دو اونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے کسی کو پاس نہ آنے دیتے مالکوں نے باغ میں بند کر دیئے تھے باغ جاڑتے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف

فرماہوئے دروازہ کھولنے کا حکم دیا مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں فرمایا خوف نہ کر کھول دے کھول دیا ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا حضور نے مہار ڈال کر حوالہ کیا دوسرا منتہائے باغ پر تھا جب وہاں تشریف لے گئے اس نے حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا حضور نے اسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی یـا نبـی اللہ تسجد لک البھائم فما للہ عندنا بک احسن من ھذا اجرتنا من الضلالۃ و استنقذتنا من الھلکۃ افلا تاذن لنا بالسجود.

یارسول اللہ چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے لیے حضور کے ذریعہ سے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہت بہتر ہے حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی، حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ اسے ابن قانع وابونعیم نے غیلان بن سلمۃ الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

سورج ٹھہر گیا

طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعۃ من نہار.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی، ادا فرمائی، امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملک السماوات والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کے لیے حکم اطاعت وفرماں برداری ہے وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہواہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا رایتک فی المهد تناغی القمر و الیه باصبعک فحیث اشرت الیه مال .

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انی کنت احدثه و یحدثنی و یلهینی عن البکاء و اسمع و جبته حین یسجد تحت العرش.

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا میں اس کے گرتے کا دھاکہ سنتا تھا جب وہ زیرِ عرش سجدے میں گرتا۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور امام شیخ الاسلام ابو اسماعیل بن عبدالرحمن صابونی نے مائتین میں اور خطیب نے تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اسے روایت کیا۔ امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافت الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب

کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے۔ آفتاب وماہتاب درکنار، واللہ العظیم ملائکہ مدبرات الامر کہ تمام نظم ونسق عالم جن کے ہاتھوں میں ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرۂ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ارسلت الی الخلق کافه.

میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔ اسے مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قرآن فرماتا ہے:

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا.

برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈر سنانے والا ہو۔ اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (الامن والعلی)

استن حنانہ

استن حنانہ شریف میں علماء کا اختلاف ہے ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے باغ کے اندر پھر لگا دیا جائے تجھ میں پتے پھول آئیں یا جنت کا ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اس نے عرض کیا دنیا دار الفناء ہے میں نے دار الفناء پر دار البقاء کو اختیار کیا۔ حضور نے اس کو منبر کے نیچے دفن فرما دیا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمین
تا چو مردم حشر یابد روز دیں

تابدانی ہر کرا یزداں بخواند
از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

(الملفوظ حصہ سوم)

معجزۂ شق القمر

شق قمر یعنی چاند کا ٹکڑے کرنا معجزات میں روشن و تابندہ تر ہے کیوں کہ اس سے عالم علوی میں تصرف فرمایا گیا ہے جو کسی نبی سے واقع نہیں ہوا۔ یہ معجزہ قرآن کریم میں بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا اقتربت الساعة و انشق القمر (قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہوگیا) اس آیت کریمہ کا اشارہ دنیا میں اسی واقعہ کی طرف ہے اور مفسرین اس کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔

رہا اس کا روز قیامت انشقاق پر محمول کرنا تو اس کا رد اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کر دیتے ہیں و ان یرو آیة یعرضوا و یقولوا سحر مستمر (اگر وہ کوئی نشانی کو دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو پرانا جادو ہے) اس لیے کہ کفار سحر مستمر روز قیامت کے لیے نہیں کہتے۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں ''شق القمر'' کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھایئے، اس وقت آپ نے ان لوگوں کو شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت انس بن

مالک وحضرت جبیر بن مطعم وحضرت علی بن ابی طالب وحضرت عبداللہ بن عمر وحضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔(مولف) (مدارج النبوۃ اول، سیرت المصطفیٰ)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

شق القمر آدھی رات میں واقع ہوا تھا صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے، اس کی حدیث متواتر نہیں، قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلے میں فرمایا) فلسفہ میں توغل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی انھوں نے لکھا ای سینشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا چوں کہ یقنی الوقوع ہے اس لیے بصیغۂ ماضی فرمایا گیا لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر۔

اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو تو اعتراض کریں گے اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا اس دن کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے۔ شاہ ولی اللہ نے تفہیمات الٰہیہ میں لکھا ہے کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔

حدیث میں مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا اللھم اشھد اے اللہ گواہ ہو جا۔ اس کی احادیث مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

(الملفوظ حصہ چہارم)

درخت آپس میں مل گئے

جس طرح تمام حیوانات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع ومنقاد تھے اسی طرح آپ کی فرماں برداری وطاعت میں نباتات بھی ہیں۔(مولف) (مدارج النبوۃ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ ادھر ادھر پڑے تھے حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ وریشہ زمین سے نکالے ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے۔ اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا۔ اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبرکاً کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نگل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے۔ (امام احمد رضا نے پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔

(پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جو شئی اُن سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر، ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں۔ اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

(پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداءً امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی، فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے یوں کہا جاتا ہے

اور اس پر یہ اعتراض ہے۔ اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔

امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہوگئی۔

پہاڑ نے حضور کو آواز دی

ابتدائے اسلام میں کفار سخت دشمن تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لیے جارہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی حضور مجھ پر تشریف نہ لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا۔ سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی إلی یا رسول اللہ. یارسول اللہ حضور میری طرف تشریف لائیں، سرکار اس پر تشریف لے گئے۔ (الملفوظ حصہ چہارم)

زوجین میں الفت ہوگئی

بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان امراء شكت زوجها النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال اتبغضنیه قالت نعم قال ادنیا روسكما فوضع جبهتها علی جبهة زوجها ثم قال اللهم الف بینهما و حبب احدهما الی صاحبه ثم لقیته المراء ة بعد ذلک فقبلت رجلیه فقال كیف انت و زوجک قالت ما طارف ولا تالد و لا ولد باحب الی منه فقال اشهد انی رسول الله قال عمر و انا اشهد انک رسول الله .

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کی حضور نے فرمایا کیا تم اس کو مبغوض رکھتی ہو یعنی برا جانتی ہو عرض کی ہاں، حضور نے فرمایا دونوں اپنے اپنے سر میرے قریب لاؤ پھر حضور نے عورت کی پیشانی کو اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھا اور فرمایا اے اللہ ان دونوں کے درمیان محبت والفت استوار فرما دے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد عورت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور قدمان مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور نے فرمایا کہ تم اور تمھارے شوہر کیسے ہو عرض کی کوئی نیا اور کہنہ اور کوئی لڑکا مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ (مولف)

درخت نے حضور کو سلام کیا

حاکم مستدرک میں سند صحیح سے راوی :

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال یا رسول الله ارنی شیئا ازداد به یقینا فقال اذهب الی تلک الشجرة فادعها فذهب الیها فقال ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یدعوک فجاء ت حتی سلمت علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن فقبل راسه و رجلیه و قال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراء ة ان تسجد لزوجها.

ایک آدمی نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ ایسی چیز دکھایئے کہ میرا یقین بڑھے، حضور نے فرمایا کہ جاؤ اس درخت کو بلا لاؤ اس شخص نے اس درخت کے پاس جا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھے بلا رہے ہیں وہ درخت آیا اور حضور کو سلام کیا حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا جاؤ واپس جاؤ اس شخص نے حضور سے ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت مانگی پھر اس نے حضور کے سر مبارک اور قدمان مبارک کا بوسہ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ وہ شوہروں کو سجدہ کریں۔ (مولف)

(فتاوی رضویہ [illegible] ٦٦)

ہرنی کی رہائی

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کے پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اور اس نے عرض کی ادن منی یا رسول اللہ یارسول اللہ حضور میرے پاس تشریف لائیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے عرض کی

ان لی ولدین فی ھذا الجبل فتحلنی حتی ارضعھما ثم ارجع الیک .

اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جا کر انھیں دودھ پلاؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہو جاؤں گی، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا وعدہ سچا کرے گی ہرنی عرض کی غذبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل .

میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ان لوگوں کا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں سے مال تحصیلتے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا وہ گئی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا۔ وہ بادیہ نشیں جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بجالاؤں فرمایا ہاں کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اس نے چھوڑ دی وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ میں گواہی دیتی

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۸۹)

قرض کی ادائیگی

صحیح بخاری شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میرے والد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض اور تھوڑے خرمے چھوڑ کر شہید ہوئے پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور کو معلوم ہے کہ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور بہت قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ قرض خواہ حضور کو دیکھیں یعنی شاید حضور کے خیال سے اپنے مطالبہ میں کمی کردیں ارشاد فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھوہاروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ پھر تشریف فرما ہوئے قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا مجھ سے نہایت سخت تقاضے کرنے لگے کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا یعنی ان کے خیال کے برعکس ہوا حضور کے تشریف لے جانے سے قرض خواہ اپنا پلہ بھاری سمجھے کہ حضور ضرور ہمارا پورا حق دلا دیں گے۔ جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال ملاحظہ فرمایا **فطاف حول اعظمها بيدرا ثلث مرات ثم جلس عليه .**

حضور نے ان سب میں بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا اور اس پر تشریف رکھی پھر ناپ ناپ کرانھیں دینا شروع فرمایا **حتی ادیٰ الله عن والدی امانة و سلم الله السیار کلها** یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا سب قرض ادا کردیا اور سب ڈھیر سلامت بچ رہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۳)

حضرت جابر کی دعوت

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غزوۂ خندق میں حضور اقدس اور سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق، جابر تمھاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اتارا جائے۔ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمی کے قابل کھانا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں ان بی بی نے کہا آپ کو اس کی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلالو اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو۔ اس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۹، ص ۳۸۰)

جانور نے حضور کو سجدہ کیا

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی:

قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد له فقالوا هذه بهیمة لا تعقل سجدت لک و نحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک فقال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر۔ لو صلح لامرت المراۃ ان تسجد لزوجها لماله من الحق علیها۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں [illegible]یں زیادہ

لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفاء میں فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔

احمد و نسائی و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال كان اهل بيت من الانصار لهم جمل يسنون عليه وانه استصعب عليهم (فذكر القصة الى قوله) فلما نظر الجمل الى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خر ساجدا بين يديه فقال له اصحابه يا رسول الله هذه بهيمة لا تعقل تسجد لک و نحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک قال لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر و لو صلح ان يسجد بشر لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها و عند النسائى مختصر.

یعنی انصار میں ایک گھر کا آب کشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں سرکار میں شکایت عرض کی صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں اونٹ اس کنارے تھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف چلے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بورانے کتے کی طرح ہوگیا ہے مبادا حملہ کرے فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں اونٹ حضور کو دیکھ کر چلا اور قریب آ کر حضور کے لیے سجدہ میں گرا حضور نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا بکری کی طرح ہوگیا۔ آگے وہی ہے کہ صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔

امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ امام احمد و بزار و ابو نعیم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا للانصار و معہ ابو بکر و عمر فی رجال من الانصار و فی الحائط غنم فسجدن لہ فقال ابو بکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک من ھذہ الغنم قال انہ لا ینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد و لو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا.

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یارسول اللہ ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہیئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا۔

ملا علی قاری نے شرح شفا امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے "نسیم الریاض" میں کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتاہ آت فقال یا رسول اللہ ناضح آل فلان قد ابق علیھم فنھض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فذکر القصۃ و فیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا رسول اللہ بھیمۃ من البھائم تسجد لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال لا لو کنت آمرا احدا من امتی ان یسجد بعضھم لبعض لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن.

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آ کر عرض کی فلاں گھر کا شتر آب کش بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور اس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لیے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی جامع کبیر اور بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد بغیر اللہ تعالیٰ لامرت المراء ۃ ان تسجد لزوجھا. الحدیث.

ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آ کر حضور کو سجدہ کیا مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کر دیا اب کہ ان کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے

انھوں نے عرض کی یارسول اللہ وہ سچ کہتا ہے فرمایا تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو انھوں نے چھوڑ دیا۔

مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

مسند میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان فی نفر من المهاجرین و الانصار فجا بعیر فسجد له فقال له اصحابه یا رسول الله تسجد لک البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم و اکرموا اخاکم ولو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا، سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں، ابن حبان اور در منثور ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

ابونعیم دلائل میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال اشتری انسان من بنی سلمة جملا ینضح علیه فادخله فی مربد فجرد کیما یحمل فلم یقدر احد ان یدخل علیه الا تخبطه فجا رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فذکر له ذلک فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشی علیک یا رسول الله قال

افتحوا عنه ففتحوا فلما راه الجمل خر ساجدا فسبح القوم و قالوا یا رسول اللہ کنا احق بالسجود من ھذہ البھیمۃ قال لو ینبغی لشی من الخلق ان یسجد لشی دون اللہ لینبغی للمرأۃ ان تسجد لزوجھا.

بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آب کشی کو خرید کر سارمین کر دیا جب اسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اس پر حملہ کرتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو، عرض کی حضور اندیشہ ہے فرمایا کھولو، کھول دیا اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑی تھی کہ حضور کے لیے سجدہ میں گرا حاضرین میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور پڑ گیا پھر عرض کی یارسول اللہ ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں۔ فرمایا اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لیے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہیے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فرأینا منہ عجبا من ذلک انا مضینا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقال یا نبی اللہ انہ کان لی حائط فیہ عیشی و عیش عیالی و لی فیہ ناضحان فاغتلما علی فمنعانی انفسھما و حائطی و ما فیہ لا یقدر احد ان یدنو منھما فنھض نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باصحابہ حتی اتی الحائط فقال لصاحبہ افتح فقال یا نبی اللہ امرھما اعظم من ذلک قال افتح فلما حرک الباب اقبلا لھما جلبۃ کخفیف الریح فلما انفرج الباب ونظرا الی نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برکا ثم سجدا فاخذ نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم براسھما ثم دفعھما الی صاحبھما فقال استعملھما و احسن علفھما فقال القوم یا نبی اللہ تسجد لک البھائم فالاء اللہ عندنا بک احسن حین ھدانا اللہ من الضلالۃ و استنقذنا بک

من المهالک افلا تأذن لنا فی السجود لک فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان السجود لیس لی الا للحی الذی لا یموت و لو انی آمر احدا من ھذہ الامۃ بالسجود لامرت المراۃ ان تسجد لزوجھا.

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجب دیکھا ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آب کش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام اٹھ کر اس کے باغ کو گئے فرمایا کھول دے عرض کی یا نبی اللہ ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہوئی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے، حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں؟ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میرے لیے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لیے ہے جو کبھی نہ مرے گا میں امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان رجلا من الانصار کان لہ فحلان فاغتلما فادخلھما حائطا فسد علیھما الباب ثم جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاراد ان یدعو لہ و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاعد معہ نفر من الانصار (فساق الحدیث و فیہ) فقال افتح ففتح

فاذا احد الفحلين قريبا من الباب فلما رأى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم سجد له فشد رأسه و امكنه منه ثم مشى الى اقصى الحائط الى الفحل الآخر فلما راه وقع له ساجدا فشد رأسه و امكنه منه و قال اذهب فانهما لا يعصيانک و فيه قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لا آمر احدا ان يسجد لاحد و لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ ان کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالیٰ ان اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوایا، ایک دروازہ کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھ کر حوالۂ مالک کیا، پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اس نے بھی سجدہ کیا اسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسی کو کسی کے سجدہ کے لیے نہیں فرماتا ایسا فرماتا ہوتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا حکم کرتا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے۔

عبداللہ بن حمید وابوبکر بن ابی شیبہ ودارمی واحمد و بزار و بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

و هذا لفظ الدارمي في حديث طويل مشتمل على معجزات قال خرجت مع النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في سفر)فذكر معجزتين الى ان قال) ثم سرنا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بيننا كانما علينا الطير تظلنا فاذا جمل فار حتى اذا كان بين سماطين خر ساجدا (ثم ساق الحديث الى ان قال) قال المسلمون عند

ذلک یا رسول اللہ نحن احق بالسجود لک من البھائم قال لا ینبغی لشئ ان یسجد لشئ و لو کان ذلک کان النساء لازواجھن.

میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضائے حاجت کے لیے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا اے جابر اس پیڑ سے کہہ دے کہ دوسرے سے مل جا فوراً مل گئے بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لیے ملی عرض کی یارسول اللہ اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے۔ بچہ اس سے لے کر تین بار فرمایا دور ہوا ے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اس کی ماں کو دے دیا جب ہم پلٹتے ہوئے اسی منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دنبے لیے حاضر ہوئی عرض کی یارسول اللہ میرا ہدیہ قبول فرمائیں قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کو خلل نہ ہوا حضور نے فرمایا ایک دنبہ لے لو ایک پھیر دو پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کیے ہیں۔ ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ یہ ہمارا ہے فرمایا اس کا کیا قصہ ہے عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آب کشی کی یہ فربہ چربی دار ہے۔ اب چاہا کہ اسے حلال کر کے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا۔ فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو عرض کی بلکہ یارسول اللہ وہ حضور کی نذر ہے فرمایا میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہ دیکھ کر مسلمانوں نے عرض کی یارسول اللہ چوپایوں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہروں کو کرتیں۔

امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے، امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا جید ہے زرقانی نے کہا اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا

بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابونعیم دلائل اور امام فقیہ ابواللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود با بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

و اللفظ لابی نعیم قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قد اسلمت فارنی شیئا ازداد بہ یقینا فقال ماالذی ترید قال ادع تلک الشجرة ان تاتیک قال اذھب فادعھا فاتاھا الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمالت علی جانب من جوانبھا فقطعت عروقھا ثم مالت علی الجانب الآخر فقطعت عروقھا حتی اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت السلام علیک یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لھا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقھا و فروعھا فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول اللہ ان اقبل راسک و رجلیک ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد احد لاحد و لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراء ة ان تسجد لزوجھا لعظم حقہ علیھا .

ولفظ الفقیہ قال اتاذن لی ان اسجد لک قال لا تسجد لی و لا یسجد احد لاحد من الخلق و لو کنت آمرا احدا بذلک لامرت المراء ة ان تسجد لزوجھا تعظیما لحقہ .

ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اسلام لایا ہوں مجھے کچھ ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں

کہ حضور میں حاضر ہو، فرمایا جا بلا، وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول، اعرابی نے کہا مجھے کافی مجھے کافی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا، فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی، پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں فرمایا مجھے سجدہ نہ کر نا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے میں کسی کے لیے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لیے اسے سجدہ کرے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۸۰ تا ۴۸۴ ۔ زبدۃ الزکیۃ)

دل کے اشعار

حدیث میں ہے ایک شخص حاضر خدمت ہو کر عرض رساں ہوئے ان ابیه یرید ان یاخذ ماله .

یا رسول اللہ میرے باپ میرا مال لے لینا چاہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ادعه لی . انھیں ہمارے حضور میں حاضر لاؤ، جب حاضر ہوئے ان سے ارشاد ہوا تمھارا بیٹا کہتا ہے تم اس کا مال لے لینا چاہتے ہو عرض کی حضور اس سے پوچھ دیکھیں کہ میں وہ مال لے کر کیا کرتا ہوں، یہی اس کی مہمانی اور اس کی قرابتی میں یا میرا اور میرے بال بچوں کا خرچ، اتنے میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مرد پیر نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کیے ہیں جو ابھی خود اس کے کان نے نہیں سنے ہیں یعنی ہنوز زبان تک نہ لایا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کیے ہیں جو ابھی تمھارے کان نے بھی نہ سنے، وہ سناؤ

ان صاحب نے عرض کی واللہ ہمیشہ حضور کے معجزات سے ہمارے دل کی نگاہ ہمارا یقین بڑھاتی ہے۔ پھر یہ اشعار عرض کرنے لگے۔

غذوتک مولودا و منتک یافعا — تعل بما احنی علیک و تنهل

اذا لیلة ضاقتک بالسقم لم ابت — لسقمک الا ساهرا اتململ

تخاف الردی نفسی علیک و انها — لتعلم ان الموت حتم موکل

کانی انا المطروق دونک بالذی — طرقت به دونی فعینی تهمل

فلما بلغت السن و الغایة التی — الیک مراما فیک کنت اومل

جعلت جزائی غلظة و فظاظة — کانک انت المنهم المتفضل

فلیتک اذا لم ترع حق ابوتی — فعلت کما الجار المجاور یفعل

و اولیتنی حق الجوار و لم تکن — علی بما لی دون مالک تبخل

میں نے تجھے غذا پہنچائی جب سے تو پیدا ہوا اور تیرا بار اٹھایا جب سے تو ننھا ہوا میری کمائی سے تو بار بار مکرر سیراب کیا جاتا، جب کوئی رات بیماری کا غم لے کر تجھ پر اترتی میں تیری ناسازی کے باعث جاگ کر، لوٹ کر صبح کرتا، میرا جی تیرے مرنے سے ڈرتا حالاں کہ اسے خوب معلوم تھا کہ موت یقینی ہے اور سب پر مسلط کی گئی ہے، میری آنکھیں یوں بہتیں کہ گویا وہ مرض جو شب کو تجھے ہوا تھا نہ مجھے، مجھے ہوا تھا نہ تجھے، میں نے تجھے یوں پالا اور جب تو پروان چڑھا اور اس حد کو پہنچا جس میں مجھے امید لگی ہوئی تھی کہ اس عمر کا ہو کر تو میرے کام آئے گا تو تو نے میرا بدلہ سختی و درشت خوئی کیا گویا تیرا ہی مجھ پر فضل واحسان ہے، اے کاش! جب تو نے حق پدری کا لحاظ نہ کیا تھا تو ایسا ہی کرتا جیسا پاس کا ہمسایہ کرتا ہے۔ ہمسایہ میں کا حق تو مجھے دیا ہوتا اور مجھ پر اس مال سے کہ اصل میں تیرا نہیں میرا ہی تھا بخل نہ کرتا۔

ان اشعار کو استماع فرما کر حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ کیا اور بیٹے کا

گریبان پکڑ کر ارشاد فرمایا **اذھب انت و مالک لابیک.**

جا تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔ اسے طبرانی نے معجم صغیر میں اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۳۹۵)

معجزات انبیاء کا منکر کافر ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی تحریر کرتے ہیں

جو شخص معجزات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو غلط بتائے کافر مرتد ہے، مستحق لعنت ابد ہے، حضور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزۂ احیائے موتی کا غلط کہنے والا بھی یقیناً کافر مرتد ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٦، ص ۵۲)

انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ

حضرت انس کی حدیث میں ہے :

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھل مع احد منکم ماء فوضع یدہ فی الاناء و قال توضوا بسم اللہ قال فرأیت الماء یخرج من بین اصابعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی توضوا من عند آخرھم و کانوا نحوا من سبعین . اخرجہ النسائی و ابن خزیمۃ و البیھقی.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے ساتھ پانی ہے پھر دست اقدس برتن میں ڈالا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگشتان مبارک سے پانی نکل رہا تھا، یہاں تک کہ صحابہ کرام میں

کے سب سے پیچھے والے صاحب نے بھی وضو کرلیا اور وہ لوگ تقریباً ستر تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱، الجود الحلو)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

واقعہ حدیبیہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا علیٰ اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

سب سے افضل پانی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زم زم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زم زم و کوثر سب سے افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۴۰۸، الجود الحلو)

اعجاز قرآن سے عمر کے دل میں اسلام کی عظمت

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں قرآن عظیم سب سے بڑا اور دائمی معجزہ

ہے۔ جتنے معجزانہ واقعات ہیں وہ سب تھوڑی دیر کے لیے اور حضور کی ظاہری زندگی میں واقع ہوئے ،مگر قرآن کریم ایسا معجزہ ہے جو اپنی شان اعجاز کے ساتھ قیامت تک باقی رہے گا۔ یہ آپ کی ظاہری حیات میں بھی معجزہ تھا اور اب بھی معجزہ ہے۔

عرب میں جتنے فصحاء و بلغاء اور زبان داں تھے اور انھیں اپنی زبان دانی پر ناز وغرور تھا جب انھوں نے قرآن سنا تو اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران و ششدر رہ گئے یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی قرآن مقدس کو بغور سنا وہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہو گیا۔

اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں قرآن سن کر عظمت اسلام پیدا ہونے کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں :

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث متعدد راویوں سے روایت کرتے ہیں

فساق حديث اسلام عمر رضى الله تعالىٰ عنه و فيه فجعلت امشى رويدا و رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قائم يصلى يقراء القرآن حتى قمت فى قبلته مستقبلة ما بينى و بينه الا ثياب الكعبة قال فلما سمعت القرآن رق له قلبى . الحديث.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی طرف منھ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ حائل تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔ (مولف)

ابن سنجر اپنی مسند میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

خرجت اتعرض رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل ان اسلم فوجدته

قد سبقني الى المسجد فقمت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تاليف القرآن فقلت هو شاعر كما قالت قريش فقراء انه لقول رسول كريم و ما هو بقول شاعر فقليلا ما تومنون فقلت كاهن علم ما فى نفسى فقراء و لا بقول كاهن فقليلا ما تذكرون الى آخر السورة فوقع الاسلام فى قلبى كل موقع.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انھوں نے سورۃ الحاقہ شروع کیا تو میں تالیف قرآن کے حسن وخوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں، اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو میں نے کہا یہ کاہن ہیں، میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵، ۲۱۷۔ جمان التاج)

درخت اور ابر کا سایہ

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لیے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدوم مدینہ طیبہ سیدنا ابوبکر صدیق، اور حجۃ الوداع میں واقع ہوا، اور قبل از بعثت تو ابر سایہ کے لیے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سر اقدس پر سایہ کرتے دیکھا، اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے، سایہ حضور پر جھک گیا۔ بحیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ اور بعض

اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہوگئی اور پیڑ ہرا ہوگیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لیے حضور پر لٹک آئیں، یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

والدین کا زندہ ہونا

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا، حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں جب عقبہ حجون پر گزر ہوا حضور اشک بار و رنجیدہ و مغموم ہوئے، پھر تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے چہرہ بشاش تھا اور لب تبسم ریز، میں نے سبب پوچھا، فرمایا میں اپنی ماں کی قبر پر گیا اور خدا سے عرض کیا کہ انھیں زندہ کردے، وہ قبول ہوئی اور زندہ ہو کر ایمان لائیں اور پھر قبر میں آرام کیا۔

خطیب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قالت حج بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمر بی عقبة الجحون و هو باک حزین مغتم ثم ذهب و عاد و هو فرح متبسم قالت سألته فقال ذهبت الی قبر امی فسالت اللہ ان یحییها فامنت بی وردها اللہ .

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ حج کیا جب عقبہ حجون پر پہنچے تو رو رہے تھے اور غمگین تھے، پھر آپ کہیں تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مسرور تھے اور فرما رہے تھے، عائشہ فرماتی ہیں، میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میں اپنی ماں کی قبر پر گیا تھا میں نے اپنے اللہ سے سوال کیا اس نے ان کو زندہ کیا وہ ایمان لائیں اور پھر انتقال فرما گئیں۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں اس کی سند میں مجاہیل ہیں اور سہیل نے ام

المومنین سے احیائے والدین ذکر کر کے کہا اس کے اسناد میں مجہولین ہیں اور حدیث سخت منکر اور صحیح کے معارض۔

بایں ہمہ اسی مجمع البحار میں لکھتے ہیں:

و فی المقاصد الحسنة و ما احسن ما قال

جاء اللہ النبی مزید فضل
علی فضل و کان بہ رؤفا

•

فاحییٰ امہ و کذا اباہ
لایمان بہ فضلا لطیفا

•

نسلم فالقدیم بذا قدیر
و ان کان الحدیث بہ ضعیفا

حاصل یہ کہ مقاصد حسنہ میں ہے اور کیا خوب کہا، خدا نے نبی کو فضل پر فضل زیادہ عطا فرمائے اور ان پر نہایت مہربان تھا پس ان کے والدین کو ان پر ایمان لانے کے لیے زندہ کیا اپنے فضل لطیف سے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم تو اس پر قدرت رکھتا ہے اگرچہ جو حدیث اس معنی میں وارد ہوئی ضعیف ہے۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

شجر و حجر نے سجدہ کیا

ابن ابی شیبہ و ترمذی اور حاکم و ابونعیم و خرائطی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

ابو طالب چند سرداران قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمراہ تشریف فرما تھے جب صومعہ راہب یعنی بحیرا کے پاس اترے راہب صومعہ سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اس سے پہلے جو یہ قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا نہ اصلاً ملتفت ہوتا اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بیچ گزرتا ہوا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر بولا۔

هذا سيد العالمين هذا رسول رب العالمين يبعه الله رحمة للعالمين.

یہ تمام جہاں کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بھیجے گا۔

سرداران قریش نے کہا تجھے کیا معلوم ہے کہا جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت و سنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے اور وہ نبی کے سوا دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انھیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں ان کے استخوان شانہ کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا حضور تشریف نہ رکھتے۔ آدمی طلب کو گیا تشریف لائے ابر سر پر سایہ گستر تھا راہب بولا :

انظروا اليه غمامة تظله۔ وہ دیکھو ابر ان پر سایہ کیے ہے۔

قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا حضور نے جگہ نہ پائی دھوپ میں تشریف رکھی فوراً پیڑ کا سایہ حضور پر جھک آیا، راہب نے کہا :

انظروا الى فئ الشجرة مال اليه .

وہ دیکھو پیڑ کا سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔

ہاتف کی پکار

ابونعیم حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ ایک شب صحرائے شام میں تھے ہاتف جن نے انھیں بعثت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی، صبح راہب کے پاس جا کر قصہ بیان کیا کہا

قد صدقوک یخرج من الحرم و مہاجرہ الحرم و ہو خیر الانبیاء .

جنوں نے تجھ سے سچ کہا حرم سے ظاہر ہوں گے اور حرم کو ہجرت فرمائیں گے اور وہ تمام انبیاء سے بہتر ہیں۔

ابن عساکر، ابونعیم، خرائطی، بعض صحابہ خثعمیین سے راوی :

ہم ایک شب اپنے بت کے پاس تھے اور اسے ایک مقدمہ میں پنچ کیا تھا ناگاہ ہاتف نے پکارا۔

یا ایہا الناس ذوی الاصنام ما انتم و طائش الاحلام
و سند الحکم الی الاصنام ہذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الحکام یصدع بالنور و بالاسلام
مستعلن فی البلد الحرام

اے بت پرستو! کیا حال ہے تمھارا اور یہ کم عقلیاں اور پتھروں کو پنچ بنانا یہ ہے نبی تمام جہاں کا سردار ہر حاکم سے زیادہ عادل نور و اسلام کا آشکارا کرنے والا، حرم محترم میں ظہور فرمانے والا۔

ہم سب ڈر کر بت کو چھوڑ گئے اور اس شعر کے چرچے رہے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ظہور فرما کر مدینہ تشریف لائے ہیں میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ (تجلی الیقین)

چارپائے کلام کرتے ہیں

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابومنظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

کلھم لا یرکبہ الا نبی .

ان پر سب انبیاء سوار ہوا کیے۔

و قد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جدی غیری و لا من الانبیاء غیرک.

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا، ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا۔ (جزاء اللہ عدوہ بابا ءہ ختم النبوۃ)

ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا

حضور پرنور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا

مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا، یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحاوی وامام قاضی عیاض وامام مغلطائی وامام قطب خیضری وامام حافظ الشان عسقلانی وامام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلۂ کرام نے حسن وصحیح کہا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۴، منیر العین)

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم ومحبت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم واعظم۔

غزوۂ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی، جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم ومحبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی توارت بالحجاب.

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بین کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کیا یا رسول اللہ، میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

الٰہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا، امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔

امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ معجزات نبوی سے متعلق اس طرح نغمہ سرا ہیں :

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

•

ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغ جگر مٹائے کیوں

•

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

•

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

•

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

•

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں
ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیا فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

•

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

•

برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینہ مہ میں نشان سوختہ

•

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

•

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

•

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

•

کف دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے

•

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

•

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

•

چو انگشت توشد جولاں دہ برق
قمر را بہر قرباں آفریدند

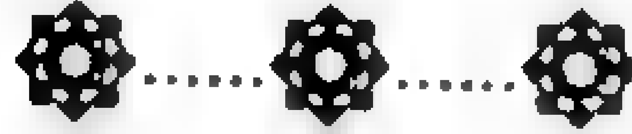
•

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمھارے لیے

•

صاحب رجعت شمس شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)



معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ سرور کشور رسالت ، جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہماں کے لیے تھے

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیتنا
انہ ھو السمیع البصیر۔

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔ (بنی اسرائیل، ۱)

معراج النبی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس وگمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام ''اسریٰ'' بھی ہے۔ اسریٰ کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا، چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لیے معراج کا نام اسریٰ پڑ گیا۔ اور چوں کہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرج بی، (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا اس لیے اس واقعہ کا نام ''معراج'' پڑا۔

احادیث وسیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کا نام گنایا ہے، جنھوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے۔

معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دینوری (م ۲۶۷ھ) اور ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) اور امام رافعی وامام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا، اور محدث عبدالغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی ہے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ

قوی روایت ہے۔

معراج کتنی باراور کیسے ہوئی؟

جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم وروح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی، جمہور صحابہ وتابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیائے کرام کا یہی مذہب ہے، چنانچہ علامہ ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ (استاذ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے۔

و الا صح انه كان فی اليقظة بجسده مع روحه و عليه اهل السنة و الجماعة فمن قال انه بروح فقط اوفی النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق.

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم وروح کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ لہٰذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ شخص بدعتی وگمراہ اور گمراہ کن وفاسق ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسرات اور معاریج بہت تھیں، اور بعض نے ۳۴ رکہا ہے، جن میں سے ایک تو بچشم سر بیداری سے تھی باقی خواب میں روحانی تھیں، ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اسریٰ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسمانی بیداری میں تھی اور وہاں سے معراج آسمان تک خواب میں روحانی تھی۔

مختصر تذکرۂ معراج

معراج کی رات آپ کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب انور کو نکال کر

آب زم زم سے دھویا پھر ایمان وحکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا، پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے، براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی، بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے، آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا، یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا، اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھالیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے، پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے، جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی، تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے، جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید، اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ کا استقبال کیا، پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی، اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اس درخت پر جب انوار الٰہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے، یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔

پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو

باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں راز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی، چنانچہ قرآن مجید میں فاوحی الی عبدہ ما اوحی کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

بارگاہ الٰہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(۱) سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں۔

(۲) یہ خوش خبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

(۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا، لہٰذا آپ واپس جایئے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجیے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الٰہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا، اے محبوب آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی، نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الٰہیہ کا معائنہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے، اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا، ان تمام

مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ مسجد حرام میں پہنچ کر چوں کہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش کو سخت تعجب ہوا، یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا، اور بعض نے مختلف سوالات کیے چوں کہ اکثر روسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے در و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی بوچھار شروع کر دی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرما دیا چنانچہ کفار قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

دیدار الٰہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف صالحین کا اختلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا اور ان حضرات نے ما کذب الفؤاد ما رایٰ کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

اور بعض سلف مثلاً حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہ دیکھا یا نہیں دیکھا؟ توقف فرمایا مگر صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بہت بڑی جماعت نے یہ فرمایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

چنانچہ عبداللہ بن الحارث نے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک مجلس میں جمع ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ کچھ بھی ہو ہم بنی ہاشم

کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا، یہ سن کر حضرت کعب نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **ما کذب الفواد ما رای** کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ **رایت ربی** یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبد الرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا۔

اور ابن اسحاق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا دیکھا کرتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

شق صدر مبارک

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ الم نشرح کی تفسیر میں فرمایا

ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزینہ بھرا گیا۔

پہلی مرتبہ: جب آپ حضرت حلیمہ کے گھر تھے اس کی حکمت یہ تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

دوسری بار: دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔

تیسری بار: غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

چوتھی بار: شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الٰہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ و سیرت مصطفیٰ)

حضور نے رب کو دیکھا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ شب معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے احادیث و آثار سے جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ بعینہٖ یہ ہے۔

حدیث: امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رایت ربی عزوجل .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالروف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں یہ حدیث بسند صحیح ہے۔

حدیث : ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لان اللہ اعطی موسیٰ الکلام و اعطانی الرویة لوجهه و فضلنی بالمقام المحمود و الحوض المورود.

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

حدیث : وہی محدث حضرت عبداللہ بن مسعود سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لی ربی نحلت ابراهیم خلتی و کلمت موسیٰ تکلیما و اعطیتک یا محمد کفاحا.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد مواجہ، بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

فی مجمع البحار کفاحا ای مواجهة لیس بینهما حجاب و لا رسول .

مجمع البحار میں ہے کہ ایسا آمنا سامنا کہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ تھا۔ (مولف)

حدیث : ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

سمعت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و هو يصف سدرة المنتهىٰ (و ذكر الحديث الى ان قال) فقلت يا رسول الله ما رأيت عندها قال رأيت عندها يعني ربه .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا فرمایا مجھے اس کے پاس دیدار ہوا۔

حدیث : ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

اما نحن بنو هاشم فنقول ان محمد ارأى ربه مرتين.

ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

حدیث : ابن اسحاق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی :

ان ابن عمر ارسل الى ابن عباس يسأله هل رأى محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ربه فقال نعم .

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔

جامع ترمذی و معجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی :

و اللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربه قال عکرمة فقلت له نظر محمد الی ربه قال نعم جعل الکلام لموسیٰ و الخلة لابراهیم و النظر لمحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم (زاد الترمذی) فقد رای ربه مرتین.

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لیے کلام رکھا اور ابراہیم کے لیے دوستی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار اور بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث : امام نسائی اور امام ابن خزیمہ وحاکم وبیہقی کی روایت میں ہے :

والـلـفـظ لـلبيهقی ان تعجبون ان تکون الخلة لابراهیم و الکلام لموسیٰ و الرویة لمحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم .

کیا ابراہیم کے لیے دوستی اور موسیٰ کے لیے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہونے میں تمھیں کچھ اچنبھا ہے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایا اس کی سند جید ہے۔

حدیث : طبرانی معجم اوسط میں راوی :

عن عبد الله بن عباس انه کان یقول ان محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رأی ربه مرتین مرة ببصرة و مرة بفؤاده .

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے ، بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

امام سیوطی و امام قسطلانی و علامہ شامی و علامہ زرقانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث : امام الائمہ ابن خزیمہ و امام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ربہ عزوجل .

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

امام احمد قسطلانی و عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں اس کی سند قوی ہے۔

حدیث : محمد بن اسحاق کی حدیث میں ہے:

ان مروان سأل ابا ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہل رأی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ فقال نعم .

یعنی مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں۔

حدیث : مصنف عبدالرزاق میں ہے۔

عن معمر عن الحسن البصری انہ کان یحلف باللہ لقد رأی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ .

یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الٰہی ہونا مانتے ہیں۔

و انه كان يشتد عليه انكارها.

اور ان پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

یوں ہی کعب احبار عالم کتب سابقہ وامام ابن شہاب زہری قرشی وامام مجاہد مخزومی مکی وامام عکرمہ بن عبد اللہ مدنی ہاشمی وامام عطاء بن رباح قرشی مکی استاذ امام اعظم ابوحنیفہ وامام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرھم جمیع تلامذۂ عالم قرآن حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ ابن خزیمہ نے اسے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا اور اسے باقی رکھا۔ یہی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے جملہ اصحاب کا قول ہے اور اسی پر کعب احبار وزہری نے جزم کیا ہے۔

حضور کے رویت باری پر اقوال ائمہ

امام خلال کتاب السنۃ میں اسحاق بن مروزی سے راوی حضرت امام احمد بن حنبل رویت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے **قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رأیت ربی** نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الامام رحمہ اللہ تعالٰی سے راوی:

انه قال اقول بحدیث ابن عباس بعینه رأی ربه راه راه راه حتی انقطع نفسه.

یعنی انھوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

جزم به معمر و آخرون و هو قول الاشعری و غالب اتباعه .

یعنی امام معمر بن راشد بصری اوران کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا۔ اور یہی مذہب ہے امام اہل سنت امام ابوالحسن اشعری اوران کے غالب پیرووں کا۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :

الاصح الراجح انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رأی ربه بعین رأسه حین اسری به کما ذهب الیه اکثر الصحابة .

مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ اپنے رب کو بچشم سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :

الراجح عند اکثر العلماء انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رأی ربه بعین رأسه لیلة المعراج.

جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو انھیں آنکھوں سے دیکھا۔ (منبہ المنیہ لوصول الحبیب الی العرش والرویۃ)

حضور کا عرش پر تشریف لے جانا

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا ثابت ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے یہ محض جھوٹ ہے اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟

آپ فرماتے ہیں :

بیشک علماء کرام ائمہ دین عدول ثقات معتمدین اپنی تصانیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے زائد کی تصریحات جلیلہ فرماتے ہیں اور یہ سب احادیث ہیں اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معضل ہیں اور حدیث مرسل و معضل باب فضائل میں بالاجماع مقبول ہے خصوصاً جب کہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہو تو ضرور ثبوت سند پر محمول اور مثبت نافی پر مقدم اور عدم اطلاع، اطلاع عدم نہیں تو جھوٹ کہنے والا محض جھوٹا مجازف فی الدین ہے۔

امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

سریت من حرم لیلا الی الحرم ۔۔۔ کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة ۔۔۔ من قاب قوسین لم تدرک و لم ترم
خفضت کل مقام بالاضافة اذ ۔۔۔ نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فخرت کل فخار غیر مشترک ۔۔۔ و جزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصہ میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا جب حضور رفع کے لیے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے

گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا کہ حضور نے سب فخر بلاشرکت جمع فرمالیے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

ملاعلی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای انت دخلت الباب و قطعت الحجاب الی ان لم تترک غاية لساع الی السبق من كمال القرب المطلق الی جناب الحق و لا ترکت موضع رقی و صعود و قيام لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک الی مقام قاب قوسين او ادنی فاوحی اليک ربک ما اوحی .

یعنی حضور نے یہاں تک کہ حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لیے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لیے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

نیز امام ہمام ابوعبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

و ترقی بـه الی قاب قوسين
و تلك السيارة القعساء

رتب تسقط الاماني حسری
دونها ما وراهن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :

قال بعض الائمة المعاريج ليلة الاسراء عشرة سبعة فى السموات و الثامن الى سدرة المنتهىٰ و التاسع الى المستوى و العاشر الى العرش الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسریٰ دس معراجیں تھیں سات ساتوں آسمانوں میں اور آٹھویں سدرة المنتہیٰ نویں مستویٰ دسویں عرش تک۔

سیدی علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا۔

حيث قال شهاب الدين المكى فى شرح الهمزية للبوصيرى عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الى قوله و العاشر الى العرش و الروية.

معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے :

لما اعطى سلمين عليه السلام الريح التى غدوها شهر و رواحها شهر اعطى نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الى العرش فى لحظة واحدة و اقل مسافة فى ذلك سبعة آلاف سنة و مافوق العرش الى المستوى و الرفرف لا يعلمه الا الله تعالىٰ .

جب سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستویٰ و رفرف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

اسی میں ہے:

لما اعطی موسیٰ علیه الصلاة و السلام الکلام اعطی نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مثله لیلة الاسراء و زیارة الدنو و الرویة بعین البصر و مثتان ما بین جبل الطور الذی نوجی به موسیٰ علیه الصلاة و السلام و ما فوق العرش الذی نوجی به نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

جب کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الٰہی اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں مافوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

اسی میں ہے:

رقیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ببدنه یقظة لیلة الاسراء الی السماء ثم الی سدرة المنتهی ثم الی المستوی ثم الی العرش و الرفرف و الرویة .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسریٰ آسمانوں تک ترقی فرمائی پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر مقام مستویٰ پھر عرش و رفرف و دیدار تک۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمہ اللہ تعالیٰ تعلیقات افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

الاسراء به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على يقظة بالجسد و الروح من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم عرج به الى السموات العلى ثم الى سدرة المنتهى ثم الى المستوى ثم الى العرش و الرفرف.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج بیداری میں بدن وروح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر مستویٰ پھر عرش ورفرف تک۔

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے:

رقيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليلة الاسراء من بيت المقدس الى السموات السبع الى حيث شاء الله تعالىٰ لكنه لم يجاوز العرش على الراجح.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتویں آسمان اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے:

المعاريج ليلة الاسراء عشرة سبعة فى السموات و الثامن الى سدرة المنتهى و التاسع الى المستوى و العاشر الى العرش لكن لم يجاوز العرش كما هو التحقيق عند اهل المعاريج.

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ نویں مستویٰ دسویں عرش تک مگر راویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے :

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرة المنتهى ثم جاوزها الى مستوى ثم زج به في النور فخرق سبعين الف حجاب من نور مسيرة كل حجاب خمسمأة عام ثم دلي له رفرف خضر فارتقى به حتى وصل الى العرش و لم يجاوزه فكان من ربه قاب قوسين او ادنىٰ.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی اس سے گزر کر مقام مستویٰ پر پہنچے پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ، پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لیئے لٹکایا گیا حضور اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

اقول (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں) :

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارات ماضیہ وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش ولا مکاں کی تصریح ہے۔ لا مکاں یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقۃً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لا مکاں ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم اقدس سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے، تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نہ اس لیے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لیے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہیئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہا قاب قوسین۔ اگر وسوسہ

گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا، تو امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں :

لیس الرجل من یقیده العرش و ما حواه عن الافلاک و الجنة و النار و ان الرجل من نفذ بصره الی خارج لهذا الوجود کله و هناک یعرف قدر عظمة موجده سبحنه و تعالیٰ.

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک و جنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کرلیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ و منح محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(و منها انه رأى الله بعينه) يقظة على الراجح (و كلمه الله تعالىٰ فى الرفيع الاعلىٰ) على سائر الامكنة و قد روى ابن عساكر عن انس رضى الله تعالىٰ عنه مرفوعاً لما اسرى لى قربنى ربى حتى كان بينى و بينه قاب قوسين او ادنىٰ.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شب اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

اسی میں ہے:

قد اختلف العلماء فی الاسراء بل ہو اسراء و احد او اسراء ان مرة بروحه و بدنه یقظة و مرة مناما او یقظة بروحه و جسده من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم منامامن المسجد الاقصی الی العرش فالحق انه اسراء واحد بروحه و جسده یقظة فی القصة کلها و الی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثین و الفقهاء و المتکلمین .

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے جمہور علماء محدثین و فقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔

اسی میں ہے :

المعاریج عشرة (الی قوله) العاشر الی العرش .

معراجیں دس ہوئیں دسویں عرش تک۔

اسی میں ہے :

قد ورد فی الصحیح عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال عرج لی بی جبریل الی السدرة المنتهی و دنا الجبار رب العزة فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ تدلیة علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش.

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے ساتھ جبریل نے سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کیا اور جبار رب العزت جل جلالہ نے دنو و تدلی فرمائی تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا یہ تدلی بالائے عرش تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

و رد فی المعراج انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لما بلغ سدرة المنتهیٰ جاء بالرفرف جبریل علیه الصلاة و السلام فتناوله فطار به الی العرش.

حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام رفرف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

اسی میں ہے :

علیه یدل صحیح الاحادیث الاحاد الدالة علی دخوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الجنة ووصوله الی العرش او طرف العالم کما سیاتی کل ذلک بجسده یقظة .

صحیح احاد حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسریٰ جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکاں ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لما کان خلقه القران و تخلق بالاسماء و کان الله سبحانه و تعالیٰ ذکر فی کتابه العزیز انه تعالیٰ استوی علی العرش

علی طریق التمدح و الثناء علی نفسه اذ کان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیه علیه الصلاۃ و السلام من هذا الاستواء نسبة علی طریق التمدح و الثناء به علیه حیث کان اعلی مقام ینتهی الیه من اسری به من الرسل علیهم الصلاۃ و السلام و ذلک یدل علی انه اسری به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی جسمه و لو کان الاسراء به رؤیا لما کان الاسراء و لا الوصول الی هذا المقام تمدح و لا وقع من الاعراب انکار علی ذلک .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماء الٰہیہ کی خود خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استوا بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استواعلی العرش کے پرتو سے مدح ومنقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہیٰ ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استوی علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت موصوف سے ناقل :

انما قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی سبیل التمدح حتی ظهرت لمستوی اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر بالقدم المحسوس العرش.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستویٰ پر بلند ہوا اسی امر کی طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے۔

مدارج النبوۃ شریف میں ہے :

فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس گسترانیدہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او بر نور آفتاب پس درخشید بآں نور بصر من و نہادہ شدم من براں رفرف و برداشتہ شدم تا برسیدم بعرش۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد میرے لیے سبز رنگ کی رفرف بچھائی گئی (رفرف بچھونے کو کہتے ہیں دراصل یہ اس بچھونے کو کہا جاتا ہے جو نرم ہو اور دیبا وغیرہ سے بنایا گیا ہو) جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا اس سے میری آنکھوں کا نور چمکنے لگا مجھے اس رفرف پر بٹھا دیا گیا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔ (مولف)

اسی میں ہے:

آوردہ اند کہ چوں رسید آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرش دست زد عرش بداماں اجلال وے۔

بیان کیا جاتا ہے جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے دامن اجلال کو تھام لیا۔ (مولف)

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

جز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاتر ازاں ہیچ کس نہ رفتہ وآں حضرت بجائے رفت کہ آنجا جانیست۔

عرش کی بلندی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ گیا اور حضور وہاں تشریف لے گئے جہاں کوئی جگہ ہی نہیں ہے یعنی وہ لامکاں ہے۔ (مولف)

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں
اسریٰ بعبدہ است من المسجد الحرام

تا عرصۂ وجوب کہ اقصائے عالم ست

کانجانہ جا ست نے جہت و نے نشاں و نام

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود امکان سے باہر قدم رکھا جن کی شان اطہر میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے **سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی** اور جو وجوب کے میدان میں قدم رکھا جہاں عالم کی انتہا ہے اور وہاں نہ جگہ ہے نہ جہت و سمت نہ کوئی نام ونشان۔

نیز اسی کے باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث **قد رأی ربہ مرتین** ارشاد فرمایا۔

بتحقیق دید آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار خودرا جل وعلا دوبار، یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتہیٰ بود ودوم چوں بالائے عرش برآمد۔

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دوبار دیکھا ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب اور دوسری بار جب عرش اعظم کے اوپر تشریف فرما ہوئے۔ (مولف)

مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب ۲۸۳ میں ہے۔

آں سرور علیہ الصلاۃ والسلام دراں شب از دائرہ مکان وزمان بیروں جست واز تنگی امکاں بر آمدہ ازل وابد راآں واحد یافت وبدایت ونہایت رادر یک نقطہ متحد دید۔

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج مکان وزمان کے دائرے وحد سے باہر تشریف لے گئے اور امکان کی تنگی سے باہر گئے ازل وابد کو ایک پایا اور ابتداء وانتہاء کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔ (مولف)

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ست و بہترین موجودات اولین و آخرین بدولت معراج بدنی مشرف شد واز عرش وکرسی درگزشت واز مکان وزمان بالا رفت۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہاں کے رب کے محبوب ہیں اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر وافضل ہیں انھیں معراج جسمانی کی دولت عطا ہوئی عرش وکرسی سے آگے اور زمان ومکان سے اوپر تشریف لے گئے۔ (مولف) (منبہ المنیہ لوصول الحبیب الی العرش والرویۃ)

ایک مردِ خدا

امام ابوبکر بن ابی الدنیا ابوالمخارق سے مرسلاً راوی حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

مررت لیلة اسری برجل مغیب فی نور العرش قلت من هذا ملک قیل لا قلت نبی قیل لا قلت من هو قال هذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطبا من ذکر الله تعالیٰ و قلبه معلق بالمساجد و لم یستسب لوالدیه قط.

یعنی شب اسریٰ میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا میں نے فرمایا یہ کون ہے؟ کوئی فرشتہ ہے عرض کی گئی نہ، میں نے فرمایا نبی ہے؟ عرض کی گئی نہ، میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

بیت المعمور میں نماز

ابن جریر وابن ابی حاتم وبزار وابی یعلی وابن مردویہ وبیہقی نے وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثم صعدت الی السماء السابعة فاذا انا بابراهيم الخليل مسندة ظهره الى البيت المعمور (فذكر الحديث الى ان قال) و اذا بامتى شطرين شطر عليهم ثياب بيض كانها القراطيس و شطر عليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور و دخل معى الذين عليهم الثياب البيض و حجب الاخرون الذين عليهم ثياب رمد و هم على خير فصليت انا و معى من المومنين فى البيت المعمور ثم خرجت انا و من معى . الحديث.

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں، اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی ایک قسم کے سفید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ وہ سفید پوش بھی گئے، میلے کپڑے والے روکے گئے مگر وہ بھی ہیں خیر وخوبی پر پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ (عرفان شریعت، حصہ سوم)

حضرت عائشہ کے شبہ کا جواب

معراج سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ معراج جسمانی نہیں ہوئی بلکہ روحانی ہوئی کیوں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا جسم اقدس بستر مبارک سے غائب نہ ہوا اس لیے جو یہ کہے کہ معراج جسمانی ہوئی اس کی تصدیق نہ کی جائے حالاں کہ معراج جسمانی ہوئی اور حضرت عائشہ کو شبہ ہوا اس شبہ کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں

بہت صغیر السن بچہ تھیں وہ جو فرماتی ہیں حق فرماتی ہیں، ان روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جوان کے زمانے میں ہوئیں، معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکی تھی۔

معراج ایک عجیب معجزہ ہے

حضرت عزت جلا وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اس کی ابتداء کہیں هو الذی سے ہوئی ہے جیسے هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم ، هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق .

کہیں، تبارک الذی سے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیرا.

کہیں، حمد سے جیسے الحمد لله الذی نزل علی عبده الکتاب و لم یجعل له عوجا.

یہاں (معراج میں) تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ سبحن الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام .

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے، سبحن الذی کیسی عمدہ چیز ہے۔ سبحن کیسی عجیب بات ہے۔ جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا، کرۂ زمہریر طے فرمانا، کرۂ نار طے فرمانا، کروروں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا، تمام ملک وملکوت کی سیر فرمانا، یہ تو انتہائی عجب کی آیات بینات ہیں ہی اتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں، صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے؟ اس لیے سبحن الذی ، ارشاد ہوا۔

کفار نے آسمان کہاں دیکھے ان پر تشریف لے جانے کا ان کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے، بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال ان کے دو پھیرے ہوتے رحلۃ الشتا و الصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ بحمدہ تعالیٰ یہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا۔

ابوجہل کی تکذیب

ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی ولہٰذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں، کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں، کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجیے گا فرمایا ہاں، اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرما دیا۔

ابوبکر صدیق کی تصدیق

کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے، صدیق سے عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر انھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا، یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر

ان کے پاس آتی ہے۔

حضور نے بیت المقدس کی نشانیاں بتائیں

پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیوں کر بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں۔

قافلے کا حال بتادیا

پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا، اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا، یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو (معاذ اللہ) وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے، کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ ان میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا، یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سر مو فرق آنا محال ہے۔

معراج، رات کو کیوں ہوئی؟

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں، لہٰذا تجلی لطفی

ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محبوب ومحب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔

معراج ایک معجزہ عظیمہ قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کردی جاتی ہے، ان پر عذاب عام بھیجا جاتا جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔

معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے۔ ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ ان پر عذاب عام اترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت، جنھیں ان کا رب فرماتا ہے و ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم .

اے رحمت عالم جب تک تم ان پر تشریف فرما ہو اللہ انھیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہٰذا شب ہی مناسب ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۰۳ تا ۱۰۶)

معراج جسمانی ہوئی

معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی، جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

سبحن الذی اسری بعبدہ

پاکی ہے اسے جو رات میں لے گیا اپنے بندہ کو۔

یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۷۰)

سلطنت الٰہی کے دولھا

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں :

ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی صورة ذاته المبارکة فی الملکوت فاذا ھو عروس المملکة .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولھا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۹)

حضرت ابراہیم کا ارشاد

شیخ الانبیاء خلیل کبریا علیہ الصلاۃ والثناء نے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبۂ فضائل سن کر تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا:

بھذا فضلکم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم .

ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۴۵)

جہنم میں عورتوں کی کثرت

حدیث صحیح میں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ:

رایت النار فلم ار کالیوم منظرا قط افظع و رایت اکثر اھلھا النساء .

میں نے دوزخ ملاحظہ فرمائی تو آج کی برابر کوئی چیز سخت وشنیع نہ دیکھی اور میں نے اہل دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھیں۔ فقالوا یا رسول اللہ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ، یعنی حضور اس کا سبب کیا

ہے۔

قال بکفرھن فرمایا ان کے کفر کے باعث **قیل یکفرن باللہ** عرض کی گئی کیا اللہ عزوجل سے کفر کرتی ہیں۔

قال یکفرن العشیر و یکفرن الاحسان .

فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں۔

لو احسنت الی احداھن الدھر ثم رأت منک شیئا قالت ما رأیت منک خیرا قط.

اگر تو ان میں کسی کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر ذرا سی بات خلاف مزاج تجھ سے دیکھے تو کہے میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہ دیکھی۔ اسے بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۳۔ اطائب التہانی)

فرضیت نماز

نماز پنج گانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح، دو شام وہ بھی ان سے نہ نبھی۔

سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

ثم ردت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربک فاسأله التخفیف فانه فرض

علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بھما.

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھی وہ انھیں بھی بجا نہ لائے۔

(فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۱۹۳)

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں ہے:

فاعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلثا اعطی الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورۃ البقرۃ و غفرلمن لم یشرک باللہ من امتہ شیئا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اسراء میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اور آپ کی امت میں سے ان کی مغفرت جنھوں نے شرک نہیں کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۵)

معراج سے پہلے نماز

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

پیش از اسراء دو وقت یعنی قبل طلوع شمس و قبل غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علماء کو اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت ثابت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔

درمختار کتاب الصلاۃ کے آغاز میں ہے:

فرضت فی الاسراء و کانت قبلہ الصلاتین قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا.

نماز معراج میں فرض ہوئی اس سے پہلے دو نمازیں تھیں ایک طلوع آفتاب سے پہلے اور دوسری

غروب آفتاب سے پہلے۔ (مولف)

مواہب کے مقصد اول میں ہے

قال مقاتل كانت الصلاة اول فرضها ركعتين بالغداة و ركعتين بالعشى، لقوله تعالىٰ و سبح بحمد ربك بالعشى و الابكار.

مقاتل نے کہا کہ سب سے پہلے جو نماز فرض ہوئی وہ صبح کو دو رکعت اور شام کو دو رکعت ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ صبح و شام اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کیجیے۔ (مولف)

قال فى فتح البارى كان صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل الاسراء يصلى قطعا كذلك اصحابه، و لكن اختلف هل افترض قبل الخمس شى من الصلاة ام لا، فقيل ان الفرض كان صلاة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها.

فتح الباری میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معراج سے پہلے نماز پڑھتے تھے لیکن اختلاف یہ ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ تو بعض نے یہ کہا کہ صبح و شام نماز فرض تھی۔ (مولف)

و قال النووى اول ما وجب الانذار و الدعاء الى التوحيد ثم فرض الله تعالىٰ من قيام الليل ما ذكره فى اول سورة المزمل ثم نسخه بما فى آخرها ثم نسخه بايجاب الصلوات الخمس ليلة الاسراء بمكة .

امام نووی نے فرمایا کہ سب سے پہلے انذار اور دعوت توحید واجب ہوئی پھر اللہ عزوجل نے قیام لیل کو فرض فرمایا جس کا ذکر سورۂ مزمل کے آغاز میں ہے پھر سورۂ مزمل کی آخری آیتوں سے قیام لیل کی فرضیت منسوخ ہوگئی پھر اسے شب معراج نماز پنج گانہ کی فرضیت سے منسوخ فرمادیا اور یہ مکے میں ہوا۔ (مولف)

مواہب اور شرح علامہ زرقانی کے مقصد تاسع میں ہے

ذهب جماعة الى انه لم تكن قبل الاسراء صلاة مفروضة الا ما وقع الامر به من صلاة الليل بلا تحديد.

اور ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ معراج سے پہلے کوئی نماز فرض نہیں تھی مگر رات کی وہ نماز جس کا حکم بلا تخصیص تھا۔ (مولف)

و ذهب الحربی الى ان الصلاة كانت مفروضة ركعتين بالغداة و ركعتين بالعشی و رده جماعة من اهل العلم.

اور حربی نے یہ کہا کہ صبح و شام دو دو رکعتیں فرض تھیں، اور اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا رد کر دیا ہے۔ (مولف)

مواہب اور شرح علامہ زرقانی کے مقصد خامس حدیث معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں انبیاء کرام کو نماز پڑھانے کے ذکر میں ہے۔

قد اختلف فی هذه الصلاة هل هی فرض او نفل و اذ قلنا انها فرض فای صلاة هی قال بعضهم الاقرب انها الصبح و يحتمل ان تكون العشاء .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں شب معراج انبیاء کرام علیہم الصلاۃ و السلام کو جو نماز پڑھائی اس نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ نماز فرض تھی یا نفل؟ جب یہ کہیں کہ وہ فرض تھی تو کون سی تھی؟ بعض نے کہا کہ وہ صبح کی ہے اور عشا کا بھی احتمال ہے۔ (مولف)

و الاحتمالان كما قال الشامی ليسا بشیٔ سواء قلنا صلى بهم قبل العروج او بعده لان اول صلاة صلاها النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من الخمس مطلقا الظهر

بمكة بالاتفاق و من حمل اوليته على مكة فعليه الدليل قال و الذى يظهر انها كانت من النفل المطلق او كانت من الصلاة المفروضة عليه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قبل ليلة الاسراء .

شامی نے کہا کہ یہ دونوں احتمال کچھ نہیں ہیں خواہ یہ کہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی امامت فرمائی معراج کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے یا معراج سے آنے کے بعد، اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ میں سے سب سے پہلے ظہر کی نماز کے میں پڑھی، اس پر علماء کا اتفاق ہے اور جس نے سب سے پہلی نماز کو کے میں ادا کرنے پر محمول کیا ہے تو اس پر دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محض نفل نماز تھی یا وہ نماز تھی جو معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ (مولف)

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت انس سے حدیث معراج میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیت المقدس تشریف لے جانے کے ذکر میں راوی :

لم البث الا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير ثم اذن موذن و اقيمت الصلاة قال فقمنا صفوفا ننتظر من يومنا فاخذ جبريل عليه الصلاة و السلام بيدى فقدمنى فصليت بهم فلما انصرفت قال لى جبريل اتدرى من صلى خلفك قلت لا قال صلى خلفك كل نبى بعثه الله .

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ بہت سارے لوگ جمع ہوئے پھر اذان ہوئی اور اقامت کہی گئی حضور نے فرمایا کہ ہم صفوں میں کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ امامت کون کرے گا تو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا میں نے نماز پڑھائی جب میں

سلام پھیر کر نماز سے باہر ہوا تو جبریل نے عرض کی کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کس نے نماز پڑھی فرمایا نہیں جبریل نے عرض کی آپ کی اقتدا میں تمام انبیاء سابقین نے نماز پڑھی۔ (مولف)

روی مسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه فی حدیث الاسراء حانت الصلاه فاممتهم .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث اسراء میں مروی ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے سب کی امامت فرمائی۔ (مولف)

ان اقوال وروایات کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں پڑھتے نماز شب کی فرضیت تو خود سورۂ مزمل شریف سے ثابت اور اس کے سوا اور اوقات میں بھی نماز پڑھنا وارد، عام ازینکہ فرض ہو یا نفل۔

حدیث میں ہے:

كان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس يصلون الضحى و العصر فكان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و اصحابه اذا صلوا آخر النهار تفرقوا فی الشعاب فصلوها فرادی .

فرضیت پنج گانہ سے پہلے مسلمان چاشت اور عصر پڑھا کرتے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام جب آخر روز کی نماز پڑھتے گھاٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا پڑھتے۔

اسے ابن سعد وغیرہ نے عزیزہ بنت تجراۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اوران کی جمع وتلفیق کی حاجت نہیں بلکہ نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر ومشروع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی دوسرے دن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۂ مزمل نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز تھی۔

احمد وابن ماجہ اور حارث اپنی مسند میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اول ما اوحی الیہ فاراہ الوضوء و الصلاۃ فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفۃ من ماء فنضح بھا فرجہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام وحی کے روز اول تشریف لائے اور وضو ونماز کا طریقہ دکھایا پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایک چلو پانی لے کر اس صورت مثالیہ کی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ (مولف)

قد روی ان جبریل بدا لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (و ھو باعلی مکۃ) فی احسن صورۃ و اطیب رائحۃ فقال یا محمد ان اللہ یقرئک السلام و یقول لک انت رسولی الی الجن و الانس فادعھم الی قول لا الہ الا اللہ ثم ضرب برجلہ الارض فنبعت عین ماء فتوضأ منھا جبریل (زاد ابن اسحق و رسول اللہ ینظر الیہ لیریہ کیف الطھور الی الصلاۃ) ثم امرہ ان یتوضأ و قام جبریل یصلی و امرہ ان یصلی معہ (زاد فی روایۃ ابی نعیم عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فصلی رکعتین نحو الکعبۃ) فعلمہ

الوضوء و الصلاۃ ثم عرج الی السماء و رجع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یمر بحجر و لا مدر و لا شجر الا و ھو یقول السلام علیک یا رسول اللہ حتی اتی خدیجۃ فاخبرھا فغشی علیھا من الفرح ثم امرھا فتوضأت و صلی بھا کما صلی بہ جبریل (زاد فی روایۃ و کانت اول من صلی)فکان ذلک اول فرضھا رکعتین.

حضرت جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام اچھی صورت اور اچھی خوشبو کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ میں آئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ انسان وجن کی طرف میرے رسول اور پیغمبر ہیں تو آپ ان کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلائیے اور انہیں توحید کی دعوت دیجیے پھر جبریل علیہ السلام نے اپنا پیر زمین پر مارا جس سے پانی کا ایک چشمہ نکلا اس سے جبریل نے وضو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ نماز کے لیے طہارت کس طرح ہوتی ہے پھر جبریل نے حضور کو وضو کرنے کے لیے کہا اور جبریل علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی اور کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز پڑھی اس طرح حضرت جبریل امین نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کا طریقہ بتا دیا پھر آسمان پر چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس ہوئے تو راستے کے شجر وحجر اور ڈھیلا کنکر وغیرہ سب حضور کو کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ، یہاں تک کہ حضور خدیجۃ الکبریٰ کے پاس تشریف لائے اور انھیں سارا حال بتایا تو حضرت خدیجہ کو اس سے بے پناہ خوشی ہوئی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو وضو کرنے کا حکم دیا انھوں نے وضو کیا اور حضور نے خدیجہ کو نماز پڑھائی جس طرح جبریل نے حضور کو پڑھایا تھا اور یہی سب سے پہلے نماز پڑھنے والی خاتون تھیں اور سب سے پہلے یہی دو رکعت فرض ہوئی تھی۔ (مولف)

طبرانی ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول یوم الاثنین و صلت الخدیجۃ آخرہ و صلی علی یوم الثلثاء۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیر کے دن پہلی ساعت میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی دن کی آخری گھڑی میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن نماز پڑھی۔ (مولف)

بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح پڑھتے تھے۔

اقول، ملاحظۂ آیات واحادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی، اس میں

طہارت ثوب بھی تھی، قال تعالیٰ فی سورۃ المدثر و ثیابک فطھر.

وضو بھی تھا، جیسا کہ ابھی گزرا۔

استقبال قبلہ بھی تھا، جیسا کہ ام المومنین صدیقہ کی حدیث سے گزرا۔

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث میں متعدد راویوں سے روایت کرتے ہیں:

فجعلت امشی رویدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم یصلی یقرأ القرآن حتی قمت فی قبلتہ مستقبلہ ما بینی و بینہ الا ثیاب الکعبۃ قال فلما سمعت القرآن رق لہ قلبی . الحدیث.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی

طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ حائل تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہوگئی۔ (مولف)

تکبیر تحریمہ بھی تھی ، قال تعالیٰ و ربک فکبر.

قیام بھی تھا، قال تعالیٰ یا ایھا المزمل قم اللیل، الی الایات.

قرأت بھی تھی، قال تعالیٰ فی سورۃ المزمل فاقروا ما تیسر من القرآن

رکوع بھی تھا، جیسا کہ ابھی گزرا

سجود بھی تھا، کما فی حدیث ایذاء ابی جھل وغیرہ من الکفرۃ لعنھم اللہ تعالیٰ حین صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الکعبۃ فرمقوا سجودہ فالقوا علیہ ما القوا بہ فی قلیب بدر ملعونین.

ابوجہل اور دوسرے کفار کی ایذا والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھی تو کفار حضور کے سجدہ کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے پھر آپ کے اوپر کفار نے وہ چیز ڈال دی جس کے بدلے ان ملعونوں کو چاہ بدر میں پھینکا گیا۔ (مولف)

صحیحین وغیرہما میں ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ من قول الکفار یجیء بہ ثم یمھلہ حتی اذا سجد وضع بین کتفیہ قال فانبعث اشقاھم فلما سجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضعہ بین کتفیہ و ثبت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساجدا. الحدیث.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کفار کی باتوں میں سے یہ ہے کہ سرکار علیہ

الصلاۃ والسلام جب کعبہ کے پاس آئے تو کفار نے گندی چیزوں کے لانے کا حکم دیا اور تاک میں رہے جب یہ سجدہ میں جائیں تو انھیں ان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیں چنانچہ ان میں سب سے بڑا بد بخت اٹھا اور جا کر لے آیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ ہی میں رہ گئے۔ (مولف)

جماعت بھی تھی، **کما تقدم من حدیث المبعث .**

و لفظه عند ابن اسحق ثم قام به جبریل فصلی به و صلی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بصلاته (الی ان قال فی خدیجة) صلی بها رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کما صلی به جبریل فصلت بصلاته .

ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کی طرح نماز پڑھی (یہاں تک کہ راوی نے حضرت خدیجہ کے بارے میں کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی جس طرح حضور کو جبریل نے پڑھائی تھی پھر حضرت خدیجہ نے تنہا حضور علیہ السلام کی سی نماز پڑھی۔

(مولف)

و اخرج الشیخان عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما فی حدیث مجیٔ الجن الیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اول البعث انهم اتوه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و هو یصلی باصحابه صلاۃ الفجر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنات کے آنے کی حدیث میں ہے کہ حضور کے زمانہ بعثت کے آغاز میں جنوں کی بھیجی ہوئی جماعت حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت آئی تھی کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ (مولف)

قال الزرقانی المراد بالفجر رکعتان اللتان کان یصلیهما قبل طلوع الشمس

زرقانی نے کہا کہ فجر سے مراد وہ دو رکعت ہیں جنھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلوع آفتاب سے پہلے پڑھتے تھے۔ (مولف)

جہر بھی تھا، قال تعالیٰ قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنا به

و قد کانوا سمعوه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی صلاة الفجر کما تقدم.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے۔ تو ہم اس پر ایمان لائے۔

اور جنوں نے اسے نماز فجر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس نماز میں جہر تھا۔

ابن سنجر اپنی مسند میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

خرجت اتعرض رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قبل ان اسلم فوجدته قد سبقنی الی المسجد فقمت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تالیف القرآن فقلت هو شاعر کما قالت قریش فقراء انه لقول رسول کریم و ما هو بقول شاعر قلیلا ما تومنون فقلت کاهن علم ما فی نفسی فقراء و لا بقول کاهن قلیلا ما تذکرون، الی آخر السورة فوقع الاسلام فی قلبی کل موقع.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انھوں نے سورۃ الحاقہ سے شروع کیا تو میں تالیف قرآن کے حسن وخوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہا یہ کاہن ہیں میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا، تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مولف)

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

بالجملہ جہاں تک نظر کی جاتی ہے نماز سابق، اصول وارکان میں اسی نماز مستقر کے موافق نظر آتی ہے بلکہ حدیث مذکور بلفظ مواہب میں بعد **فکان ذلک اول فرضها رکعتین** کے فرمایا **ثم ان اللہ تعالیٰ قرها فی السفر کذلک و اتمها فی الحضر.**

اللہ تعالیٰ نے سفر میں اسی طرح یعنی دو رکعت باقی رکھی اور حضر میں چار پوری کردی۔ (مولف)

شرح زرقانی میں ہے **اقرها ای شرعها علی هیأة ما کان یصلیها قبل .**

یعنی نماز اسی حالت پر مشروع رہی جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل معراج پڑھتے تھے۔ (مولف)

اس سے ظاہر یہ کہ پیش از معراج دو رکعتیں اسی طرح کی تھیں جیسی اب ہیں۔ مگر بعض علماء فرماتے ہیں معراج سے پہلے رکوع اصلاً نہ تھا نہ اس شریعت میں نہ اگلے شرائع میں، رکوع ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت مرحومہ کے خصائص سے ہے کہ بعد اسرا عطا ہوا بلکہ معراج مبارک کی صبح کو جو پہلی

نماز ظہر پڑھی گئی اس تک رکوع نہ تھا اس کے بعد عصر میں اس کا حکم آیا اور حضور وصحابہ نے ادا فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث اسی معنی کو مفید، امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں: **باب اختصاصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بالرکوع فی الصلوٰة ذکر جماعة من المفسرین فی قوله تعالیٰ و ارکعوا مع الراکعین ان مشروعیة الرکوع فی الصلاة خاص بهذه الملة و انه لا رکوع فی صلاة بنی اسرائیل و لذا امرهم بالرکوع مع امة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.**

اللہ تعالیٰ کا فرمان وارکعوا مع الراکعین (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) کی تفسیر میں مفسرین کی ایک جماعت نے یہ بیان کیا ہے کہ نماز میں رکوع کی مشروعیت اسی ملت کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ بنی اسرائیل کی نماز میں رکوع نہیں تھا اس لیے بنی اسرائیل کو امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کا حکم فرمایا۔ **(مولف)**

بزار وطبرانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال اول صلاة رکعنا فیها العصر فقلنا یا رسول الله ما هذا قال بهذا امرت .

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نماز میں ہم نے سب سے پہلی بار رکوع کیا وہ نماز عصر ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ **(مولف)**

شرح زرقانی مقصد خامس میں ہے:

الرکوع من خصائص الامة و ما صلاه المصطفیٰ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قبل الاسراء لا رکوع فیه و کذا ظهر عقب الاسراء و اول صلاة برکوع العصر بعدها.

رکوع اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج سے پہلے جو نماز پڑھی اس میں رکوع نہیں تھا اور معراج کے بعد بھی یہی ظاہر ہے اور معراج کے بعد جس نماز میں سب سے پہلے رکوع کا حکم ہوا وہ نماز عصر ہے۔ (مولف)

بعض روایت میں یہ ہے کہ معراج سے پہلے کی نماز میں رکوع تھا۔

ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر تاریخ میں عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال جئت فی الجاهلية الی مكة و انا اريد ان ابتاع لاهلی من ثيابها و عطرها فاتيت العباس و كان رجلا تاجرا فانی عنده جالس انظر الی الكعبة و قد َتلفت الشمس و ارتفعت فی السماء فذهبت اذ اقبل شاب فنظر الی السماء ثم قام مستقبل الكعبة فلم البث الا يسيرا حتی جاء غلام فقام عن يمينه ثم لم يلبث الا يسيرا حتی جاء ت امراءة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام و المراء ة فرفع الشاب فرفع الغلام و المراء ة فسجد الشاب فسجد الغلام و المرأ ة فقلت يا عباس امر عظيم فقال امر عظيم تدری من هذا الشاب هذا محمد بن عبد الله بن اخی تدری من هذا الغلام هذا علی ابن اخی تدری من هذه المرأة هذه خديجة بنت خويلد زوجته ان ابن اخی هذا حدثنی ان ربه رب السموات و الارض امره بهذا الدين و لم يسلم معه غير هولاء الثلثة .

عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں مکہ معظمہ آیا اور ارادہ کرتا تھا کہ اپنے اہل وعیال کے لیے کپڑا اور عطر وغیرہ خریدوں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ ان دنوں تاجر تھے تو میں ان کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ کو دیکھ رہا تھا دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک

جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر روبکعبہ کھڑے ہو گئے ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے داہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا، جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال پوچھا کہا یہ جوان میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور یہ بی بی خدیجۃ الکبریٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما، میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان وزمین کے مالک نے انھیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہی دو مسلمان ہوئے ہیں۔ (مولف)

حدیث شب معراج میں ہے ثم دخلت المسجد فعرفت النبیین ما بین قائم و راکع و ساجد.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تو تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا کہ کوئی قیام میں، کوئی رکوع میں اور کوئی سجدے میں تھے۔ (مولف)

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

بالجملہ مدار کار صحت حدیث مذکور طبرانی و بزار پر ہے اگر وہ صحیح ہے تو ثابت ہوگا کہ معراج شریف سے پہلے کی نمازیں بلکہ ایک نماز بعد کی بھی بے رکوع تھی ورنہ ظاہر احادیث یہی ہے کہ نماز سابق ولاحق باہم یکساں ومتوافق ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۲۱۰ تا ۲۲۱۔ جمان التاج)

قاب قوسین او ادنیٰ

ابن عساکر وخطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی و بینه کقاب قوسین او ادنیٰ و قال لی یا محمد هل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت لا (یا رب) قال فهل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم قلت لا (یا رب) قال اخبر امتک انی جعلتهم آخر الامم لا فضح الامم عندهم و لا افضحهم عند الامم.

شب اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا رب نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا، عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں سے پیچھے کیا میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا اپنی امت کو خبر دے میں نے انھیں سب امتوں سے اس لیے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

یاد خدا اور یاد نبی

ابونعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل النبوۃ میں راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جب میں حسب ارشاد الٰہی سیر سماوات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے، ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلائے، میرے لیے کیا کیا۔ ارشاد ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔

فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت

ابن جریر ابن مردویہ ابن ابی حاتم بزار وابویعلی بیہقی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور کافہ ناس کا رسول بنایا خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور مجھ پر قرآن اتارا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانہ میں موخر اور مرتبہ میں مقدم کی اور میرے لیے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت کیا۔

جب حضور اس خطبۂ جلیلہ سے فارغ ہوئے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے فرمایا۔

بھذا فضلکم محمد.

اسی لیے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے۔

پھر جب حضور اپنے رب سے ملے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا سل مانگ کیا مانگتا ہے۔

حضور نے اور انبیاء کے فضائل عرض کیے کہ تم نے انھیں یہ یہ کرامتیں دیں حق جل وعلا نے حضور کے فضائل اعلیٰ واشرف ارشاد فرمائے کہ تمھیں یہ کچھ بخشا حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا :

فضلنی ربی .

مجھے میرے رب نے افضل کیا۔

اور اپنے فضائل وخصائص عظیمہ بیان فرمائے۔

براق کی شوخی اور حیا

احمد ترمذی عبد بن حمید ابن مردویہ بیہقی ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بصورت موقوف، اور ابن سعد عبد اللہ بن عباس وام المومنین صدیقہ وام المومنین ام سلمہ وام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مرفوعاً راوی:

شب اسرا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے براق پر سوار ہونا چاہا وہ چمکا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

ابمحمد تفعل هذا الا تستحيين يا براق اسكني فو الله ما ركبك خلق قط اكرم على الله منه .

کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گستاخی اے براق تجھے شرم نہیں آتی ٹھہر کہ خدا کی قسم تجھ پر کبھی کوئی ایسا شخص نہ سوار ہوا جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادت عزت والا ہو۔

فارفض عرقا

اس کہنے سے براق کو پسینہ چھوٹ پڑا۔

بیہقی وابن جریر وابن مردویہ نے یوں روایت کی کہ روح القدس علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مه يا براق فوالله ما ركبك مثله .

ہیں اے براق اللہ کی قسم تجھ پر کوئی ان کا ہم مرتبہ سوار نہ ہوا۔

اور یہی تینوں محدث ابن ابی حاتم وابن عساکر ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کانت الانبیاء ترکبها قبلی .

مجھ سے پہلے انبیاء اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ (تجلی الیقین)

اور براق کا حیا کے سبب براہ تذلل وانقیاد پست ہو کر زمین سے لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد ہے۔

ابن اسحاق کی روایت مرفوعہ میں ہے :

قال فارتعشت حتی لصقت بالارض فاستویت علیها

یعنی حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں جب جبریل امین نے اس سے یہ کہا براق تھرایا اور کانپ کر زمین سے چسپاں ہو گیا پس میں اس پر سوار ہولیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ (مسائل المعراج)

حضور نے انبیاء کی امامت فرمائی

شب اسراء حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام کی امامت فرمانا، حدیث ابو ہریرہ وحدیث انس وحدیث ابن عباس وحدیث ابن مسعود، وحدیث ابی لیلی وحدیث ابو سعید وحدیث ام ہانی وحدیث ام المومنین صدیقہ وحدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم واثر کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مسلم میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنے کو جماعت انبیاء میں دیکھا موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم علیہم الصلاۃ والتسلیم کو نماز پڑھتے پایا۔

فحانت الصلاۃ فاممتھم .

پھر نماز کا وقت آیا میں نے ان سب کی امامت کی۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسائی کی روایت میں ہے۔

جمع لی الانبیاء فقد منی جبریل حین اممتھم .

میرے لیے انبیاء جمع کیے گئے جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے امامت فرمائی۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے۔

فلم البث الایسرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن موذن و اقیمت الصلاۃ فتممنا صفوفا ننتظر من یومنا فاخذ بیدی جبریل فقد منی فصلیت بھم فلما انصرفت قال جبریل یا محمد اتدری من صلی خلفک قلت لا قال صلی خلفک کل نبی بعثہ اللہ .

مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے موذن نے اذان کہی اور نماز برپا ہوئی ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا میں نے نماز پڑھائی سلام پھیرا تو جبریل نے عرض کی حضور نے جانا یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرمایا نہ عرض کی ہر نبی کہ خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا۔

طبرانی و بیہقی و ابن جریر و ابن مردویہ کی روایت موقوفہ میں ہے۔

ثم بعث لہ آدم فمن دونہ من الانبیاء فامھم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم.

حضور کے لیے آدم اور ان کے بعد جتنے نبی ہوئے سب اٹھائے گئے حضور نے ان کی امامت فرمائی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احمد ابونعیم وابن مردویہ بسند صحیح راوی :

جب حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے نماز کو کھڑے ہوئے۔

فاذا النبیون اجمعون یصلون معه .

کیا دیکھتے ہیں کہ سارے انبیاء حضور کے ساتھ نماز میں ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن بن عرفہ وابونعیم وابن عسا کر نے روایت کی۔

میں مسجد تشریف لے گیا انبیاء کو پہچانا کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجود میں۔

ثم اقیمت الصلاۃ فاممتهم.

پھر نماز برپا ہوئی میں ان سب کا امام ہوا۔

ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی وابن مردویہ راوی

حضور پرنور و جبریل امین صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم بیت المقدس پہنچے وہاں کچھ لوگ بیٹھے دیکھے انھوں نے کہا مرحبا بالنبی الامی اوران میں ایک پیر تشریف فرماتے حضور نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ حضور کے باپ ابراہیم اور یہ موسیٰ وعیسیٰ ہیں۔

ثم اقیمت الصلاۃ فتدافعوا حتی قدموا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم.

پھر نماز قائم ہوئی امامت ایک نے دوسرے پر ڈالی یہاں تک کہ سب نے مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو امام کیا۔

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن اسحاق راوی:

ملاقات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ذکر کر کے کہتے ہیں۔

فصلی بهم ثم اتی باناء فیه لبن .

حضور نے انھیں نماز پڑھائی پھر ایک برتن میں دودھ حاضر کیا گیا۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابو یعلی وابن عساکر راوی :

نشر لی رهط من الانبیاء فیهم ابراهیم و موسیٰ عیسیٰ فصلیت بهم .

ایک جماعت جس میں ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ تھے میرے لیے اٹھائی گئی میں نے انھیں نماز پڑھائی۔

امہات المومنین وام ہانی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن سعد نے روایت کی۔

رأیت الانبیاء جمعوا لی فرأیت ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ فظننت انه لا بد لهم ان یکون لهم امام فقدمنی جبریل حتی صلیت بین ایدیهم .

میں نے ملاحظہ فرمایا کہ انبیاء میرے لیے جمع کیے گئے میں نے ان میں خلیل وکلیم ومسیح کو بھی دیکھا میں سمجھا اس جماعت کا کوئی امام ضرور چاہیئے جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے ان کی امامت فرمائی۔

(تجلی الیقین)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نماز سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی لقا ثابت ہے۔ سب

اولین و آخرین وانبیاء ومرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی۔

حضرت جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

دراں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیاں را پیشوا شد

نماز اسریٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں یعنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

امام احمد رضا بریلوی پھر فرماتے ہیں :

یہاں تمام انبیاء ومرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیت المعمور میں سب انبیاء اور امت مرحومہ نے بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے، کچھ دوسری، کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر تھیں۔ فرق، مراتب میں تھا۔ ان میں کچھ کے کپڑے سفید تھے اور کچھ کے میلے۔ سپید والے صالحین ہیں اور میلے ہم جیسے گنہ گار۔ پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔ (الملفوظ حصہ چہارم)

حضور نے ملائکہ کی امامت فرمائی

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے امام واسطی راوی :

فاذن جبریل و نزلت الملائكة من السماء و حشر الله له المرسلين فصلى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بالملائكة و المرسلين.

جبریل نے اذان کہی اور آسمان سے فرشتے اترے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے مرسلین جمع فرما کر بھیجے حضور نے ملائکہ ومرسلین کی امامت فرمائی۔

ابن مردویہ راوی :

عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لما اسرى بى الى السماء اذن جبريل فظننت الملائكة انه يصلى بهم فقدمنى فصليت بالملائكة .

شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا جبریل نے اذان دی ملائکہ سمجھے ہمیں جبریل نماز پڑھائیں گے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

شب معراج انبیاء سے ملاقات اوران کا بیان فضائل

ابن جریر و ابن حاتم و ابن مردویہ و بزار و ابو یعلی و بیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسریٰ میں راوی

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا سے ملے پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد الٰہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہاں کے لیے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انھیں کو اول اور انھیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحۂ دیوان نبوت و خاتمہ دفتر رسالت بنایا۔

ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ اس وقت رب عز جلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے میں نے تیرے لیے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح و خاتم کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جزاء اللہ وعدوہ باباۂ ختم النبوۃ)

غوث اعظم اور براق کی گردن پر حضور کا قدم

عبدالقادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی کتاب ''تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر'' میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ''حرز العاشقین'' میں فرماتے ہیں

ان لیلة المعراج جاء جبریل علیه السلام ببراق الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اسرع من البراق الخاطف الظاهر و نعل رجله کالهلال الباهر و مسماره کالانجم الظواهر و لم یاخذه السکون و التمکین لیرکب علیه النبی الامین صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام خدمت اقدس حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی، اچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ شتاب رو تھا اور اس کے پاؤں کا آنکھوں میں چکا چوند ڈالنے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لیے اسے قرار وسکون نہ ہوا۔

فقال له النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لم لم تسکن یا براق حتی ارکب علی ظهرک فقال روحی فداک لتراب نعلک یا رسول الله اتمنی ان تعاهدنی ان لا ترکب یوم القیامة علی غیری حین دخولک الجنة فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یکون لک ما تمنیت.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا بولا میری جان حضور کی خاک نعل پر قربان ، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمالیں کہ بروز قیامت مجھ ہی پر سوار ہو کر جنت میں تشریف لے جائیں گے، حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

فقال البراق التمس ان تضرب یدک المبارکة علی رقبتی لیکون علامة لی یوم القیامة فضرب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یده علی رقبة البراق ففرح البراق فرحا حتی لم یسع جسده روحه و نمی اربعین ذراعا من فرحه .

براق نے عرض کی میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں کہ وہ روز قیامت میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور نہایت طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا ہوگیا۔

و توقف فی رکوبه لحکمة خفیة ازلیة فظهرت روح الغوث الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه و قال یا سیدی ضع قدمک علی رقبتی و ارکب فوضع النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قدمه علی رقبته و رکب فقال قدمی علی رقبتک و قدمک علی رقبة کل اولیاء الله .

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی، ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہو کر عرض کی اے میرے آقا حضور اپنا قدم مبارک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور غوث اعظم کی گردن پر قدم رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

تنبیہ

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں :

فایاک و ایاک یا اخی ان تکون من المنکرین المتعجبین من حضور روحه لیلة المعراج لانه وقع من غیره فی تلک اللیلة کما هو ثابت بالاحادیث الصحیحه کرویته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ارواح الانبیاء فی السموات و بلالا فی الجنة و اویس القرنی فی مقعد الصدق و امراء ة ابی طلحة فی الجنة و سماعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خشخة الغمیصاء بنت ملحان فی الجنة .

یعنی اے برادر بچ اور ڈر اس سے کہ کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لیے وارد ہوا مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، اور مقعد صدق میں اویس قرنی اور بہشت میں زوجہ ابوطلحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پچل سنی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

و ذکر فی حرز العاشقین وغیره من الکتب ان نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لقی لیلة المعراج سیدنا موسیٰ علیه الصلاة و السلام فقال موسیٰ مرحبا بالنبی الصالح

و الاخ الصالح انت قلت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ، ارید ان یحضر احد من علماء امتک لیتکلم معی فاحضر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ الی موسیٰ علیہ السلام.

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی درخواست سے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم حاضری دیا روح امام نے حاضر ہوکر موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کلام کیا۔

و فی کتب رفیق الطلاب لاجل العارفین الشیخ محمد الجشتی نقلا عن شیخ الشیوخ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی رایت رجالا من امتی فی لیلۃ المعراج ارانیھم اللہ تعالیٰ.

اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب "رفیق الطلاب" میں حضرت شیخ الشیوخ قدست اسرارہم سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے۔

و قال الشیخ نظام الدین الکنجوی کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راکبا علی البراق و غاشیتہ علی کتفی.

اور شیخ نظام الدین گنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے جب حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق تھے غاشیہ برداری کی سعادت مجھے حاصل تھی۔

و قال عمدۃ المحدثین الامام نجم الدین الغیطی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سدرۃ المنتھیٰ فغشیہ سحابۃ فیھا من کل لون فتاخر جبریل علیہ السلام ثم عرج

لمستوی سمع فیه صریف الاقلام و رای رجلا مغیبا فی نور العرش فقال من هذا املک قیل لاقال ا نبی قیل لا هذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطب من ذکر اللہ تعالیٰ و قلبه متعلق بالمساجد و لم یستسب لوالدیه قط.

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیطی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں کہ جب حضور معلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام پیچھے رہ گئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام مستویٰ پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں کے لکھنے کی آواز گوش اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے حضور نے دریافت فرمایا کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا نہیں پوچھا کیا نبی ہے؟ کہا نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یادخدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر اپنے والدین کو برا نہ کہلوایا۔

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث واقوال علماء واولیاء سے ثابت تو روح اقدس حضور پرنور سید الاولیاء غوث اصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری معاذ اللہ کیا جائے تعجب وانکار ہے بلکہ ایسی حالت میں نہ حاضر ہونا ہی محل استعجاب ہے۔اک ذرا انصاف وانداز ہ قدر قادیت درکار ہے۔

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزندار جمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً نہ شرعاً مجور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور۔اور کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سندی ظاہری میں محصور اور قدرت قادر وسیع، موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔

اب رہا یہ کہ اس حدیث میں براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے بظاہر تنافی ہے۔

اقول: اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب خود اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا اور پر ظاہر کہ جو مرکب اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لیے ضرور حاجت نردبان (سیڑھی) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند بالا ہوتا ہے اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے تو اگر براق بوجہ حیا و تذلل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لیے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع، حاجت زینہ ہو جس کے لیے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو کیا جائے استعجاب ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود عرش، زینہ بننا شرعاً و عقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار جسم نہ کہ بنظر ارواح، عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت و واقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ باوضو سونے والے کے لیے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے، ایسا ہی سجدہ میں سو جانے والے

کے حق میں آیا، نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جا سکتا ہے۔

کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ یہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا، براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعہ سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ھذا، خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجالائے جاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے۔ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لیے زینہ بننے سے یہ کیوں کر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینۂ صعود ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجیے کہ اگر ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پر نور افضل صلوات اللہ تعالیٰ واکمل تسلیماتہ علیہ وآلہ، ان کے دوش مبارک پر قدم اکرم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قادر تھے۔

غرض ایسے معنی محال نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد نہ اس کے قائلین بیچاروں کی مراد، واللہ الھادی الی سبیل الرشاد. (مسائل المعراج)

اشعار

معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے جو اشعار نظم کیے وہ یہ ہیں :

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

•

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

•

سر فلک نہ کبھی تابہ آسمان پہنچا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک
یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسرا
کہ جب سے چرخ میں ہیں نقرہ وطلائے فلک
تجمل شب اسرا ابھی سمٹ نہ چکا
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک

•

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصر دنی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

•

اسریٰ میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکا دیئے ہیں

•

غنچے ما اوحی کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں
بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں

•

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

•

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سرو خراماں ہم کو

•

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جایئے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

•

لطف براق جلوۂ معراج لایا وجد میں
شعلۂ جوالہ ساں ہے آسمان سوختہ

•

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
عرش و کرسی کی تھی آئینہ بندیاں سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے یہ تیرا مکان ہے
عرش پہ جا کر مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم
وہ اس رہرو لا مکاں کی گلی ہے

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجیے

وہ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لیے تھے
بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوروں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے

خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولھا بنا رہے تھے

تجلی حق کا سہرا سر پر صلاۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام ریگ کثرت
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گزر چکے تھے

تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمھاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور مجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
دنیٰ کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

اٹھے جو قصر دنیٰ کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوے پرنور میں پڑے تھے

وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

خدا کی قدرت کہ چاند حق کی کروروں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

•

کیا بنا نام خدا اسرا کا دولھا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا

بزم وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا
ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکا نور کا

ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا

سبزۂ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا

تاب سم سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا
ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا

دید نقش سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا

عکس سم نے چاند سورج کو لگائے چار چاند
پڑ گیا سیم و زر گردوں پہ سکہ نور کا

•

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشک عرش و دنیٰ تم پہ کروروں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج
کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروروں درود

طارم اعلیٰ کا عرش جس کف پا کا ہے فرش
آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں درود

اے مسندت عرش بریں وے خادمت روح امیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہ جہاں زیب جناں

طور موسیٰ چرخ عیسیٰ کیا مساوی دنیٰ ہو
سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لا مکاں میں تن ہیں تم جان صفا ہو

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے وراء وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لیے

بغور صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوف سما نے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لیے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

شب اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم دنیٰ میں گم کن انا شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
معنی قد رأی مقصد ما طغیٰ نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

●

شب اسرا قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیر منازل کا
بڑھا اس درجہ رعب حسن والا لیلۃ الاسریٰ سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محمل کا
حجاب نور تک پہنچا کے آنکھیں ہوگئیں خیرہ فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالۂ دل کا

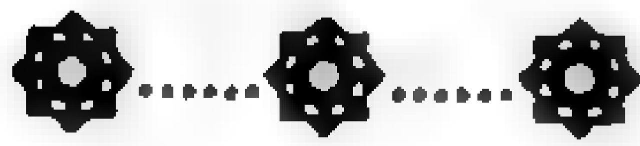
●

تھا براق نبی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہوگیا

●

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)



سرورِ کونین ﷺ کے

علوم و معارف

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما ۔

اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(النساء/۱۱۳)

سرورِ کونین ﷺ کے علوم و معارف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات جامع الکمالات میں معجزات باہرہ، آیات بینہ اور علوم و معارف کے خزانے جمع فرمائے ہیں۔ اور ان خصائص و خصائل اور اسوۂ کامل سے مخصوص فرمایا ہے جو تمام مصالح دنیا و دین اور مغفرت الٰہی پر مشتمل ہیں جنھیں احکام شرعیہ، اصول دینیہ، سیاست مدنیہ اور مصالح عبادیہ کہا جاتا ہے اور امم سابقہ اور قرون ماضیہ زمانۂ آدم سے تا ایں دم احوال و اخبار اور ان کی شریعتوں، کتابوں، سیرتوں اور شخصی صنعتوں اور ان کے مذاہب و اختلاف آراء اور ان کی معرفت اور طویل عمروں اور ان کے دانشوروں کی حکمت کی باتیں اور ہر امت کے کفار پر حجتوں اور اہل کتاب کے ہر فرقہ کے ان معارضوں کو جو ان کی کتابوں میں ہیں اور ان کے علوم و اسرار و مخفیات اور ان خبروں کو جو وہ چھپاتے ہیں اور انھیں بدلتے ہیں اور عرب کی لغتوں، نادر لفظوں اور احاطۂ اقسام فصاحت اور حفظ ایام و امثال و حکم، ضرب امثال صحیحہ اور ان کی مرادوں پر حکم، گہری فہم رکھنے والوں کے انداز کے مطابق اور ان کی مشکلات کے بیان وضاحت وغیرہ کے علوم کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ کی شریعت مطہرہ ان محاسن و اخلاق، محامد و آداب، حفظ نفس کے اصول و قواعد اور ان کے اعراض و احوال پر مشتمل ہے جو ارباب عقل کے نزدیک مستحسن ہیں حتیٰ کہ ان کفار و جہال و ملاحدہ کے نزدیک بھی مستحسن ہیں جو عقل سلیم و انصاف رکھتے ہیں، برخلاف ان کے جو معاند مخذول اور مخالف معقول ہیں۔

اور آپ کا کلام جوامع الکلم ہے یعنی لفظوں میں اختصار ہوتا ہے اور یہ معانی بے شمار رکھتے ہیں اور وہ جانے پہچانے علوم و فنون کے اقسام پر حاوی ہیں مثلاً طب، تعبیر، فرائض و حساب وغیرہ۔ یہ وہ علوم ہیں جنھیں ہر وہ شخص جانتا ہے جو معاملات علمیہ میں شغف رکھتا ہے اور کتب بینی کا مشغلہ رکھتا ہے اور جو اہل کتاب کی مجلسوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس میں ریاضت و مشقت اٹھاتا ہے۔

باوجودیکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو (بظاہر) پڑھے لکھے تھے اور نہ ان مجلسوں میں بیٹھے اٹھے تھے جو ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ اور نہ اپنی قوم کے درمیان سے باہر نکلے اور نہ ان کے طلب وحصول کے لیے کوئی سفر کیا اور اہل عرب کا زیادہ سے زیادہ عرفان، علم انساب، پچھلوں کی کہانیاں اور ان کے شعروبیان پر ہے اور ان کا حصول بھی خوب اچھی طرح سیکھنے، مشغول رہنے اور اہل فن کے ساتھ بحث ومباحثہ کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ فن آپ کی کتاب فضل وکمال کے بحرعلم کا ایک قطرہ ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ اول)

آیات علم وحکمت

اللہ عزوجل نے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علوم ومعارف عطا فرمائے، ان پر قرآن عظیم شاہد وناطق ہے۔ چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذریعہ علم قرآن کریم اور وحی ربانی ہے حضور کے علوم ومعارف سے متعلق چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

آیت : سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی **ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم آیاتک و یعلمھم الکتب و الحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم.**

اے رب ہمارے اور ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب وحکمت سکھائے اور وہ پیسبر انھیں گناہوں سے پاک کردے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

یہ ہمارے نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے کہ **انا دعوۃ ابراھیم** میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم

آیت: خود رب العزت جل وعلا فرماتا ہے **کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم آیاتنا و یزکیکم و یعلمکم الکتاب و الحکمۃ و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون.**

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمھیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمھیں پاکیزہ بناتا اور تمھیں قرآن و علم سکھاتا اور ان باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت: **لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین.**

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انھیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انھیں قرآن و حکمت کا اگر چہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت: **ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین آخرین منھم لما یلحقوا بھم و ھو العزیز الحکیم ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم.**

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر آیات الٰہیہ پڑھتا اور انھیں ستھرا کرتا اور کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگوں کو جواب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد للہ اس آیہ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک امت مرحومہ حضور کی

ان ختموں سے محفوظ اور حضور کی نظرِ رحمت سے محظوظ رہے۔

بیضاوی شریف میں ہے هم الذين جاء وا بعد الصحابة الى يوم الدين یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

معالم شریف میں ہے قال ابن زيد هم جميع من دخل في الاسلام بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى يوم القيامة و هي رواية ابن ابي نجيح عن مجاهد امام ابن زید نے فرمایا یہ دوسرے لوگ تمام اہلِ اسلام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے اور یہی معنی امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کیے۔

الحمدللہ قرآن عظیم اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جگہ یہ وصف بیان فرمائے۔ دو جگہ سورۂ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورۂ جمعہ، اور اس کے آخر میں تو وہ جان ڈالنے والے ارشاد ہوئے جنھوں نے ہم خفتہ بختوں کی تقدیر جگادی، بے دولتوں پر تجلی کرادی۔ (الامن والعلی)

علم شعر

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ علم ما کان وما یکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے مگر وما علمنه الشعر وما ينبغي له فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

آپ نے فرمایا:

جب علم کی کسی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ ملکہ واقتدار، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں گھوڑے پر چڑھنا جانتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے۔ بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے۔ یونہی یہ کہ گھوڑے پر چڑھنا نہیں جانتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم

ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا باقی قدرت نہیں رکھتا۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ علموا بنیکم الرمی و المساحۃ .

اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرادو؟ بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کر دو کہ تیر نشانے پر لگا سکیں اور دریا تیر سکیں۔ تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے، بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدۂ نعتیہ میں عرض کیا:

ان الرسول لنار یستضا بہ

و صارم من سیوف الھند مسلول

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الھند کی جگہ سیوف اللہ۔

جب بعض اشعار دیگراں علم اقدس میں آنا منافی کریمہ و ما علمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین و آخرین مکتوبات لوحِ مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے۔ جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نقیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر رب العزت نے دفع وہم فرما دیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ و ما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادراً کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرما دیتے۔ لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر:

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا

و یاتیک بالاخبار من لم تزود

کا مصرعۂ دوم یوں پڑھتے ع و یاتیک من لم تزود بالاخبار

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے شاعر نے یوں کہا ہے

و یاتیک بالاخبار من لم تزود

خواب اور علم تعبیر

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب کو امر عظیم جانتے اور اس کے سننے، پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت درجہ کا اہتمام فرماتے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے هل رای احد اللیلة رؤیا

آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا، جس نے دیکھا ہوتا عرض کرتے حضور تعبیر فرماتے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس اور احمد وابنائے ماجہ وخزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ، اور مسند احمد میں ام المومنین صدیقہ، اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی و هذا لفظ الطبرانی حضور لامع النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحة یراها الرجل او تری له .

نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشارتیں وہ کیا ہیں نیک آدمی کہ خواب خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔

متعدد احادیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے

ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں چوبیسواں، پچیسواں، چالیسواں، چوالیسواں، پینتالیسواں، چھیالیسواں، پچاسواں، ستّرواں، چھہتّرواں ٹکڑا سب وارد ہیں۔ لہٰذا فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے۔ (صفائح اللجین بکون التصافح بکفی الیدین)

حضور اعلم الخلق ہیں

نسیم الریاض میں ہے:

من قال فلانی اعلم منه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقد عاب و نقصه (الی قوله) فهو ساب ای کالساب و الحکم فیه حکم الساب من غیر فرق فیهما.

جس نے کہا کہ فلاں شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو اس نے حضور پر عیب لگایا اور کمی بیان کی تو وہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے۔ یعنی اس میں اور گستاخی کرنے والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۱۹)

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا لکم بمنز الوالد اعلمکم.

بیشک میں تمھارے لیے باپ کے مرتبے میں ہوں میں تم کو علم سکھاتا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۰)

حضور علم میں سب سے بڑھ کر ہیں

امام ابوزکریا یحییٰ بن عائذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قصۂ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں مجھے تین شخص نظر آئے گویا

آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت حضور کو اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے، اے محمد مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو اے اللہ کے نائب۔

ابن عباس فرماتے ہیں :

کان ذلک رضوان خازن الجنان .

یہ رضوان داروغۂ جنت تھے۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

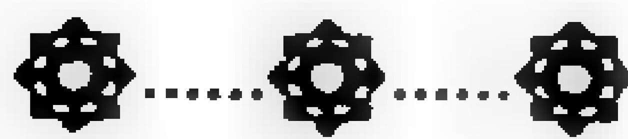
حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم و معارف سے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے یہ ارشاد فرمایا ہے :

غنچے ما اوحی کے جو چٹکے دنیٰ کے باغ میں ۔۔۔ بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
ایسا امی کس لیے منت کش استاد ہو ۔۔۔ کیا کفایت اس کو اقراء ربک الاکرم نہیں

•

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے امی تیری دانائی کی

(حدائق بخشش)



علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمھیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (آل عمران/۱۷۹)

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن ترین معجزات میں آپ کا غیب پر مطلع ہونا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے ان علوم غیبیہ کی خبر دینا ہے۔

اصالۃ اور بالذات علم غیب اللہ تعالیٰ عز اسمہ کے ساتھ مخصوص ہے کیوں کہ وہی علام الغیوب ہے، اور وہ علم غیب جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور آپ کے بعض متبعین سے ظاہر ہوا ہے خواہ وحی کے ذریعہ ہو یا الہام سے، اس کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرمایا واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی خدا کی قسم میں اپنے آپ سے کچھ نہیں جانتا مگر وہ سب کچھ جس کا میرے رب نے مجھے علم مرحمت فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مغیبات کی خبریں دینا دو قسم کی ہیں۔

ایک تو یہ کہ قرآن کریم ناطق وشاہد ہے، مطلب یہ کہ قرآن کریم گزشتہ و آئندہ کی خبریں دیتا ہے اور گزشتہ و موجودہ امتوں کے احوال اور زمانہ حال کی باتیں بتاتا ہے اور مخلوق کے مبدا و معاد کے احوال کی اطلاع بخشتا ہے۔

اور دوسری قسم یہ ہے کہ جو آئندہ ہونے والا ہے، اس کی خبر دینا، اس قسم کا تذکرہ احادیث میں بکثرت ہے۔

اب رہا یہ کہ جو کچھ قرآن کریم میں ارشاد ہے تو ان میں سے ایک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معارضۂ قرآن کے وقت اس کی خبر دینا ہے کہ کوئی بھی قرآن کی مانند ایک سورۃ بھی نہیں لا سکتا، جیسا کہ فرمایا و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (یعنی ہم نے جو اپنے بندۂ

خاص پر اتارا ہے اگر تمھیں اس میں شک ہے تو تم اس کی مانند ایک سورۃ ہی لے آؤ) پھر حق تعالیٰ نے فرمایا و لن تفعلوا و لا یاتون بمثلہ (وہ ہرگز نہ کر سکیں گے اور اس کی مانند نہ لاسکیں گے) چنانچہ ان کافروں پر اس خبر کی صداقت ظاہر ہوگئی۔

اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے قرآن مجید میں ہے کہ:

عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

(اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ:

ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء .

اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمھیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا اور آپ نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے، باقی ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیر و تواریخ کے دفتروں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک .

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

قیامت تک کے احوال کی خبر

ایک روایت میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک، دن خطبہ دیا اور اس میں کوئی ایسی چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے بیان کرنے سے نہ چھوڑی، اس میں سے کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی نے کچھ بھلا دیا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی چیز کو بظاہر بھلا چکے ہوتے ہیں لیکن جب وہ سامنے آتی ہے اور اسے دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں اور بات یاد آجاتی ہے جیسے کہ وہ شخص جس کا چہرہ عرصہ تک غائب رہا ہو مگر وہ سامنے آتا ہے تو اسے پہچان لیا جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ میرے ساتھیوں نے ان باتوں کو جان بوجھ کر بھلا دیا ہے بلکہ خدا کی قسم انھیں بھلا دیا گیا ہے۔ یقیناً قیامت تک اٹھنے والے ہر ایک فتنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوب واضح اور صاف صاف بیان فرما دیا یہاں تک کہ فتنہ گروں کے نام، ان کے باپ، کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام تک بیان فرما دیئے، ابتداء فتنہ گروں کی تعداد تین سو تک ہوگی لیکن ان کے پیروکاروں کی کوئی حد نہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی چیز بیان کرنے سے نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ پرندہ جو آسمان میں بازو پھیلاتا ہے اس کا علم بھی ہم سے بیان فرما دیا۔

صحیح مسلم میں بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر دجال کے باب میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کو دس سواروں کا رسالہ پہنچے گا، میں ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کو جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کی رنگتوں کو بھی پہچانتا ہوں وہ روئے زمین پر بہترین گھوڑ سوار ہوں گے۔

مختلف احوال غیبیہ کی خبر

اور بلاشبہ ائمہ حدیث نے احادیث صحیحہ میں بیان فرمایا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار کر دیا اور ان سے دشمنوں پر غلبہ پانے، مکہ مکرمہ، بیت المقدس، یمن، شام، عراق کے فتح ہونے، اور راہ میں ایسا امن وامان کا وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت تنہا حرہ سے مکہ کی جانب سفر کرے تو اسے بجز خدا کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں قیام فرمانا اور حق تعالیٰ کا آپ کی امت پر دنیا کو فتح کرانا اور قیصر وکسریٰ کے خزانوں کا ان میں تقسیم ہونا، اور کسریٰ وفارس کے جانے کے بعد نہ کسریٰ ہوگا نہ قیصر، اس کی خبر دینا، تو کسریٰ اور اس کا ملک تو مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جیسا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو پارہ پارہ کیا تھا، اور قیصر نے شام سے راہ فرار اختیار کی اور اس کے ممالک اسلامی سرحدوں میں شامل ہوگئے اور مسلمانوں نے اس کے دیگر ممالک کو فتح کیا اور یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

اور یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کے پیدا ہونے، خواہشات کے پیرو بننے اور گزشتہ یہود ونصاریٰ کی روش پر چلنے اور امت کے تہتر فرقوں میں بٹنے اور ایک فرقہ کی نجات پانے اور عیش وعشرت کے خوگر ہونے اور صبح وشام جدا جدا لباس پہننے، زرق برق پوشاکیں پہننے، گھروں میں اچھے فرش وفروش بچھانے، چھت گیریاں اور دیواروں پر پردے لٹکانے، جیسے کہ خانۂ کعبہ میں لٹکے ہوئے ہیں۔ اترا اترا کر چلنے اور قسم قسم کے کھانے پکانے اور فارس وروم کی لڑکیوں کی مانند عورتوں سے خدمت لینے کی خبر دی ہے۔

اور فرمایا کہ جب وہ ایسا کریں گے تو حق تعالیٰ ان پر عذاب برپا کرے گا اور ان میں جنگ وجدال

برپا ہوگا۔اور نیکوں کی جگہ بدلوگ لیں گے،اور نیک لوگوں کوان کے درمیان سے اٹھالے گا اور خبر دی کہ یہ وقت اور زمانہ بہت تیزی سے گزرے گا،اور قرب قیامت علم اٹھ جائے گا اور اہل علم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج مرج رونما ہوگا جس کی ابتداء واقعہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ حرہ تک ہے اور واقعہ حرہ شناعتوں میں سب سے بدتر شنیع واقعہ ہے جو کہ یزید کے زمانے میں رونما ہوا (یعنی یزید کے حکم سے مدینہ پر چڑھائی کی گئی مدینہ منورہ کے ادب واحترام کو پامال کیا گیا صدہا صحابہ کرام کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا اور مستورات کی عصمت دری کی گئی)

اور مسیلمہ کذاب کے فتنہ وفساد کی خبر دی گئی اور اس کی ردت سے ڈرایا گیا اور فرمایا عرب پر افسوس ہے کہ اس کا نشان قریب آ گیا ہے۔اور فرمایا میرے لیے زمین کو لپیٹا گیا اور مجھے اس کے مشارق و مغارب دکھائے گئے۔اور وہ زمانہ نزدیک ہے کہ جہاں تک مجھے زمین کو لپیٹ کر دکھایا گیا وہاں تک میری امت کا قبضہ ہے اور اس طرح مشرق ومغرب میں مابین ارض ہند کے حکومت دراز ہوگی جو کہ اقصائے شرق سے بحر طنجہ تک ہے جس کے بعد کوئی عمارت یا آبادی نہیں ہے۔اور گزشتہ امتوں میں کسی امت کی حکومت اتنی دراز نہ ہوئی نہ جنوب میں اور نہ شمال میں۔

اور فرمایا اہل عرب ہمیشہ حق پر رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو،اہل عرب سے مراد بعض عرب لیتے ہیں اور بعض روایتوں میں اہل مغرب بھی واقع ہوا ہے یہ روایت معنوی اعتبار سے بھلائی اور خیر کے معنی میں ہے۔اور ایک اور حدیث میں بروایت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور دشمنان دین پر قاہر وغالب رہے گی یہاں تک کہ حکم رب یعنی قیامت آجائے ان کا حال ہمیشہ حق پر ہی ہوگا۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ یہ لوگ کہاں ہونگے؟ فرمایا بیت المقدس میں۔

اور خبر دی کہ میرے بعد خلافت (مسلسل) تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت وبادشاہت ہوگی اور ایک روایت میں ''ملک عضوض'' فرمایا اس امر کی ابتداء نبوت ورحمت ہے۔اس کے بعد خلافت پر

رحمت ہے پھر ملک عضوض اس کے بعد عبود جبروت اور فساد ہوگا۔ اور اس کے ظہور کی خبر دی، اس کے بعد ایک سینگ نکلے گا، اور امراء کو نشانی دی کہ نماز کی ادائیگی میں تاخیر وقت سے کام لیں گے۔

اور فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے اور ان میں چار عورتیں بھی ہوں گی اور ان میں کا ہر ایک خدا اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھے گا ان کا آخر دجال کذاب سے ہوگا یعنی وہ جو آخر زمانے میں نکلے گا۔ اور ایک جگہ آیا ہے کہ وہ سب کے سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

اور فرمایا عنقریب تم میں بکثرت عجمی لوگ ایسے ہوں گے جو تمھاری گردنوں کو ماریں گے، اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ قحطان کا ایک شخص جو تم پر حاکم و بادشاہ ہوگا وہ لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ مارے۔

اور آخر زمانے میں امت کے اندر برائیاں ظاہر ہونے کی خبر دی کہ امانت جاتی رہے گی، شیطان کا سینگ نکلے گا، خیانت پھیل جائے گی، ہم زمانوں سے حسد کریں گے، مردوں کی کمی ہوگی اور عورتوں کی کثرت ہوگی، اور مال کے کم ہونے، فتنوں کے واقع ہونے، صلہ رحمی اٹھ جانے، زلزلے آنے، حجاز سے آگ ظاہر ہونے کی خبر دی۔ وغیرہ وغیرہ۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول۔ وسیرت مصطفیٰ)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے علم غیب کے بارے میں سوال ہوا

زید آیات واحادیث اور اقوال علماء کی روشنی میں کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے اور حضور کو ما کان وما یکون اور جمیع اولین وآخرین کا علم حاصل ہے۔

بکر اس عقیدے کو کفر وشرک کہتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، اس سلسلے میں وہ کچھ کتابوں کی عبارات پیش کرتا ہے۔

دونوں میں کون حق پر ہے اور کس کا دعویٰ قرآن وحدیث اور اقوال علماء کے موافق ہے؟

امام احمد رضا نے جہاں پر نفس مسئلہ کا مدلل اور محققانہ جواب تحریر فرمایا ہے وہیں پر بد مذہبوں اور بدعقیدہ لوگوں کا خوب واضح انداز میں رد فرمایا ہے۔ بد مذہبوں اور بدعقیدوں کا رد و ابطال اگرچہ سیرت کا موضوع نہیں مگر جب کسی کی بدعقیدگی اور مخترعات سے ذات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرت النبی کے مسلمہ پہلوؤں پر حملہ ہوگا تو اس کا رد کرنا سیرت کے موضوع سے خارج نہ ہوگا بلکہ وہ بعینہٖ سیرت الرسول کا ایک اہم عنوان ہو جائے گا اور اگر رد و ابطال کے مضامین کو بحث سے خارج وجدا کر دیا جائے تو جواب نامکمل اور ناقص سمجھا جائے گا اس لیے آپ امام احمد رضا بریلوی کا جواب بعینہٖ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں :

حضور کو اولین وآخرین کے علوم عطا ہوئے

زید کا قول حق وصحیح اور بکر کا زعم مردود وقبیح ہے بیشک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین وآخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش، سب انھیں دکھایا، ملک السمٰوات والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ما کان وما یکون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر، ہر رطب ویابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں، جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ جل وعلا۔

کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وحدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے

اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ و ھدی و رحمة و بشری للمسلمین.

اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ما کان حدیثا یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شی

قرآن، وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شی کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

اور فرماتا ہے :

ما فرطنا فی الکتاب من شی

ہم نے کتاب میں کوئی شئ اٹھا نہیں رکھی۔

اقول و باللہ التوفیق: جب فرقان مجید ہر شی کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہل سنت کے مذہب میں شی ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے، تام بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوبات بھی بالتفصیل شامل ہوئے، اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

کل صغیر و کبیر مستطر

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرماتا ہے :

و کل شی احصینه فی امام مبین .

ہر شئی ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

اور فرماتا ہے :

و لا حبة فی ظلمات الارض و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین .

کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث احاد اگر چہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائیں گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان وما یکون الی یوم القیامۃ جمیع مندرجات

لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسما وارض عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ ولله الحجة الساطعة.

کسی روایت وحکایت سے نفی غیب کا جواب

اور جب کہ یہ علم قرآن عظیم کے تبیانا لکل شیٔ ہونے نے دیا، اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلاہ والتسلیم کی نسبت ارشاد ہو، لم نقصص علیک، یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے، لا تعلمهم ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفوی کا نافی نہیں۔

الحمد للہ جس قدر قصص وروایات واخبار وحکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے کو آیات قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انھیں دو فقروں میں ہوگیا، دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہوتو استناد محض خرط القتاد، مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں، ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے اور اگر بالفرض غلط تسلیم ہی کرلیں تو ایک ہی جواب جامع ونافع ونافی وقامع سب کے لیے شافی وکافی، کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت اخبار احاد سے استناد محض غلط ہے اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔

اسی براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر یوں لکھتے ہیں :

عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز ص ۸۱ پر لکھا ہے :

اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔

ص ۸۷ پر ہے :

احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔

(مولوی رشید احمد گنگوہی از براہین قاطعہ)

الحمد للہ، تمام مخالفین کو دعوت عام ہے، فاجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک ایک قطعی الدلالۃ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ما کان و ما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یھدی کید الخائنین .

اگر ایسی نص نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا

بازوں کے مکر کو۔

ازالۂ شبہات

یہی مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں :

خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں **واللہ لا ادری ما یفعل بی و لا بکم الحدیث** اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احاد ہے، سلیم الحواس کو سند انی تحی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس کے کہ اس آیت وحدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وصحیح بخاری وصحیح مسلم میں اس کا ناسخ موجود کہ آیہ کریمہ نازل ہوئی :

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر .

تا کہ اللہ بخش دے تمھارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔

صحابہ نے عرض کی :

ھنیئا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ لک ماذا یفعل بک فماذا یفعل بنا.

یارسول اللہ آپ کو مبارک ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری :

لیدخل المومنین (الی قولہ تعالیٰ) فوزا عظیما.

تا کہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دیئے ان سے ان کے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل وشہیر۔

رہا شیخ عبدالحق کا حوالہ قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت و وقاحت ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے۔

ایں جا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام، نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار است، جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد و روایت بداں صحیح نشدہ است۔

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی **لا تقربوا الصلوٰۃ** پر عمل کرو گے تو خوب چین سے رہو گے۔ ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں **لا اصل له** یہ حکایت محض بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے افضل القریٰ میں فرمایا **لم یعرف سند** اس کے لیے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادیات بتانا، احادیث صحاح بھی نا مقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ

جانا جو صراحۃً فرماتے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، آپ اس کے سوا کیا کہیئے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد، اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں تا کہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں، اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔ ع

حال ایماں کا معلوم ہے بس جانے دو

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل وجمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں، اگر یہاں کوئی دلیل ظنی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضمحل ہو جاتی نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہا سنن و صحاح و مسانید و معاجیم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ، اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

ثبوت غیب پر حدیثیں

حدیث : صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قام فينا رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مقاما ما ترک شيئا يكون في مقامه ذلک الى قيام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه و نسيه من نسيه.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنة منازلھم و اھل النار منازلھم حفظ ذلک من حفظه و نسیه من نسیه.

ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یادرکھا جس نے یادرکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

حدیث : صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر وعصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا۔

فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیامة فاعلمنا احفظه.

اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یادرہا۔

حدیث : جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

فرأیته عزوجل وضع کفه بین کتفی فوجدت بردا نامله بین ثدی فتجلی لی کل شیء و عرفت.

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

حدیث : اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

فعلمت ما فی السموات و الارض

جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین ہا بود، عبارت است از حصول عامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں۔

پھر آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا، یعنی تمام جزوی وکلی علوم کا حصول واحاطہ ہوگیا۔ (مولف)

حدیث : امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابویعلی وابن منیع وطبرانی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض وشروح زرقانی للمواہب میں ہے :

ھذا تمثیل لبیان کل شئ تفصیلاً تارۃ و اجمالاً اخری .

یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے :

ولا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعه علی ازید من ذلک و القی علیه علم الاولین و الاخرین .

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث : طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابونعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها و الی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه تجلیا من اللہ جلاه لنبیه کما جلاه للنبیین من قبله .

بیشک میرے سامنے سے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی کے سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سماوات وارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی عطا ہوا تھا، اور حضرت عزت عز جلالہ اس تمام ماکان و ما یکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا۔ مثلاً مشرق سے مغرب تک، سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک

اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الٰہی پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار۔

مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو ائمہ کرام و علمائے اعلام ان سے سند لائے انھیں مقبول و مسلم رکھتے آئے انھیں مشرک کہیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حضور پر مخلوقات اور امت کی پیشی

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی باعمالها حسنها و قبيحها.

میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک وبد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عرضت علی امتی البارحة لدى هذه الحجرة حتى لانا اعرف بالرجل منهم من احدكم بصاحبه.

گزشتہ رات مجھ پر میری امت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بیشک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

امام اجل سیدی بوصیری قدس سرہ ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وسع العالمین علما و حکما.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :

لان اللہ تعالیٰ اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین و الآخرین و ما کان و ما یکون .

یہ اس لیے کہ بیشک اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ما کان وما یکون کا علم حضور پرنور کو حاصل ہوگیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام جلیل قدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم عرضت علیه الخلائق من لدن آدم علیه الصلاۃ و السلام الی قیام الساعة فعرفهم کلهم کما علم آدم الاسماء .

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام نام سکھا دیے گئے تھے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں :

النفوس القدسیة اذا تجردت عن العلائق البدنیة اتصلت بالملاء الاعلیٰ و لم

یبق لها حجاب فتری و تسمع الکل کالمشاهد.

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

قد قال علماء نا رحمهم الله تعالیٰ لا فرق بین موته و حیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم ونیاتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلک جلی عنده لاخفاء به.

بیشک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت حیات دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اسباب میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں، ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں اور یہ چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پر جملہ احوال واشیاء کا انکشاف

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الاکرم مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذکر کن او را و درود بفرست بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر ہست پیش تو در حالت حیات و می بینی تو او را متادب باجلال و تعظیم و ہیبت و امید بداں کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند

وی شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ و یکے از صفات الٰہی آنست کہ انا جلیس من ذکرنی۔

ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمھیں دیکھ رہے ہیں اور تمھارا کلام سن رہے ہیں کیوں کہ وہ صفات الٰہیہ سے متصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمارا دیکھنا ذکر کیا گویا فرمایا، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا، بدانکہ بڑھادیا، تاکہ اسے کوئی، گویا، کے نیچے داخل نہ سمجھے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ :

اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تراہ فانہ یراک .

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔ جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ و آلہ و بارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں :

ہر چہ در دنیا است زمان آدم تا نفحہ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او را از اول تا آخر معلوم گردید یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد۔

جو کچھ دنیا میں پہلے صور کے پھونکے جانے تک ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف کر دیا تاکہ انھیں اول سے آخر تک تمام احوال معلوم ہو جائیں، انھوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع دی۔

شیخ محقق نیز فرماتے ہیں:

و ھو بکل شئ علیم ووے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات واحکام الٰہی و احکام صفات حق واسماء وافعال وآثار وجمیع علوم ظاہر و باطن واول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق فوق کل ذی علم علیم۔

و ھو بکل شئ علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں احوال، احکام الٰہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن اول وآخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ''فیوض الحرمین'' میں لکھتے ہیں:

فاض علی من جنابہ المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ العبد من حیزہ الی حیز القدس فیتجلی لہ کل شی کما اخبر عن ھذہ المشھد فی قصۃ المعراج المنامی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام مقدس تک کیوں کر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔

خالق ومخلوق کے علم میں فرق

علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نا مقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء، وہ ممتنع التغیر، یہ ممکن التبدل، ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔ بصیرت کے اندھے اس علم ماکان و مایکون بمعنی مذکورہ ثابت جاننے کو معاذ اللہ

علم الٰہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالاں کہ العظمۃ للہ۔ علم الٰہی تو علم الٰہی جس میں غیر متناہی علوم تفصیلی فراوانی بالفصل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہیئے بالفعل و بالدوام ازلاً ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب وسماوات وارض وعرش تا فرش وما کان و ما یکون من اول یوم الیٰ آخر الایام، سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا۔

وبالجملہ جملہ مکتوبات لوح ومکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ واکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعاظم اولیائے عظام قدست اسرار ہم کو ملا اور ملتا ہے، ہنوز علوم محمدیہ میں وہ بحار ذخار ناپیدا کنار ہیں جن پر ان کی فضیلت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔

اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

فان من جودک الدنیا و ضرتھا
و من علومک علم اللوح و القلم

یعنی یا رسول اللہ! دنیا اور آخرت دونوں حضور کے خوان جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان وما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں :

توضیحہ ان المراد بعلم اللوح ما اثبت فیہ من النقوش القدسیۃ و الصور الغیبیۃ و بعلم القلم ما اثبت فیہ کما شاء و الاضافۃ لادنیٰ ملابسۃ و کون علمھا من علومہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و

معارف و عوارف تتعلق بالذات و الصفات و علمهما انها یکون سطرا من سطور علمه و نهرا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکته و جوده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علوم سے مراد نقوش قدس وصور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عزوجل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھی، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقے یعنی محلیت نقش واثبات کے باعث ہے اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق اشیاء وعلوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت جل جلالہ سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کے جملہ علوم، علوم محمدیہ کی سطروں سے ایک سطر، اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہیں، کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح وقلم ہوتے نہ ان کے علوم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے قیامت تک کے تمام ما کان وما یکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ما کان وما یکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔

نصوص حصر

یعنی جن آیات واحادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا قطعاً حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں، مگر مستکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پر ان سے استدلال اور اس کی بناء پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ما کان وما یکون بمعنی مذکور ماننے والے پر حکم کفر وضلال، نص جنون وخام خیال بلکہ خود مستلزم کفر وضلال ہے۔

علم کی قسمیں

علم باعتبار منشاء دو قسم کا ہے۔

(۱) ذاتی : کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔اور

(۲) عطائی : کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو۔

اور باعتبار متعلق بھی دو قسم ہے۔

(۱) علم مطلق : یعنی محیط حقیقی تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات الٰہیہ عزوعلا کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ، وہ بھی غیر متناہی بار داخل اور خود کنہ ذات الٰہی واحاطۂ تام صفات الٰہیہ نا متناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو۔اور

(۲) مطلق علم: یعنی جاننا، اگر محیط باحاطہ حقیقیہ نہ ہو۔

ان تقسیمات میں علم ذاتی وعلم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لیے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ علم ما کان وما یکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم واکمل ہو، علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا پھر علوم محمدیہ تو علوم الٰہیہ ہیں۔جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عزوعلا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے۔تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہوسکتی ہے نہ کہ قسم اخیر۔اور بداہۃً ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ما کان وما یکون، بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید وافزوں علم بھی کہ بعطائے الٰہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہوگا، تو نصوص حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً مس نہیں بلکہ وہ

اس کی صریح جہالت پر نص ہیں۔ وللہ الحمد، یہ معنی بآں کہ خود بدیہی وواضح ہے ائمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

امام اجل ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطة بکل المعلومات الا الله تعالیٰ اما المعجزات و الکرامات فبا علام الله تعالیٰ لهم علمت و کذا من علم باجراء العادة .

یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو جائے، یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، رہے انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں یہاں تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انھیں علم ہوا ہے یوں ہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔

مخالفین کا استدلال محض باطل وخیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے خود اقراری کفر وضلال کا تمغہ ہے۔ نیز انھیں میں روشن کیا کہ خلق کے لیے ادعائے علم غیب پر فقہاء کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اخرائے طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

منکرین علم غیب کا حکم

اس کے بعد سوال کے دوسرے حصہ کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت (کچھ نہیں جانتے) کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر وضلال بے باک ہے، بکر نے جس عقیدے کو کفر وشرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام

بدفرجام بکا، خود سی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے لاجرم بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے، اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تامل ہوسکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب، رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزت جلالہ کی توہین شان ایک دو کفر ہوں تو گنے جائیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین .

یوں ہی اس کا قول کہ، اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا، صریح کلمہ کفر وخسار اور بیشمار آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ، لیغفر لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری ومسلم۔ بعض اور سنیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و للآخرة خير لک من الاولیٰ

اے نبی بے شک آخرت تمھارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يوم لا يخزی الله النبی و الذين امنوا معه نورهم ليسعی بين ايديهم و بايمانهم.

جس دن اللہ رسوانہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے اور داہنے جولان کرے گا۔

اور فرماتا ہے :

عسیٰ ان يبعثک ربک مقاما محمودا

قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمھاری حمد کریں گے۔

اور فرماتا ہے :

تبرک الذی انشاء جعل لک خیرا من ذلک جنات تجری من تحتھا الانھر و یجعل لک قصورا.

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمھارے لیے اس خزانہ و باغ سے (جس کی طلب یہ کافر کررہے ہیں) بہتر چیزیں کردیں جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمھیں بہشت بریں کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔

اور احادیث کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص وقت وفات مبارک و برزخ مطہر و حشر منور و شفاعت و کوثر و خلافت عظمیٰ و سیادت کبریٰ و دخول جنت و رویت باری وغیرہا وارد ہیں انھیں جمع کیجیے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً سن لیجیے۔

جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا خطیبھم اذا وفدوا و انا خطیبھم اذا انصتوا و انا مستشفعھم اذا حبسوا و انا مبشرھم اذا ئیسوا الکرامۃ و المفاتیح یومئذ بیدی و انا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤ لؤ منثور.

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف لاؤں گا اور جب وہ دم

بخود رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا اور جب وہ رو کے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ میں ہوں گا اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عزت دنیا اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی، لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ عزت میں مری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمت گار میرے اردگرد گویا وہ گرد وغبار سے پاکیزہ انڈے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

بالجملہ بکر کے گمراہ بددین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں، وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پرنور عالم ما کان وما یکون سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہوسکتا ہے انشاء اللہ القہار روز جزاوہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا۔ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگاتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمۂ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

و الذین یوذون رسول الله لهم عذاب الیم .

اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔

ان الذین یوذون الله و رسوله لعنهم الله فی الدنیا و الآخرة و اعدلهم عذابا مهینا.

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

توہین نبی کا حکم

شفائے امام اجل قاضی عیاض وشرح علامہ شہاب خفاجی مسمّٰی بہ نسیم الریاض میں ہے :

جمیع من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او شتمہ ای عابہ ھو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عاب و نقصہ و ان لم یسبہ (فھو ساب و الحکم فیہ حکم الساب) من غیر فرق بینھما (لا تستثنی منہ) فصلا ای صورۃ (ولا نمتری) فیہ تصریحا کان او تلویحا و ھذا کلہ اجماع من العلماء و ائمۃ الفتویٰ من لدن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم الی ھلم جرا.

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی اگر چہ گالی نہ دی یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہیں۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں، نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک وتر دد کو راہ دیں، صاف صاف کہا ہو یا کنایہ سے ان سب احکام پر تمام علماء وائمہ فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔ (انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ)

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد

امام احمد رضا بریلوی علم غیب سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں مزید واضح انداز میں فرماتے ہیں :

علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ .

تم فرمادو کہ آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت ہے اور اس سے

مخصوص ہے علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :

و ما كان الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبى من رسله من يشاء .

اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے:

و ما هو على الغيب بضنين

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے :

ذلک من انباء الغيب نوحيه اليک .

اے نبی یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

حتیٰ کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے :

يومنون بالغيب.

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شی کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیوں کر ممکن، لاجرم تفسیر کبیر میں ہے۔

لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیه دلیل .

یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لیے دلیل ہے۔

نسیم الریاض میں ہے :

لم یکلفنا الله الایمان بالغیب الاو قدفتح لنا باب غیبه.

ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جبھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا ہے۔

امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں :

للمجتهدین القدم الراسخ فی علوم الغیب.

علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں :

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة ، فیعلم الغیب .

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیٔ مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب حاصل ہوتا ہے۔

یہی علی قاری مرقاۃ میں اسی کتاب سے ناقل :

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء و یتجلی له الغیب و غیب الغیب .

نور ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

الناس ینقسم الی فطن یدرک الغائب کالمشاھدۃ و ھم الانبیاء والی من الغالب علیھم متابعة الحس والوھم فقط و ھم اکثر الخلائق فلا بد لھم من معلم یکشف لھم المغیبات و ما ھو الا النبی المبعوث لھذا الامر.

آدمی دو قسم کے ہیں۔

ایک وہ زیرک کہ غیب کو شہادت کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں۔

دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے۔ اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

یہی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابو سلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل :

الفراسة مکاشفة النفس و معاینة الغیب و ھی من مقامات الایمان .

فراست مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ روح کا کشف اور غیب کا معاینہ ہے اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

امام ابن حجر مکی کتاب الاعلام، پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں :

الخواص یجوز ان یعلموا الغیب فی قضیۃ اوقضایا کما وقع لکثیر منھم و اشتھر.

جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعہ یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت سے واقع ہوکر مشتہر ہوئے۔

تفسیر معالم وتفسیر خازن میں زیر قولہ تعالیٰ، **و ما ھو علی الغیب بضنین** ہے :

یقول انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یأتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم.

یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمھیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں زیر قولہ تعالیٰ، **و علمنہ من لدنا علما** ہے :

ای مما یختص بنا و لا یعلم الا بتوفیقنا و ھو علم الغیب.

یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علم غیب ہے ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :

قال انک لن تستطیع معی صبرا و کان رجل یعلم علم الغیب قد علم ذلک.

خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے

خضر علم غیب جانتے تھے انھیں علم غیب دیا گیا تھا۔

اسی میں ہے عبداللہ بن عباس نے فرمایا خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا:

لم تحط من علم الغيب بما اعلم .

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوة هي الاطلاع على الغيب .

نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جاننا۔

اسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوة ما خوذة من النباء و هو الخبر اى ان الله تعالىٰ اطلعه على غيبه .

حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

اسی میں ہے:

قد اشتهر و انتشر امره صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بين اصحابه بالاطلاع على الغيب .

بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جازمون باطلاعه على الغيب

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الی ان قال) و منھا علمہ بالامور الغیبیۃ .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علم حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

منافق کا استہزا

تفسیر امام طبری میں اور تفسیر در منثور میں بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری ومسلم وغیرہ ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے۔

انہ قال فی قولہ تعالیٰ و لئن سالتم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بواد کذا او کذا و ما یدریہ بالغیب.

انھوں نے فرمایا اللہ کے قول، ولئن سالتھم الخ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ (مولف)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہوگیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے، ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے

ایمان کے بعد۔

انقسام علم اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا، بہرا کر دیا انھیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔

علم یقیناً ان صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یوں ہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط وحقیقی۔

تو آیات واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں، فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انھیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر بنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفت خاصہ دوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجیے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاش للہ! علم عطائی خدا کے ساتھ خاص ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو، پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاش للہ! علم غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے، جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط قطعی، غیر خدا کے لیے ثابت کرنا، خدا کی صفت خاصہ ثابت کرنا کیوں کر ہوا۔

تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ دیکھیں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہٰذا کافر ہو، یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیئے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اخبث جنون گوارا کر سکتا ہے؟

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

و ما ذکرناه فی الایة صرح به النووی رحمه الله تعالیٰ فی فتاواه فقال معناها لا یعلم ذلک استقلالا و علم احاطة بکل المعلومات الا الله تعالیٰ .

یعنی ہم نے جو آیت کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذات خود ہو اور جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو۔

نیز شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں :

انه تعالیٰ اختص به لکن من حیث الاحاطة فلا ینافی اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یعلمهن الا الله.

غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے :

قوله و لا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا، تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

(هذه المعجزة) فی اطلاعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علی الغیب (معلومة علی القطع) بحیث لا یمکن انکارها او التردد فیها لاحد من العقلاء (لکثرة رواتها و اتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب) و هذا لا ینافی الایات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله و قوله، ولو کنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر، فان المنفی علمه من غیر واسطة و اما اطلاعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علیه باعلام الله تعالیٰ له فامر بتحقق لقوله تعالیٰ فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لا اعلم الغیب فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الا الله.

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

تفسیر انموذج جلیل میں ہے:

معناه لا یعلم الغیب بلا دلیل الا الله و بلا تعلیم الا الله او جمیع الغیب الا الله.

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

خاص ہے۔

جامع الفصولین میں ہے:

یجاب بانہ یمکن التوفیق بان المعنی ھو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفی ھو المجزوم بہ لا المظنون و یؤیدہ قولہ تعالیٰ اتجعل فیھا من یفسد فیھا الآیۃ. لانہ غیب اخبر بہ الملائکۃ ظنا منھم او باعلام الحق فینبغی ان یکفر لو ادعاہ مستقلا لا لو اخبر بہ باعلام فی نومہ او یقظتہ بنوع من الکشف اذ لا منافاۃ بینہ و بین الآیۃ لما مر من التوفیق.

یعنی فقہاء نے دعوے علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہوسکتا اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذات خود علم غیب مانا جائے خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے فرشتوں نے عرض کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اس میں فساد و خوں ریزی کریں گے، ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے تو تکفیر اس پر چاہیئے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملنے کا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

ردالمحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے۔

لو ادعی علم الغیب بنفسہ یکفر.

اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔

اسی میں ہے:

قال فی التاتارخانیة و فی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا... یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم و ان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول .

قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الا طلاع علی بعض المغیبات و ردوا علی المعتزلة المستدلین بهذه الآیة علی نفیها.

تاتارخانیہ میں فتاویٰ حجہ میں ہے ملتقط میں فرمایا کہ جس نے اللہ ورسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا، اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض کی جاتی ہیں اور بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہل سنت نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے، اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے :

لم ینف الا الدرایة من قبل نفسه و ما نفی الدرایة من قبل الوحی .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتانے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

تفسیر جمل شرح جلالین وتفسیر خازن میں ہے :

المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ تعالیٰ .

آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے

نہیں جانتا۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے :

لا اعلم الغیب ما لم یوحی الی و لم ینصب علیه دلیل

آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب تک وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذات خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

اسی میں ہے :

و عنده مفاتیح الغیب وجه اختصاصها به تعالیٰ انه لا یعلمها کما هی ابتداء الا هو.

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے :

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن الله لیعلم ان خزائن الله و هو العلم بحقائق الاشیاء و ما هیاتها عنده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باستجابته دعاءه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی قوله ارنا الاشیاء کما هی ، ولکنه یکلم الناس علی قدر عقولهم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم هذا مع انه قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم علمت ما کان و ما یکون .

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تا کہ معلوم

ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں، مگر حضور لوگوں سے ان کی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں؟ تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت، کا علم، حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی، پھر فرمایا میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان ومایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔

الحمدللہ! اس آیہ کریمہ کی کہ، فرمادو میں غیب نہیں جانتا، ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطۂ جمیع غیوب کی نفی ہے نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔ دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے۔ نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم نہیں۔ اب بحمداللہ تعالیٰ سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے۔ اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان ومایکون کا علم ملا ہے۔

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

(۱) بلا شبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔

(۲) بلا شبہ غیر خدا کا علم معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں ہوسکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین وانبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر علوم الٰہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ایک ذراسی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔ بخلاف علوم الٰہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش وفرش، شرق وغرب و جملہ کائنات از روز اول

تا روز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، شرق و غرب دو حدیں ہیں، روز اول و روز آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا، تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کثیر وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء، تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم میں جانے دیجیے تتمہ کلام استماع فرمایئے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روز اول سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے؟

بہت اہل ظاہر جانب خصوص گئے ہیں کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے خمس کا، کثیر نے کہا ساعت کا۔ اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے عموم پر رکھا ما کان و ما یکون بمعنی مذکور میں از انجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں متحمل ہیں ساعت داخل ہو یا نہیں۔

میں (امام احمد رضا) نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الٰہی تو علم الٰہی جو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے یہ مجموعۂ ما کان و ما یکون کا علم، علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر سے ایک لہر ہے۔ پھر علم الٰہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی، اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الٰہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں، و ما قدروا الله حق قدره .

اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔

ہاں ہمارا مختار قول اخیر ہے (یعنی آیات واحادیث کا عموم) جو عام عرفائے کرام و بکثرت ائمہ اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات واحادیث واقوال ائمہ فقیر (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ) کے رسالے ''انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ'' اور ''اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون'' وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و وافر ہیں اور اقوال اولیائے کرام وعلمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشارات ائمہ پر اقتصار۔

حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

تجلی کل شیٔ و عرفت.

ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

اور فرمایا:

ما فی السموات و الارض

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

امام بوصیری مدحیہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں :

لک ذات العلوم من عالم

الغیب و منها لآدم الاسماء

عالم غیب سے حضور کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے نام۔

ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں

ان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں

العارف ینجذب الی حیز الحق فیصیر عند اللہ فیتجلی لہ کل شئ .

عارف مقام حق تک کھینچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

حضور علم کتابت سے واقف تھے

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :

ھذا مع انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یکتب و لکنہ اوتی علم کل شی حتی قدوردت اثار بمعرفتہ حروف الخط و حسن تصویرھا کقولہ لا تمد بسم اللہ الرحمن الرحیم . رواہ ابن شعبان من طریق ابن عباس، و قولہ الحدیث الاخر الذی روی عن معویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کان یکتب بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لہ التی الدواۃ و حرف القلم و اقم الباء و فرق السین و لا تعور المیم و حسن اللہ و مد الرحمن و جود الرحیم.

یعنی حالاں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بیشک حدیثیں آئی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ، کشش سے نہ لکھو، (یعنی سین میں دندانے ہوں نری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر ترچھا قط دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور سین کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھا نہ کرو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمٰن میں کشش ہو (رحـــمـــن یا رحـــــمـــــن یا رحمـــــــن یا رحمـــــــن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔

شب معراج انکشاف اشیاء

امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواہر والدرر نیز کتاب درۃ الغواص میں سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل :

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو الاول و الآخر و الظاھر و الباطن قد ولج حین اسری بہ علم الاسماء اولھا مرکز الارض و آخرھا السماء الدنیا بجمیع احکامھا و تعلقاتھا ثم ولج البرزخ الی انتھائہ وھو السماء السابعۃ ثم ولج عالم العرش الی مالا نھایۃ لہ و الفتح فی برزخیتہ صور العوالم الالھیۃ و الکونیۃ .

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول وآخر وظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لا انتہاء تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی وسفلی کی صورتیں منکشف ہوگئیں۔

حقیقت اشیاء کا انکشاف

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ، و کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات و الارض ،

فرمایا :

الاطلاع علی آثار حکمۃ اللہ فی کل واحد من مخلوقات ھذا العالم بحسب اجناسھا و انواعھا و اصنافھا و اشخاصھا و اجرامھا مما لا یحصل الا للاکابر من الانبیاء علیھم الصلاۃ و السلام و لھذا المعنی کان رسولنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی دعائہ اللھم ارنا الاشیاء کما ھی .

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور بدنوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الٰہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلاۃ والسلام اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھادے۔

اقول : یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت (امام رازی) کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف شخص جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل جانتے ہیں۔

یہی مضمون شریف تفسیر نیشا پوری میں بایں عبارت ہے :

الاطلاع علی تفاصیل آثار حکمۃ اللہ تعالیٰ فی کل احد من مخلوقات ھذہ العوالم بحسب اجناسھا و انواعھا و اصنافھا و اشخاصھا و عوارضھا و لواحقھا کما ھی لا تحصل الا لا کابر الانبیاء و لھذا قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارنی الاشیاء کما ھی.

ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الٰہیہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں نیز عوارض ولواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا میں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (مولف)

اس میں آثار حکمۃ اللہ کے ساتھ تفاصیل زائد ہیں۔ اور ھذا العالم کی جگہ ھذہ العوالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ اور اجناس وانواع واصناف واشخاص کے ساتھ عوارض ولواحق بھی مذکور ہیں، کہ احاطۂ جملہ جواہر واعراض میں تصریح تر ہو اگرچہ اجناس عالم میں عوارض بھی داخل تھے۔ پھر ان کے کما ھی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطاء والوہم کی تاکید ہو۔

حضور کی روح انور کا مشاہدہ

تفسیر نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ **و جئنابک علی ھولاء شھیدا**۔ فرمایا:

لان روحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاھد علی جمیع الارواح و القلوب و النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی۔

یہ جواب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمھیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس، ان کی نظر کریم سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا فرمایا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا۔)

ہمارے حضور اور انبیاء کے علوم میں فرق

حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی قدس سرہ اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے آیہ کریمہ **و علم آدم الاسماء** کے متعلق فرمایا (صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں)

ہر چیز کے دو نام ہیں۔علوی وسفلی۔

سفلی، نام تو صرف مسمیٰ سے ایک گونہ آگاہی دیتا ہے۔اور

علوی، نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مسمیٰ کی حقیقت و ماہیت کیا ہے اور کیوں کر پیدا ہوا اور کاہے سے بنا اور کس لیے بنا۔

آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے، جس سے انھوں نے حسب طاقت وحاجت بشری تمام اشیاء جان لیں، اور یہ زیر عرش سے زیر فرش تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و ہفت آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان ہے اور جنگل وصحراء اور نالے اور دریا و درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے۔غرض یہ تمام مخلوقات ناطق وغیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک ہر شیٔ کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس شکل پر ہے۔جنت کا نام سنتے ہی انھوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس لیے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ اس میں جائیں گے اسی طرح دوزخ، یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انھوں نے جان لیا کہ کاہے سے بنے اور کیوں کر بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لیے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہوا اور دوسرا دوسرے کا۔اسی طرح عرش سے زیرزمین تک ہر فرشتہ کا حال۔

اور یہ تمام علوم صرف آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلاۃ والسلام۔آدم نام خاص اس لیے لیا کہ ان کو یہ علوم پہلے ملے۔پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت و حاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لیے رکھا کہ جملہ معلومات الٰہیہ کا احاطہ نہ

،لازم آئے۔اوران علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا مشاہدۂ حضرت عزت جلالہ سے ایک گونہ غفلت سی ہوجاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک نیندی آجاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا وہ عین مشاہدۂ حق کے وقت ان تمام علوم اوران کے سوااور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اوران علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدۂ حق فرماتے ہیں اوران کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدۂ خلق سے پردہ ہو نہ مشاہدۂ خلق، مشاہدۂ حق سے، پاکی وبلندی اسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دل کا مشاہدہ

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث مثنوی شریف میں مورو عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اگر چہ ہر غیب خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔

مولانا بحرالعلوم ملک العلماء قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں :

ای فکرتن نداشت واز جہت استغراق بعضے مغیبات برانبیاء مستور شوند، انتہی۔

معنی بیت ایں چنیں است کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل رامشاہدہ می کرد وذات باحدیت جمیع اسماء در دل است پس بسبب استغراق دریں مشاہدہ توجہ بسوئے اکوان نبود بعض اکوان مغفول عنہ ماند و ایں وجہ وجیہ است۔

یعنی دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیوب انبیاء سے چھپ جاتے ہیں۔

شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیت تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے۔ پس اس مشاہدہ میں مغفول ہونے کی وجہ سے توجہ عالم کی طرف نہ تھی، اس لیے بعض حالات پوشیدہ رہے۔ یہ بہترین توجیہ ہے۔ (مولف)

حضور کے بتانے سے دوسرے کے لیے ثبوت غیب

امام قرطبی شارح صبح پھر امام عینی بدر محمود پھر امام احمد قسطلانی شروح صحیح بخاری پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ حدیث، و خمس لا یعلمهن الا الله کی شرح میں فرماتے ہیں :

فمن ادعی علم شی منها غیر مسند الی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان کاذبا فی دعواه .

یعنی تو جو کوئی قیامت وغیرہ خمس سے کسی شیٔ کے علم کا ادعا کرے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور کے بتائے سے مجھے یہ علم آیا وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں۔ جب تو جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

روض النضیر شرح جامع صغیر امام کبیر جلال الملۃ والدین سے اس حدیث کے متعلق ہے۔

اما قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الا هو فمفسر بانه لا یعلمها احد بذاته و من ذاته الا هو لکن قد تعلم باعلام الله تعالیٰ فان ثمه من یعلم و قد وجدنا ذلک لغیر واحد

کما راینا جماعة علموا متی یموتون و علموا ما فی الارحام حال حمل المراة و قبله .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ ان پانچوں غیبوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی ذات سے انھیں اللہ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے۔ بیشک ایسے لوگ موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کب مریں گے اور انھوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے پہلے بھی جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔

شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں :

المراد لا تعلم بدون تعلیم اللہ تعالیٰ .

مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے معلوم نہ ہوئے۔

حضور کو علوم خمسہ حاصل ہیں

علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

لم یخرج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور ای الخمسة .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔

علامہ شنوانی نے جمع النہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ

قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی اطلعہ

علی کل شی .

بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ حضور کو تمام اشیاء کا علم نہ عطا فرمایا۔

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزماں سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یخفی علیه شئ من الخمس المذکورة فی الایة الشریفة و کیف یخفی علیه ذلک و الاقطاب السبعة من امته الشریفة یعلمونها و هم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین و الآخرین الذی هو سبب کل شئ و منه کل شئ .

یعنی قیامت کب آئے گی، مینھ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں غیب جو آیت کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی نہیں اور کیوں کر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہوں حالاں کہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شئ انھیں سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نیز ابریز غزیز میں فرمایا :

قلت للشیخ رضی الله تعالیٰ عنه ان علماء الظاهر من المحدثین وغیرهم اختلفوا فی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هل کان یعلم الخمس فقال رضی الله تعالیٰ عنه کیف یخفی امر الخمس علیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و الواحدمن اهل

التصرف من امته الشريفة لا يمكن التصرف الا بمعرفته هذه الخمس.

یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا دوسرا انکار کرتا ہے اس میں حق کیا ہے۔ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیوں کر چھپے رہیں گے حالاں کہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیاء کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول فرمایا۔

اى وقت وقوع القيمة من غيب الذى لا يظهره الله لاحد. فان قيل فاذا حملتم ذلك على القيامة فكيف قال الا من ارتضى من رسول مع انه لا يظهر هذا الغيب لاحد. قلنا بل يظهره عند قرب القيمة ..

یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب میں سے ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علم قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا الا من ارتضى من رسول باوجودیکہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا۔ (مولف)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کی کرامات اولیاء سے

انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر وابطال میں فرماتے ہیں :

الخامس و هو فی الاخبار بالمغیبات قوله تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول خص الرسول بالاطلاع علی الغیب فلا یطلع غیرهم و ان کانوا اولیاء . الجواب ان الغیب ههنا لیس للعموم بل مطلق او معین هو وقت وقوع القیامة بقرینة السابق و لا یبعد ان یطلع علیه بعض الرسول من الملائکة او البشر فصح الاستثناء .

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہوسکتا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیوں کر غیب جان سکتے ہیں ۔ ائمہ اہل سنت نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں (جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی ہو سکے) بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کے تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے اس پر اگر شبہ کیجیے کہ اللہ تو رسول کو استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجیے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا ۔ اس کا جواب یہ فرمایا) کہ ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورۂ رعد میں فرماتے ہیں :

لا یعلم متی تقوم الساعة الا الله الا من ارتضی من رسول فانه یطلعه علی من یشاء من غیبه و الو لی تابع له یاخذ عنه .

کوئی غیر خدانہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوااس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بندنہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لیے راہ رکھی مگر یوں کہ اصالۃ انبیاء کو ہے اوران کو ان سے ملتا ہے اورحق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیررسل سے علم غیوب میں اصالۃ کی نفی فرمائی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

علامہ حسن بن علی مدابغی حاشیہ فتح المبین ،امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات وھبیہ شرح اربعین،امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوعلم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں :

الحق کما قال جمع ان الله سبحانه و تعالیٰ لم یقبض نبینا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم حتی اطلعه علی کل ما ابهمه عنه الا انه امر بکتم بعض و الاعلام ببعض.

یعنی حق مذہب وہ ہے جوایک جماعت علماء نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کودنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کوعطا فرمادیا ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کوحکم دیا کہ کسی کونہ بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

علامہ عشاوی کتاب مستطاب عجب العجاب شرح صلاۃ حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں :

قیل انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اوتی علمها (ای الخمس) فی آخر الامر

لکنہ امر فیھا بالکتمان و ھذا القیل ھو الصحیح.

یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا، مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا اور یہی قول صحیح ہے۔ (خالص الاعتقاد)

غنیمت کی پیشین گوئی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں تزوجت ابنة سراقة بن حارث النجاری و قتل ببدر فلم اصب شیئا من الدنیا کان احب الی من نکاحھا و اصدقتھا مائتی درھم فلم اجد شیئا اسوقه الیھا فقلت علی اللہ ورسوله المعول فجئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاخبرته . الحدیث.

میں نے سراقہ نجاری شہید بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جوان کے ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو میں نے دوسو روپے ان کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انھیں بھیجوں میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسہ ہے پس میں خدمت انور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا حضور نے ایک جہاد پر انھیں بھیجا اور فرمایا ارجو ان یغنمک اللہ مھر زوجتک .

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل تمھیں اتنی غنیمت دلا دے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کر دو، ایسا ہی ہوا۔

اسے امام ثقہ محمد بن عمر واقدی ابوحدرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں اس کی توثیق واضح کی ہے۔

بچیوں کی نواسنجی

صحیح بخاری ومسند احمد وسنن ابی داؤد وترمذی وابن ماجہ ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع

وفینا نبی یعلم ما فی غد

ہم میں وہ نبی ہیں جنھیں آئندہ کا حال معلوم ہے۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دعی هذه و قولی بالذی کنت تقولین. اسے رہنے دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچیوں کو تذکرۂ غیب سے منع فرمایا اس کی وجوہ بظاہر یہ ہیں۔

اولاً: ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی لہٰذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ، ارشاد الساری ولمعات ومرقاۃ وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً: اقول: ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ توہم ذاتیت کا سد باب ہو۔

ثالثاً: وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الٰہی عزوجل ہے۔شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لمعات میں اس طرف ایما فرمایا۔

مالک بن عوف کی التجا

محمد بن اسحاق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی (غزوۂ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور مقام جعرانہ سے نہضت فرما چکے تھے سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انھیں واپس دیے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کیے فقال مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ یخاطب رسول اللہ من قصیدۃ .

مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا:

ما ان رایت و لا سمعت بواحد
فی الناس کلھم کمثل محمد
اوفی و اعطی للجزیل لمجتد
و متی تشاء یخبرک عما فی غد

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتا دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل سلمہ وثمالہ وفہم پر سردار فرمایا۔ (الامن والعلی)

اثبات غیب پر قرآنی دلائل

قرآن عظیم فرماتا ہے، و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء

اے عام لوگو! اللہ اس لیے نہیں کہ تمھیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا من ارتضی من رسول ۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو۔ صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو غیب پر مسلط فرمادیا۔

علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے۔ اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔

اصحاب صحیح بخاری نے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا قاسم و اللہ یعطی ۔

میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے و کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات و الارض ۔

یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔ اور لفظ نری استمرار وتجدد پر دال ہے جسکا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اکمل طور پر ثابت۔ حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جد اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی ابیہ و بارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن۔ اور لفظ کذٰلک تشبیہ کے واسطے ہے جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لیے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام۔ باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یوں ہی آپ کے طفیل میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں۔

اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

و ما هو على الغيب بضنين.

یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں۔ جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں۔ اور ظاہر کہ بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے، وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا لہٰذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

و نزلنا عليك الكتب تبيانا لكل شئ.

ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شئی کا روشن بیان کردینے کے لیے اتاری۔

تبیاناً ارشاد فرمایا بیاناً نہ فرمایا کہ معلوم ہوجائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ

اصلاً خفا نہیں۔

رب کی تجلی اور معرفت اشیاء

اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتی کدنا ان نترای الشمس، یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی الله و رسوله اعلم ۔اللہ ورسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا اتانی ربی فی احسن صورة ۔میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قال یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ.

اس نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرشتے کس بات پر مخاصمہ اور مباہات کرتے ہیں فقلت لا ادری میں نے عرض کی کہ میں بے تیرے بتائے کیا جانوں۔

فوضع کفه بین کتفی فوجدت برد انامله بین ثدی فتجلی لی کل شی و عرفت.

تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شیٔ سے مراد ہر شیٔ متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا ما فی السماء و الارض ۔میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت ما بین المشرق و المغرب ۔اور میں نے جان لیا جو

کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیے فرمایا کہ کبھی شئی معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں اور کبھی شئی پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمھارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے اس لیے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہوگئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج۔

علم ماکان ومایکون

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل ونامسموع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت ومعرفت جمیع مکنونات قلم ومکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ماکان ومایکون من الیوم الاول الی یوم الآخر وجملہ ضمائر وخواطر سب کچھ داخل۔ ولہٰذا طبرانی ونعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها و الی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانهما انظر الی کفی هذه .

بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

حضور کا علم عطائی ہے

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عنایت فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے **و ما ھو علی الغیب بضنین** یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمھیں بھی تعلیم فرماتے ہیں (پھر امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا) اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرے کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی۔ متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

حضور نے فرقہ وہابیہ کی خبر دی ہے

متعدد احادیث میں گستاخ فرقوں کی نشان دہی اور ان کے زمانۂ ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے انھیں گستاخ و بے دین فرقوں میں سے وہابیہ وغیرہ بھی ہیں، اس سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی اور امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نشان دہی اور بعض وہابیہ کی گستاخی کے نمونے ملاحظہ فرمائیں، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہابیہ ہی وہ فرقہ ہے جسے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی انھوں نے کہا واقعہ صفین میں ابوموسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ان الحکم الا للہ** حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے **فابعثوا حکما من اھلہ و حکما من اھلھا** زن و شوہر میں

خصومت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔

اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیوں کر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے بشدت پابند ہوں گے بایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔

مولیٰ علی نے ذوالثدیہ کی خبر دی

امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ و طہارت اور تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لیے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں ذوالثدیہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے؟ ہر گز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو گا دوسرا سر اٹھائے گا حتی یخرج آخرھم مع الدجال۔

یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانے میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔

وہابیہ کی علامتیں

ان کی جو جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں **تحقرون صلاتکم عند صلاتھم و صیامکم عند صیامھم و اعمالکم عند اعمالھم.**

تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو۔ **یقرؤن القرآن لا یجاوز طراقیھم.**

قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ **یقولون من قول خیر البریة .**

بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو۔ **یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة .**

دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ **سیماھم التحلیق** ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سر مونڈے۔ **مشمر الازر** ۔ گھٹنی ازاروں والے۔

(ان کے پیشوا ابن عبدالوہاب نجدی کو سر منڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ جو عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انھیں دور کر۔ یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمھارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا۔ اور اب وہابیہ کو دیکھئے انہی میں اکثر وہی سر منڈانے اور گھٹنے پاینچے والے ہیں۔ منہ)

غنائم کی تقسیم اور وہابیہ کے بارے میں پیشین گوئی

غزوۂ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی (منافق) نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیوں کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا؟ اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زائد ایذا دیئے گئے۔

حضور کی شان عطا

علماء فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطا سخی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی جنگل غنام سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہولیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے، حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہاں حضور کی عطا سے اک حصہ ہیں۔

فان من جودک الدنیا و ضرتها
و من علومک علم اللوح و القلم

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ما کان و ما یکون

حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا۔ (الملفوظ حصہ اول)

حضور نے ناقہ بتادیا

اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہوگیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے زید بن لصیت منافق نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں قل اباللہ و ایته و رسوله انتم تستهزون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم.

تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ (الملفوظ حصہ دوم)

مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے

مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے سے ہی نبوت کا منکر ہے نبوت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں النبوة هي الاطلاع على الغيب.

امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں النبوة ماخوذة من النباء بمعنى الخبر اى اطلعه الله على الغيب

نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

علم بالواسطہ

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو

بلاواسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

علم بلاواسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے قرآن فرماتا ہے **وما هو على الغيب بضنين** . کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم بلاواسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہے؟ یہ تو کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لیے علم بلاواسطہ مانے کافر ہے۔ اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گڑھ لے تو وہ خود پاگل ہے۔ اللہ فرماتا ہے **عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول** کیا بلاواسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے؟

نگاہ نبوت

شان نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا۔ بعض صحابہ کرام نے جو نئے مسلمان ہوئے تھے نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبقت کی بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا:

اترون ان قبلتى امامى انى ارى من خلفى كما ارى من امامى .

کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔

(الملفوظ حصہ سوم)

غیب کی کنجیاں

غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے **و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو.** اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا۔ اور دوسری جگہ فرمایا **له مقاليد السموات و الارض** خدا ہی کے لیے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان وزمین کی۔ اور مفاتیح کا حرف اول (م) وحرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) وحرف آخر (د) انھیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ کوئی شی ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہوسکتا ہے کہ مفاتیح ومقالید وغیب وشہادت سب حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھیں وہ مفتاح ومقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(الملفوظ حصہ چہارم)

غیب ذاتی وعطائی

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ثابت ہے۔ انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں:

النبی هو المطلع علی الغیب .

یعنی نبی کہتے ہیں اسے جو غیب پر مطلع ہو۔

ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں انه قال فی قوله تعالیٰ و لئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا و کذا و ما یدریه بالغیب .

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

تو جو نفی مطلق کرے بلاشبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الٰہیہ سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر بعینہ وہی ہے جو اس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں کہ نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ (احکام شریعت حصہ سوم)

ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیے ہوئے اللہ عزوجل کے لیے خاص ہے (جن آیات میں بظاہر کسی کے لیے علم غیب کی نفی ہے) ان آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے۔ قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۶)

ختم دنیا کا حال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وفات پائے گا زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہوجائے گی۔

(سل السیوف الھندیہ علیٰ کفریات بابا النجدیہ)

جنات کی غیب دانی کا اعتقاد کفر ہے

زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور بیچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی، زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہوگیا، آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورۂ جن شریف میں ہے۔ تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔

مسند احمد وسنن اربعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول او اتی امراۃ حائضا او اتی امراۃ فی دبرھا فقد بریٔ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قربت کرے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

مسند احمد وصحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اتی عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلاة اربعین لیلة

جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔

مسند احمد وصحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اتی عرافا او کاهنا فصدقة بما یقول فقد کفربما انزل علی محمد . صلی الله تعالیٰ علیه وسلم

جو کسی غیب گو یا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہوا اس چیز سے جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اتی کاهنا فسأله عن شی حجبت عنه التوبة اربعین لیلة فان صدقه بما قال کفر.

جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو۔

جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے۔

حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین دربارۂ کہانت ہے۔

المراد هنا الا ستخبار من الجن امر من الامور كعمل المندل في زماننا.

یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل۔

اقول: پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں ولہذا حدیث اول میں اسے جماع حائض و وطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث صورت کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں۔صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔

اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق۔اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہوسکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقینی بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے۔

قال تعالیٰ علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

جامع الفصولین میں ہے **المنفي هو المجزوم به لا المظنون .**

اوروں سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی۔

تو اس طرح تاتارخانیہ میں ہے کہ **يكفر بقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر با اخبار الجن اياى .**

یعنی جو کہے میں گمی ہوئی چیز کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔

یہی صورت ادعائے علم یقینی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ افریقہ)

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضور کو علم غیب تدریجاً عطا ہوا

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر روشن فرمادی قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شی قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیئس برس میں نازل ہوا جتنا قرآن عظیم اترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا۔ جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا جمیع ما کان و ما یکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا۔ تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الٰہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو احاطۂ علم اقدس کا منافی نہیں۔

معہذا زمانۂ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا۔ اپنی اہل کی برأت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السماوات والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں ان کی برأت میں نازل فرمائیں۔ جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۴)

عالم الغیب کا اطلاق

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

علم غیب عطا ہونا اور، اور لفظ عالم العیب کا اطلاق اور، بعض اجلۂ اکابر کے کلام میں اگر چہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعالم الغیب وارد ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہے۔

بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم الغیب ۔

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات مراد ہے۔کشاف میں ہے المراد به الخفی الذی لا ینفذ فیه ابتداء الا علم اللطیف الخبیر و لهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب ۔

یعنی مراد اس سے وہ خفی ہے کہ ابتداء علم باری تعالیٰ کے سوا نافذ نہیں ہوتا اس لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ فلاں عالم الغیب ہے۔ (مولف)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آ ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب ما کان و ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ جل کو کہا جائے گا۔ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت وجلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱، ص ۱۱۵)

حضور کو ما کان و ما یکون کا علم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اس کے بتائے۔ اور یہ باطل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا۔ قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ما کان و ما یکون الیٰ آخر الایام کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام پر منکشف فرما دیئے گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱، ص ۱۲۰)

نیز فرماتے ہیں :

قرآن مجید واحادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کو روز اول سے روز آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا۔ یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا بلاشبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیاناً بتایا گیا کہ وحی حینا بعد حین ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاتصال۔

مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور ان کے علم کو قلیل وذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی احیاناً تعلیم میں شرق وغرب وعرش وفرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز اول سے روز آخر تک تمام منکشف کر دیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۲۱)

حضور کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہے

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل نے روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تاریکیوں میں جو ذرہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی لہر ہے۔ اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل، ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں۔ اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین وآخرین مل کر علم الٰہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرہ سے قطرہ کو

کروڑ سمندروں سے ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۷۰)

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

ما کان و ما یکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے، اس کے معنی ما کان من اول یوم و یکون الیٰ آخر الایام ہیں یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا، شرق وغرب میں، سماوات وارض میں، عرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔

ذات وصفات حضرت عزت احاطہ وتناہی سے بری ہیں، ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات علیہ یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہو سکے، کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا، مومنین واولیاء وانبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوات واکمل التسلیمات ابد الآباد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے۔ ہر روز اس کے وہ محامد معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا۔ کبھی ختم نہ ہوگا، روزانہ بے شمار علوم متعلق ذات وصفات ان پر منکشف ہوں گے اور ہمیشہ ذات وصفات میں نامتناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آسکتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۹۳)

حضور نے گستاخی کی خبر دی

رب عزوجل فرماتا ہے :

یحلفون باللہ ما قالوا و لقد قالو کلمة الکفر و کفروا بعد اسلامھم .

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر وطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرماتھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلاکر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلالایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

رب عزوجل فرماتا ہے:

و لئن سألتهم ليقولن انا كنا نخوض و نلعب قل ابا الله و آياته و رسوله كنتم تستهزون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم .

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرمادو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں:

انه قال في قوله تعالىٰ و لئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب . قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا و ما يدريه بالغيب.

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں

جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جاننی شان نبوت ہے۔ جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی، جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی۔ (تمہید ایمان)

دجال کی خبر

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے :

قال قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يخرج الدجال فيمكث اربعين فيبعث الله عيسى بن مريم فيهلكه ثم يمكث فى الناس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقى على وجه الارض من فى قلبه مثقال ذرة من خيرا و ايمان الا قبضته حتى لو ان واحدكم دخل فى كبد جبل لدخلته عليه حتى

تقبضہ قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر و احلام السباع لا یعرفون معروفا و لا ینکرون منکرا فیتمثل لھم الشیطان فیقول الا تستحیون فیقولون ماتامرنا فیامرھم بعبادة الاوثان ثم ینفخ فی الصور . (رواہ مسلم)

یعنی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دجال نکل کر چالیس تک ٹھہرے گا (راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا مہینے یا برس، اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک مہینہ کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن عام دنوں کی طرح، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دو دل آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کی روح قبض کرلے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں جاکر بھی اس کی جان نکال لے گی اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے فسق وشہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سبک اور ظلم وشدت میں درندوں کی طرح گراں وسخت جو اصلاً نہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے نہ کسی بدی پر انکار کریں گے شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمھیں شرم نہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انھیں بت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفخ صور ہوگا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

خوارج وہابیہ کی خبر

خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا :

یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفھا الاحلام یقولون من خیر قول البریة یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیة لا یجاوز ایمانھم حناجرھم .

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا۔ اخرجه البخاری و مسلم .

اسے بخاری و مسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ یہ لفظ بخاری کی جامع صحیح باب فضائل القرآن کے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

تحقرون صلاتکم مع صلاتھم و صیامکم مع صیامھم و عملکم مع عملھم.

تم اپنی نمازان کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال ان کے اعمال کے مقابل۔

بایں ہمہ ارشاد فرمایا:

و یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة.

ان اعمال پر ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن پڑھیں گے گلوں سے نیچے تجاوز نہ کرے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اسے بخاری و مسلم نے ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

انھیں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

قیل ما سیماھم قال سیماھم التحلیق.

عرض کی گئی یا رسول اللہ ان کی علامت کیا ہوگی فرمایا سر منڈانا یعنی ان کے اکثر سر منڈے ہوں گے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا:

بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا پتہ بتایا۔

مشمری الازر.

گھٹنی ازار والے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، انبھی الاکید)

امراء کی خبر

سنن ابوداؤد میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سیکون علیکم بعدی امراء تشغلهم اشیاء عن الصلوٰۃ لوقتها حتی یذهب و قتها فصلوا الصلاۃ لوقتها فقال رجل یا رسول اللہ اصلی معهم قال نعم ان شئت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ ان کے کام وقت پر انھیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا تو تم وقت پر نماز پڑھنا ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں؟ فرمایا ہاں اگر چاہو تو پڑھ لو۔ (مولف)

مسند احمد و صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلاۃ او قال یوخرون الصلاۃ عن وقتها قال قلت فما تامرنی قال صل الصلاۃ لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانها لک نافلة .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں

گے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یارسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ لینا پھر اگر ان کے ساتھ جماعت پالو تو شریک ہوجاؤ وہ نفل ہوجائے گی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۶۶)

یہی مضمون دوسری روایت میں اس طرح ہے :

مسلم ابوداؤد و ترمذی و نسائی احمد دارمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و ضرب فخذی کیف انت اذا بقیت فی قوم یوخرون الصلاة عن وقتها قال قلت فما تامرنی قال صل الصلوٰة لوقتها. الحدیث.

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا۔

ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال لی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کیف بکم اذا اتت علیکم امراء یصلون الصلاة لغیر میقاتها قلت فما تامرنی اذا ادرکنی ذلک یا رسول الله قال صل الصلاة لمیقاتها و اجعل صلاتک معهم سبحة.

مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں گے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یارسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور ان کے ساتھ نفل کے ساتھ شریک ہوجا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۲، ۳۸۳، حاجز البحرین)

لوگوں کے گمراہ ہونے کی خبر

صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتخذ الناس روسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا.

لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے ان سے مسئلے پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۰۶، اجتناب العمال)

ایک شخص کے قتل کا حکم اور اس کے فتنہ کی خبر

ابن ابی شیبہ و ابویعلی و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

قال ذكروا رجلا عند النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فذكروا قوته في الجهاد و اجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل مقبل فقال النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اني لاجد في وجهه سفعة من الشيطان فلما دنى فسلم فقال له رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هل حدثت نفسك بانه ليس في القوم احد خير منك قال نعم ثم ذهب فاختط مسجدا و وقف يصلي فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من يقوم اليه فيقتله فقام ابو بكر فانطلق فوجده يصلي فرجع فقال وجدته يصلي فهبت ان اقتله فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ايكم يقوم فيقتله فقام عمر فصنع كما صنع ابوبكر فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ايكم يقوم فيقتله فقال علي انا قال انت ان ادركته فذهب فوجده قد انصرف فرجع فقال رسول الله هذا اول قرن خرج من امتي لو قتلته ما اختلف اثنان بعده من امتي.

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں، اس نے پاس آ کر سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں، کہا ہاں پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے دیکھا نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا، حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا ،حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میں، حضور نے فرمایا ہاں تم اگر اسے پاؤ، یہ گئے وہ جا چکا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری امت سے پہلا سینگ نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

(ازاحۃ العیب)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے مکہ مکرمہ میں علم غیب سے متعلق پانچ سوالات ہوئے آپ نے ان کا ایسا مبسوط و مصرح جواب تحریر فرمایا جس سے علمائے حرمین طیبین انگشت بدنداں رہ گئے اور انھوں نے نہایت کھلے دل سے آپ کے اس جواب کی تائید و توثیق کی اور جلیل القدر تقریظات و تصدیقات ثبت فرمائیں۔

یہ پورا جواب خالص عربی زبان میں ہے بعد میں اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ بحث چوں کہ علمی و تحقیقی ہے اس پر فاضلانہ انداز میں انتہائی شرح و بسط کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے اس لیے ہم پوری بحث کو نقل نہ کر کے صرف اس کے ترجمہ سے خاص خاص اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی

اس کے ابتدائیہ میں فرماتے ہیں۔

سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا، عیبوں کا بہت چھپانے والا، پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا، اور سب افضل سے درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں۔ غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو ان کے رب نے خوب سکھایا اور اللہ کا ان پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گزرا یا آنے والا ہو، ان سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عزوجل کی ذات وصفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں اس میں ان سے جھگڑتے ہو، اللہ نے ان پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکیں اور گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہان میں ان کو کوئی نہیں جانتا۔ تو آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور لوح وقلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک بوند ہیں اس واسطے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب سے بڑا چھینٹا اور عظم تر چلو ہیں اسی غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الٰہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کیے گئے۔

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم

●

ووا قفون لدیہ عند حدھم

من نقطة العلم او من شکلة الحکم

●

رسول اللہ! تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا

تیرے دریا سے چلو یا تیرے باراں سے اک چھینٹا

تیرے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے

کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی اعراب پر ٹھٹکا

علم غیب پر آیات قرآنیہ

(۱) لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ .

زمین وآسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا خدا کے۔

(۲) لا یظھر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول

اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسله من یشاء .

اے لوگو! اللہ اس لیے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کردے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔

(۴) و ما ھو علی الغیب بضنین .

وہ (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب پر بخیل نہیں۔

(۵) **و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما**

اے نبی اللہ نے تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔

(۶) **ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک و ما کنت لدیھم اذ جمعوا امرھم و ھم یمکرون.**

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمھاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انھوں نے اپنے کام پر ایکا کیا اور یوسف کے ساتھ داؤں کھیلے۔

(۷) **ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک و ما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم و ما کنت لدیھم اذ یختصمون .**

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمھاری طرف بھیجتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلموں کا قرعہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

(۸) **تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک .**

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمھاری طرف بھیجتے ہیں۔

علوم غیبیہ سے متعلق ان آیات کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تو یہ ہے ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جس نے نفی بھی ایسی کی جو ٹل نہیں سکتی اور ثابت بھی ایسا کیا جس میں اصلاً شبہ نہیں تو نفی و اثبات دونوں حق ہیں دونوں ایمان ہیں اور ان دونوں میں سے جو کوئی کسی بات کا

انکار کرے اس نے قرآن کا انکار کیا۔ تو جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقاً ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی فرماتی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا۔ اور نفی و اثبات دونوں ایک چیز پر تو وارد ہو نہیں سکتے تو ان کے جدا جدا مورد تلاش کرنا واجب ہوا۔

علم کی تقسیم

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

علم کی ایک تقسیم اس کے مصدر کے اعتبار سے ہے جہاں سے وہ صادر ہوا۔ اور دوسری تقسیم اس کے متعلق (بفتح لام) کے اعتبار سے ہے جس سے وہ متعلق ہوا اور ان سے ایک اور تقسیم نکلتی ہے اس اعتبار سے کہ تعلق کس طرح کا ہوا۔

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو، نہ یوں کہ غیر کی عطا سے ہو نہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے۔

اور یا عطائی ہے جب کہ غیر کی عطا سے ہو۔

پہلی قسم مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص اس کے غیر کے لیے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لیے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر وہ یقیناً مشرک ہے اور تباہ و برباد ہوا۔

اور دوسری قسم مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ کے لیے ممکن نہیں اور جو اس طرح کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرے وہ کافر ہوا اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و شنیع

ہے اس لیے کہ مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے۔ اور اس نے غیر خدا کو خدا سے بہتر سمجھایا کہ اس نے اپنے علم وخیر کا فیض خدا کو پہنچا دیا۔

دوسری تقسیم یہ ہے کہ علم دو قسم ہے۔

ایک مطلق علم، اور اس سے میری مراد وہ مطلق ہے جو علم اصول کی اصطلاح ہے جس کا ثابت کرنا کسی ایک فرد کا ثبوت چاہتا ہے اور نفی کرنا کل افراد کی نفی بتاتا ہے۔ اور یہ مطلق یا تو فرد غیر معین ہے یا نفس ماہیت جو کسی فرد میں ہو کر پائی جائے۔

دوسری قسم علم مطلق، اور اس سے میری مراد وہ ہے جو عموم واستغراق حقیقی کا مفاد ہے جس کا ثبوت نہیں ہوتا جب تک جملہ افراد نہ موجود ہوں اور صرف کسی ایک فرد کی نفی سے منتفی ہو جاتا ہے تو موجبہ یہاں کلیہ ہوگا اور سالبہ جزئیہ۔ اور یہ علم کا تعلق دو وجہ پر ہوتا ہے۔ ایک اجمال، دوسرے تفصیل کہ جس میں ہر معلوم جدا اور ہر مفہوم دوسرے سے ممتاز ہو۔ یعنی عالم کو جتنے معلومات ہوں کل یا بعض تو اس دوسری تقسیم میں یہ چار قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وہ علم مطلق تفصیلی ہے جس پر یہ آیہ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ :

و کان اللہ بکل شیٔ علیما.

اللہ تعالیٰ ہر شیٔ کا جاننے والا ہے۔

اس لیے کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ اپنی ذات کریم اور اپنی غیر متناہی صفتوں اور ان سب حادثوں کو جو موجود ہو لیے اور ان کو جو ابد کے ابد تک موجود ہوتے رہیں گے اور تمام ممکنات کو جو نہ کبھی موجود ہوئے اور نہ کبھی موجود ہوں بلکہ تمام محالات کو بھی، ان سب کو جانتا ہے۔ تو تمام مفہومات میں سے کوئی چیز علم الٰہی

سے باہر نہیں ان سب کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے۔ ازل سے ابد تک۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اس کی صفتیں غیر متناہی اور ان میں ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے غیر متناہی ہیں اور ایسے ہی ابد کے دن، اور اس کی گھڑیاں اور اس کی آنیں اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب اور جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں اور ان کی پلک جھپکنا اور ان کی جنبش اور ان کے سوا اور چیزیں یہ سب غیر متناہی ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو ازل وابد میں پوری تفصیلی احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے علم میں غیر متناہی کے سلسلے غیر متناہی بار ہیں۔ بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں اس لیے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گزرا یا آئندہ ہوگا یا ممکن ہے کہ ہو کوئی نہ کوئی نسبت قرب وبعد وجہت میں ہوگی جو زمانوں میں بدلے گی ان مکانوں کے بدلنے سے جو واقع ہو لیے یا ممکن ہے روز اول زمانہ نا محدود تک اور یہ سب اللہ عزوجل کو بالفعل معلوم ہیں تو مولیٰ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے۔ گویا وہ اہل حساب کی اصطلاح پر غیر متناہی کی تیسری قوت ہے جسے مکعب (یا کعب) کہتے ہیں کہ عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو یہ مجذور ہوا اور جب مجذور کو اسی عدد میں ضرب دو تو مکعب ہوا اور یہ سب باتیں روشن ہیں ہر اس شخص کے نزدیک جو اسلام میں حصہ رکھتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر فرد دوسرے سے بروجہ کامل ممتاز ہو محیط نہیں ہو سکتا اس لیے کہ امتیاز جب ہی ہوگا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں نہیں حاصل ہو سکتے۔ تو مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر وبسیار ہو یہاں تک کہ عرش وفرش میں روز اول سے آخر تک اور اس کے کروروں مثل سب کو محیط ہو جائے جب بھی نہ ہوگا مگر محدود بالفعل، اس لیے کہ عرش وفرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اور روز اول سے روز آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ ہوگی مگر متناہی۔

ہاں علم مخلوق میں بایں معنی غیر متناہی ہونا ٹھیک ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی حد پر اس کی روک نہ کر دی

جائے ہمیشہ بڑھتا رہے، اور بایں معنی لاتناہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم میں محال ہے اس واسطے کہ اس کے علم اور اس کی سب صفتیں تو نو پید ہونے سے برتر ہیں تو ثابت ہوا کہ غیر متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے علموں سے خاص ہے۔ اور وہ عدم متناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے اور پہلا اس کے غیر کے لیے حاصل نہ ہوگا۔

اقول: اور اگر ہم تمام تقریر سے قطع نظر بھی کریں تو اس پر دلیل قاطع ہونے کے لیے یہ آیہ کریمہ ہی بس ہے کہ

و کان اللہ بکل شئ محیطا.

اللہ ہر شی کو محیط ہے۔

اس لیے کہ ذات الٰہی محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عزوجل کو جیسا وہ ہے تمام وکمال ایسا پہچان لے کہ یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی جس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا۔ اس لیے ایسا ہوتا تو یہ علم اللہ عزوجل کی ذات کو محیط ہو جاتا تو اللہ عزوجل اس کے احاطہ میں آجاتا اور وہ برتر ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ کر سکے بلکہ وہی ہر چیز کو محیط ہے۔ اور اللہ عزوجل کو جاننے والے انبیاء و اولیاء اور صالحین و مومنین ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بناء پر ہے (جو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابدالآباد تک انھیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہوں گے مگر قدر متناہی پر۔ اور ہمیشہ معرفت الٰہی سے غیر متناہی باقی رہے گا تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں

سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے، اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور وہ دریائے ذخار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اس لیے کہ ہم بوند کے اس حصہ کے برابر یکے بعد دیگرے ان سمندروں میں سے پانی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کے امثال لیتے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہی ہوگا۔ اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی، یہ ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر۔ اسی طرف حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے اشارہ فرمایا اپنے اس قول میں جو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا جس وقت چڑیا نے سمندر سے ایک چونچ بھر کر پانی لیا، تو یہ قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، رہیں باقی تین قسمیں یعنی

(۱) علم مطلق اجمالی

(۲) مطلق علم اجمالی

(۳) مطلق علم تفصیلی

یہ قسمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ اگر اجمال کو ہم مرتبۂ بشرط لاشئ میں لیں یعنی وہ جس میں ایک معلوم دوسرے سے پورے طور پر ممتاز نہ ہو جب تو اجمالی کی دو قسمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے محال ہوں گی اور بندوں کے ساتھ ان کا خاص ہونا واجب ہوگا۔ علم مطلق اجمالی کا بندوں کے لیے حاصل ہونا عقلاً بدیہی اور ضروریات دین سے ہے۔ اس لیے کہ ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شئ جانتا ہے تو ہر شئ کہنے میں ہم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا لحاظ کر لیا اور ان سب کو ایک اجمالی طور پر جان لیا تو جسے اپنے لیے ثابت نہ جانے وہ اپنے نفس سے اس آیت پر ایمان کی نفی کرتا ہے تو خود اپنے کفر کا مقر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور معلوم ہے کہ جب علم مطلق اجمالی بندوں کے لیے ثابت ہوا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ

ثابت ہو گیا اور اسی طرح مطلق علم تفصیلی، اس لیے کہ ہم قیامت و جنت و نار اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفتوں میں سے ساتوں صفات اصول پر ایمان لائے اور یہ سب کا سب غیب ہے اور ان میں ہر ایک ہم نے علیحدہ علیحدہ دوسرے سے ممتاز پہچانا تو واجب ہوا کہ غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہو پھر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا کیا کہنا، اور کیوں کر نہ ہو۔ حالاں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیوں کر کرے گا اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیوں کر لائے گا تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی، کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہو۔ تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جسے بندوں کے لیے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے خواہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی اور مدح اسی قسم اخیر سے ہوتی ہے۔

علم سے بندوں کی مدح

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی کہ فرماتا ہے:

و بشروہ بغلام علیم .

ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوش خبری دی۔

و انہ لذو علم لما علمنہ .

بیشک یعقوب ہمارے لیے علم دیئے سے ضرور علم والا ہے۔

علمنہ من لدنا علما.

اور ہم نے خضر کو علم لدنی عطا کیا۔

و علمک ما لم تکن تعلم .

اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

تو یہی قسم ان آیتوں میں مراد ہے جن میں بندوں کے لیے علم غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے تو آیات کے یہ وہ سچے معنی ہیں جن سے اصلاً مفر نہیں اور نہ ان کے غیر کا امکان اور تجھے روشن ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا سب دین متین سے ایسا بالضرور ثابت ہے کہ جو ان میں سے کسی شیٔ کا انکار کرے وہ دین کا انکار کرتا ہے اور اسلامی جماعت سے جدا ہوتا ہے۔

آیات نفی و اثبات میں تطبیق

اور یہ وہ معنی ہیں جن سے معتمد عالموں نے آیات نفی و اثبات میں تطبیق کی ہے جیسا کہ امام اجل ابو زکریا نووی، امام ابن حجر مکی و دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں فرمایا کہ غیر خدا سے نفی علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ذات سے کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہے تو آفتاب اور گزرے ہوئے کل کی طرح روشن ہو گیا کہ وہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے اگرچہ خدا کی عطا سے ہو تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ثابت فرمائی اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زیاں کار ہونے کے لیے کافی و وافی ہے وہ اپنے اس کفران کے سبب کافر و مرتد ہے۔

خالق و مخلوق کے علم میں فرق و امتیاز

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :

تقریر سابق سے ایسا چمک اٹھا جس کی نگاہ خیرہ ہو کہ تمام و کمال جملہ مخلوقات کے مجموعہ علوم کی ہمارے رب الہ العالمین کے علوم سے برابری کے شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گزرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی، اور اللہ کا علم اس کی ذات کے لیے واجب ہے اور خلق کا علم اس کے لیے ممکن، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم ازلی سرمدی قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث، اس لیے کہ تمام مخلوق حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہو سکتی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کا زیر دست ہے، علم الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن، علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا۔

ان فرقوں کے ہوتے ہوئے برابری کا وہم نہ کرے گا مگر وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ تو اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الٰہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی۔ ان ہولناک فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے جو علم خالق سے علم مخلوق کے لیے سواع ل م، یعنی شرکت نام کے کچھ باقی نہیں رکھتے نہ کہ اس حالت میں کہ ہم دلائل قطعیہ قائم کر آئے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہونا یقیناً عقل سے بھی باطل اور شرع سے بھی باطل۔ اور وہابیہ وہ کہ جب ائمہ کے پیروؤں کو سنتے ہیں کہ وہ ائمہ کی پیروی اور قرآن و حدیث کے اتباع سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے روز آخر تک کی تمام گزشتہ و آئندہ باتوں کا علم ثابت کرتے ہیں تو یہ وہابی ان پر شرک و کفر کا حکم لگاتے ہیں اور یہ کہ انھوں نے علم الٰہی سے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برابر کر دیا۔ یہ حکم لگانے والے خود ہی خبط و غلطی میں پڑے ہیں اور آپ ہی شرک و کفر کے گڑھے میں گرے ہیں اس لیے کہ جب انھوں نے اس گھڑے ہوئے حد باندھے ہوئے گنتی کے علم کے ثابت کرنے میں علم الٰہی سے مساوات

ٹھہرادی تو وہ گواہی دے چکے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بس اسی قدر ہے کم چھوٹا قلیل تھوڑا، کیوں کہ علم الٰہی ان کے نزدیک اس مقدار سے زیادہ ہوتا تو زیادہ کم کے کیسے برابر ہو جاتا تو وہ مساوات کا حکم نہ کرتے لیکن وہ اس کا حکم لگا رہے ہیں تو اللہ ہی کے علم سے ٹھٹھا کر رہے ہیں اور زبردستی اسے ناقص بتا رہے ہیں۔ قاتلھم اللہ انی یؤفکون ۔

امام احمد رضا بریلوی مزید فرماتے ہیں کہ :

یہ تقریر جو ہم نے بیان کی کہ علم ذاتی اور علم مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور بندوں کے لیے نہیں مگر مطلق علم عطائی، اور یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے چہ جائے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، اس لیے کہ یہ علم نہ ہو تو ایمان ہی ٹھیک نہیں جیسا کہ اوپر بیان گزرا عجب کہ اس تقریر سے کسی وہمی کو وہم گزرے یوں کہ ہم میں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا پھر اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا کیا ذکر ہے کہ جیسا علم حضور اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو حاصل ہے ویسا ہم کو بھی حاصل ہوا اور جس قسم کا ہم کو نہیں ان کو بھی نہیں تو ہم برابر ہو لیے، اور یہ ایسی بات ہے کہ عالم درکنار کسی عاقل کے بھی کہنے کی نہیں۔

علوم انبیاء علیہم السلام

اور ہٹ دھرم مردود نے نہ جانا کہ غیبوں کا مطلق علم عطائی اصالۃ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول

اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء .

خدا اس لیے نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے۔

تو ان کے غیر کو جو علم حاصل ہوگا وہ انھیں کے فیض و مدد اور فائدہ عطا فرمانے اور راہ دکھانے سے ملے گا تو برابری کیسی؟ علاوہ بریں علوم انبیاء میں سے ان کے غیر نہیں جانتے مگر تھوڑا قلیل کہ انبیاء کے علوم غیب کے جو سمندر چھلک رہے ہیں ان کے سامنے کسی گنتی شمار میں نہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام روز اول سے روز آخر تک کے تمام ما کان و ما یکون کو جانتے بلکہ دیکھ رہے اور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و کذلک نری ابراھیم ملکوت السموات و الارض .

اور اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو ساری سلطنت آسمانوں اور زمین کی۔

طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابو نعیم نے حلیۃ الالیاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا و الی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ جلیا من اللہ تعالیٰ جلاہ لنبیہ کما جلاہ للنبیین من قبلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیھم اجمعین .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں اسے اور ان میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو یہ ایک روشنی ہے اللہ کی طرف سے جو اللہ نے اپنے نبی کے لیے چمکائی جس طرح اگلے انبیاء کے لیے چمکائی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم وحلم سارے جہان کو وسیع ہے اور اللہ نے انھیں سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل ان پر بہت بڑا ہے تو انھوں نے سب اگلوں پچھلوں کا علم جان لیا اور جو ہو گزرا ہے اور آنے والا ہے سب ان کے علم میں آ گیا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب انھیں معلوم ہو گیا اور مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سب سے خبردار ہو گئے اور ہر چیز ان پر روشن ہو گئی اور انھوں نے پہچان لی اور ان پر قرآن اترا ہر چیز کا روشن بیان اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہر چیز خوب مفصل بیان فرما دی۔

لوح محفوظ اور حضور کا علم

امام احمد رضا بریلوی دلائل و براہین کی روشنی میں فرماتے ہیں :

ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ روز اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل، رب عزوجل کا ارشاد ہے کہ :

علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل الله علیک عظیما.

اس نے بتا دیا تمھیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اقول: اس آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منت رکھی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اللہ نے انھیں بتا دیا۔ اور اس احسان جتانے کو ایسی بات سے ختم فرمایا جو اس عظیم منت کی عظمت اور اس بڑی نعمت کی بڑائی پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ ما کان وما یکون بہ معنی مذکور جس کا ہر ہر فرد بہ تفصیل تام لوح محفوظ میں ثبت ہے یہ نہیں مگر دنیا، اس لیے کہ آخرت تو قیامت کے بعد آئے گی اور دنیا و آخرت دونوں سے باہر اللہ عزوجل کی ذات و صفات ہیں جو نہ لوح محفوظ میں آ سکیں نہ قلم میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں فرمایا :

قل متاع الدنیا قلیل .

تم کہہ دو کہ دنیا کی پونجی تھوڑی ہے۔

تو وہ جسے اللہ تعالیٰ قلیل بتارہا ہے اس چیز سے کیا نسبت رکھے جسے اللہ تعالیٰ نے عظیم بتایا اور اس کی شان کی بڑائی کی۔ معہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم روز آخر سے بعد کی اشیاء تک بڑھا۔ جیسا حشر ونشر وحساب وکتاب اور وہاں جوثواب وعقاب ہے۔ اس کی تفصیلیں یہاں تک کہ لوگ جنت و دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانے پہنچیں اور اس کے بعد کی اور باتیں جتنی خدا تعالیٰ نے بتانی چاہیں اور بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی ذات وصفات سے اتنا پہچانا جس کی قدر خدا ہی جانے ،جس نے یہ بخششیں اپنے مصطفیٰ کو عطا کیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ثابت ہوا کہ تمام گزشتہ وآئندہ کا علم جو لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے نہیں مگر ایک ٹکڑا نہ کہ وہ ان کے حق میں بہت ٹھہرے اور انھیں حاصل نہ ہو۔

امام اجل بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

فان من جودک الدنیا و ضرتھا

و من علومک علم اللوح و القلم

تمھارے جود سے دنیا اور اس کی سوت ایک حصہ۔ تمھارے علم سے لوح وقلم کے علم ایک ٹکڑا۔

علامہ علی قاری زبدہ شرح بردہ میں شعر مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں :

اس مطلب کا ایضاح یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا اور یہ اضافت ادنیٰ علاقے کے سبب ہے اور لوح وقلم کے علوم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حصہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں میں بہت اقسام ہیں۔ کلیات و جزئیات وحقائق ودقائق اور عوارف و معارف کہ ذات وصفات الٰہیہ سے متعلق ہیں۔ اور لوح وقلم کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علوم سے نہیں مگر ایک سطر، اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر، پھر بایں ہمہ ان کا علم حضور والا ہی کی برکت سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

علم غیب پر اقوال ائمہ وعلماء

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر ''کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا'' فرماتے ہیں :

یہ ارشاد عبارت ہے تمام علوم کلی اور جزئی کے حاصل ہونے اور ان کو احاطہ فرمالینے سے۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں شرح حدیث ابوذر اور ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس میں ذکر تھا کہ زمین وآسمان کے درمیان جو پرندہ پر مارتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حال سے خبر دے دی فرماتے ہیں :

یہ اس بات کی تمثیل کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شئی بیان فرمادی کبھی مفصل اور کبھی مجمل۔

امام احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں:

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے زیادہ پر اطلاع بخشی اور حضور پر تمام اگلوں پچھلوں کے علم القا فرمائے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں :

وسع العلمین علما و حلما

محیط جملہ عالم علم و حلم مصطفائی ہے

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القریٰ لقراء ام القریٰ میں فرماتے ہیں

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سارے جہان کا علم دیا تو حضور نے تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور ہونے والا ہے سب جان لیا۔

نسیم الریاض میں ہے :

کہ تمام مخلوقات آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے قیام قیامت تک سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی گئیں تو حضور نے ان سب کو پہچان لیا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے۔

امام قاضی عیاض پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی میں فرمایا۔

پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو جاتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسا سامنے ہو رہا ہے۔

امام ابن الحاج نے مدخل اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا :

بیشک ہمارے علماء رحمھم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا.

اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر۔

شفا شریف میں جو یہ مسئلہ لکھا کہ جب خالی گھروں میں جاؤ جن میں کوئی نہ ہو تو نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر سلام عرض کرو، علامہ علی قاری اس کی شرح میں اس مسئلہ کی وجہ یہ لکھتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

شیخ محدث عبدالحق بخاری دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :

دنیا میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر صور پھکنے تک جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا یہاں تک کہ اول سے آخر تک تمام احوال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لیے۔

نیز اسی میں ہے:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام اور احکام اور صفات واسماء وافعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن واول وآخر کا احاطہ فرمالیا اور حضور اس آیت کے مصداق ہوئے۔

فوق کل ذی علم علیم .

ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔ علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات۔

اقول: یہ آیت عام ہے جس میں سے کسی شئی کی تخصیص نہیں تو اگر تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا تمام جہان میں جس کی طرف نظر کرے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر علم والے سے بلند و بالا علم والے ہیں اور جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کرے تو اللہ وہ علم والا ہے جس سے اوپر کوئی علم والا نہیں۔اور ذی علم کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا کہ تنکیر بعضیت پر دلالت کرتی ہے تو تخصیص کی کچھ حاجت نہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں :

مجھ پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ پاک سے اس کا فیضان ہوا کہ بندہ کیوں کر اپنے مقام سے مقام قدس تک ترقی کرتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصہ معراج خواب میں اس مقام سے خبر دی ہے۔

حضور کے علم کا ذریعہ قرآن اور وحی ہے

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شئی کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی۔ اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انھیں نہیں جانتے یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا یہاں تک کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی جیسا کہ اہل انصاف پر مخفی نہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار علم میں جتنے قصوں اور روایتوں سے وہابی سند لاتے ہیں تو اگر اس قصہ کی تاریخ نہ معلوم ہو جب تو اس سے سند لانا احمق کی جہالت اور جاہل کی حماقت ہے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قصہ تمام نزول قرآن سے پہلے کا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہے تو اس سے سند لانا خار دار درخت کو ہاتھ سے سونتنا ہے بلکہ نرا جنون ہے۔ اور اگر تاریخ بعد کی ہو اور وہ مدعائے مدلول میں نص نہیں تو مستدل احمق ہے اور دلیل واہی۔

علوم خمسہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ علوم خمسہ کی بحث میں فرماتے ہیں :

عجب نہیں بعض وہ شخص جسے نصوص کے معانی اور عموم وخصوص کے مواقع کی پہچان نہیں ، یوں کہنے لگے کہ جب تم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے روز آخر تک کے تمام ما کان و ما یکون کا علم ثابت کیا تو اس میں وہ پانچ چیزیں بھی داخل ہو گئیں جنھیں سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر ان کا خدا سے مخصوص ہونا کدھر گیا؟

اقول: اے شخص تو کتنی جلدی بھول گیا کیا ہم نے تجھے القانہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ خاص ہے کہ اپنی ذات سے علم ہو اور جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہو، رہا مطلق علم عطائی خود اللہ عزوجل کے ثابت کرنے اور ارشاد فرمانے سے اس کے بندوں کے لیے ثابت ہے۔ کیا تو نے نہ جانا کہ ما کان و ما یکون کا علم اس نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ واکرم الصلاۃ والتسلیم کے لیے ہم نے اپنی طرف سے ثابت نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا اور قرآن نے ثابت کیا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثابت کیا اور صحابہ نے ثابت کیا اور ان کے بعد کے ائمہ نے ثابت کیا۔

اب اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کو گنا اور خاص ان کا ذکر کیا تو ضرور ہے کہ ان کو اپنے غیر پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے میں کوئی زیادتی ہو تو اللہ کا بتانا اور غیبوں میں جاری ہوتا ہے نہ ان میں، ورنہ ان کے خاص ہونے کی خصوصیت باطل ہو جائے گی کہ اب یہ بھی مثل اور غیبوں کے ہو گئیں کہ بتانے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔

اقول: تو یہ دعویٰ تو نے کہاں سے نکال لیا کہ خاص ہونے میں ان کی کوئی خصوصیت ہے آیت تو اس طرح ہے :

ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر.

بیشک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے پانی اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ ہے جاننے والا بتانے والا۔

تو اس آیت میں اس کا بیان کہاں ہے کہ یہ پانچوں سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں نہ کہ خاص ہونے میں اور زیادہ خصوصیت، کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان پانچ سے بعض میں تو کوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں جو حصر و تخصیص پر دلالت کرے جیسے ارشاد کہ ینزل الغیث، پانی اتارتا ہے۔ اور یہ ارشاد کہ یعلم ما فی الارحام پیٹ کی چیزیں جانتا ہے۔ اور ہم نہیں مانتے کہ صرف مقام حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصاص کا موجب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سمع و بصر و علم سے اپنی ذات کی مدح فرمائی اور ان سے اپنے بندوں کا بھی وصف کیا کہ فرماتا ہے۔

جعل لکم السمع و الابصار و الافئدۃ

اس نے تمہارے لیے بنائے کان اور آنکھ اور دل۔

ثانیاً : ہم نے اختصاص مانا مگر پانچ کو ان میں ایسی خصوصیت کیا ہے کہ اللہ کے بتانے کو بھی ان کی طرف راہ نہ رہے کہ یہ اگر ہو تو مفہوم اللقب سے استدلال کے قبیل سے ہوگا (یعنی بعض اشیاء کا نام لے کر جو حکم بیان کیا جائے وہ اس پر دلالت کرے کہ وہ حکم ان کے غیر میں نہیں) اور وہ باطل ہے اصول میں اس کے بطلان پر دلائل قائم ہو چکے اس لیے کہ آیت میں تو پانچ کا لفظ بھی نہیں جسے مفہوم اوب کی طرف پھیرو (یعنی کچھ گنتی گنا کر جو حکم بیان کیا جائے وہ دلالت کرے کہ اس سے زائد کے لیے یہ حکم نہیں) اور

حدیث میں اگر پانچ کا لفظ آیا ہے تو اس سے قطع نظر کر کے جو اوپر ہم بیان کر آئے کہ حدیث احاد در بارۂ اعتقاد نا مفید اعتماد، ہم نہیں مانتے کہ ایسی جگہ عدد زیادہ کی نفی کرتا ہو۔ ایسی جگہ عدد کہیں حصر کا حکم نہیں کرتی ہگر خاص ان پانچ کے ذکر فرمانے میں کوئی نکتہ تو ہونا چاہیئے؟

اقول: ہاں نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے القا فرمایا کہ ان پانچ کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں یہاں تک کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کے ہزارویں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے اور برزخ غیب ہے اور بہشت غیب ہے اور دوزخ غیب ہے اور حساب غیب ہے اور نامہ اعمال غیب ہے اور قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے، قبروں سے اٹھانا غیب ہے، اور فرشتے غیب ہیں اور ان کے سوا تیرے رب کے لشکر غیب ہیں اور ان کے سوا اور غیب ہیں جن کی جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے نہ کہ فرد مایں۔ اور معلوم ہیں کہ یہ سب کے سب یا ان میں اکثر غیب ہونے میں ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں ان میں سے کچھ ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ ذکر فرمائے تو انھیں اس لیے نہ گنایا کہ یہ غیبت وخفا کے اندر زیادہ دال ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کاہنوں کا تھا اور کافر علم غیب کا ادعا رکھتے تھے رمل سے، نجوم سے، قیافہ سے، عیافہ سے، زجر سے، طیر سے اور پانسوں سے، ان کے سوا اور اپنی ہوسوں سے جو اندھیریوں سے ڈھانپی ہوئی تھیں اور وہ ان چیزوں سے جو ہم نے ذکر کیں مثلاً ذات وصفات الٰہی، آخرت اور فرشتے کچھ بحث نہ رکھتے تھے اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان بربادی کی طرف بلانے والے فنون میں کوئی راہ تھی وہ تو یہی بات بکا کرتے تھے کہ مینھ کب ہوگا کہاں ہوگا اور پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا اور کسب اور تجارتوں کے حال اور یہ کہ ان میں کسے فائدہ ہوگا اور کسے نقصان اور یہ کہ مسافر اپنے گھر پلٹے گا یا وہیں پردیس میں مرجائے گا۔ تو یہ چار چیزیں خاص ذکر کی گئیں بایں معنی کہ یہی چیزیں جن کے علم کا تم اپنے باطل فنون سے ادعا کرتے ہو

ان کا علم تو اسی بادشاہ جلیل کے پاس ہے بے اس کے بتائے اس کی طرف کوئی راہ نہیں، اور ان چار کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرمالیا کہ یہ بھی انھیں باتوں کی جنس سے تھی جن سے بحث کرتے تھے یعنی موت، تو اکا دکا آدمیوں کی موت سے بحث کرتے تھے اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے۔ تو ان پانچوں چیزوں کے خاص ذکر کا یہ نکتہ ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔

ثالثاً : ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جنھیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ عزوجل نے فرمایا۔

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ .

تم فرمادو کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام حکم فرمایا اور ہم سب پر ایمان لائے اس لیے کہ خاص عام کی نفی نہیں کرتا تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان سے علو و شرف و دقت و لطافت میں زائد ہیں انھیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

علوم خمسہ میں علماء وائمہ کا موقف

ائمہ کرام نے تحقیق فرمادی کہ نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے عطائے الٰہی جانے اور ہمارے بعض اصحاب نے ''روض النضیر شرح جامع صغیر من احادیث البشیر والنذیر'' سے نقل کیا کہ فرماتے ہیں

رہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پانچ کو خود بخود کوئی نہیں جانتا سوا اس کے لیکن کبھی خدا کے بتائے سے معلوم ہوتی ہیں کہ یہاں ان کے جاننے والے موجود ہیں اور ہم نے ان کا علم کئی شخصوں کے پاس پایا جیسا کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا کہ انھیں معلوم تھا کہ کب انتقال کریں گے اور پیٹ کے بچہ کو عورت کے زمانہ حمل میں جان لیا اور اس سے پہلے۔

امام ابن حجر نے شرح ہمزیہ میں ان پانچ میں سے علم غیب عطا ہونے کی تصریح فرمائی جہاں فرماتے ہیں انبیاء اور اولیاء کا علم اللہ کے بتانے ہی سے ہے اور ہم جو کچھ ان میں سے جانتے ہیں وہ انبیاء واولیاء کے بتانے ہی سے ہے اور یہ وہ علم الٰہی نہیں جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں سے ہے جو قدیم ازلی دائم ابدی ہیں بدلنے اور حدوث ونقصان کی علامتوں اور ساجھے اور بانٹے سے منزہ ہیں یہاں تک فرمایا کہ اس کے منافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بعض خاص بندوں کو غیبوں کا علم دینا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کی نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خمس لا یعلمهن الا الله .

پانچ علم ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے کہ پانچ چیزیں ہیں جنھیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، یوں فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ :

ان پانچ چیزوں کو بے خدا کے بتائے اپنی عقل سے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ یہ پانچوں ان غیبوں میں سے ہیں جو اللہ عزوجل کے بے بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

امام اجل بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ ان پانچ غیبوں کو جاننے میں کسی کے لیے طمع کی جگہ نہیں اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیہ کریمہ "عنده مفاتيح الغيب" کہ اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں ،کو ان پانچ سے تفسیر فرمایا تو جو کوئی ان پانچ میں سے کسی کا دعویٰ کرے اور اس علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے نہ بتائے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

تو دیکھو صرف اسے جھوٹا بتایا جو ان پانچ علم کا اپنے لیے بغیر واسطہ عالم ما کان و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے تو نہایت بلند آواز سے پکار کر یہ فائدہ بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان

پانچ غیبوں کو جانتے ہیں، اور اولیاء میں سے جسے چاہتے ہیں بتا دیتے ہیں۔

نا گزیر علامہ ابراہیم بیجوری نے شرح بردہ شریف میں تصریح فرمادی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ پانچوں غیب بتا دیئے۔

اقول: یہ پانچ تو جیسا ہم اوپر بیان کر آئے نہایت کھلے ہوئے غیبوں میں سے ہیں جن کا شمار وہی جانے جس نے بتایا اور جن کو بتایا۔ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس مضمون کو شنوانی نے جمع النہایہ میں بطور حدیث کے بیان کیا کہ بیشک مروی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ لے گیا یہاں تک کہ حضور کو ہر شیٔ پر اطلاع بخشی۔

ابریز میں ہمارے سردار عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے نقل فرمایا:

کہ اس آیت میں جو پانچ غیب مذکور ہیں ان میں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور یہ پانچوں غیب حضور پر کیوں کر مخفی رہیں حالاں کہ حضور کی امت میں سے ساتوں قطب ان پانچوں کو جانتے ہیں حالاں کہ وہ ساتوں غوث سے نیچے ہیں پھر کجا غوث پھر کجا وہ تمام اگلوں پچھلوں کے سردار ہیں وہ جو ہر شیٔ کے سبب ہیں، وہ کہ ہر شیٔ انھیں سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نیز ابریز میں انھیں سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان پانچ غیبوں کا معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیوں کر چھپا ہے حالاں کہ حضور کی امت مرحومہ میں سے کوئی صاحب تصرف، تصرف نہیں کر سکتا جب تک کہ ان پانچوں کو نہ جانے۔

ام الفضل کو عبداللہ کی بشارت

خطیب اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مجھ

سے ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان فرمائی:

قال مررت بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انک حامل بغلام فاذا ولدتہ فاتینی بہ قالت یا رسول اللہ انی لی ذلک و قد تحالفت قریش ان لا یاتوا النساء قال ھو ما اخبرتک قالت فلما ولدتہ اتیتہ فاذن فی اذنہ الیمنی و اقام فی الیسری و القاہ من ریقہ و سماہ عبد اللہ و قال اذھبی بابی الخلفاء فاخبرت العباس فاتاہ فذکر لہ فقال و ما اخبرتھا ھذا ابو الخلفاء حتی یکون منھم السفاح حتی یکون منھم المھدی.

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر گزری حضور نے فرمایا تو حاملہ ہے اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے حضور لانا، ام الفضل نے عرض کی یا رسول اللہ میرے حمل کہاں سے آیا حالاں کہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ جائیں ارشاد ہوا بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی، ام الفضل فرماتی ہیں جب لڑکا پیدا ہوا میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب دہن اقدس اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا عبداللہ نام رکھا اور فرمایا لے جاؤ خلفاء کے باپ کو۔ میں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کا ارشادِ بیان کیا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ام الفضل نے ایسا کہا، فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے ان سے کہی یہ خلیفوں کا باپ ہے یہاں تک کہ ان میں سے سفاح ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔

اقول: تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ جان لیا جو پیٹ میں تھا اور وہ جانا جو اس سے بہت زیادہ ہے وہ جان لیا جو پیٹ کے بچے کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا کہ جو پیٹ کے بچے کی پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا جو کئی پشت نیچے تک پیٹ کے بچے کے پیٹھ والے کے پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلیفوں کے باپ کو لے جاؤ اور فرمایا کہ انھیں

میں سے سفاح ہے انھیں میں سے مہدی ہے۔

صدیق اکبر نے اپنی دختر کی خبر دی

عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا مال، جو غابہ میں تھا اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں پر سے اتروالیں جب صدیق اکبر کے وصال کا وقت آیا ام المومنین سے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تونگری مجھے تم سے محبوب نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی تمھارے برابر مجھ پر دشوار نہیں۔ اور میں نے تم کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کیے تھے کہ درختوں پر سے اتروالو تو اگر تم نے وہ کٹوا کر قبضے میں کر لیے ہوتے تو وہ تمھارے ہوتے اور آج تو وارث کا مال ہے اور وارث تمھارے دو بھائی اور تمھاری دو بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا۔ ام المومنین نے عرض کی اے میرے باپ خدا کی قسم اگر اتنا مال اور اتنا مال ہوتا میں جب بھی چھوڑ دیتی میری بہن تو ایک اسماء ہے اور دوسری کون؟ فرمایا وہ جو بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے علم میں وہ لڑکی ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں یوں روایت کی، کہ صدیق نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میرے دل میں الہام کیا گیا کہ وہ لڑکی ہے تم اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو، اس پر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

فتح خیبر کی بشارت اور علی

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کی حدیث میں ہے :

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا عطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ فاعطاھا علیا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں، دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو عطا فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کی روش پر لام تاکید اور نون تاکید سے موکد کر کے بیان فرمائی تو حضور کو یقیناً معلوم تھا کہ میں کل کیا کروں گا۔

حضور نے اپنے وصال کی خبر دی

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا وصال اقدس مدینہ طیبہ میں ہوگا تو انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا :

المحیا محیاکم و الممات مماتکم.

ہماری زندگی وہاں ہے جہاں تمھاری زندگی ہے اور ہمارا انتقال وہاں ہے جہاں تمھاری موت۔ یہ حدیث مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے ارشاد فرمایا :

یا معاذ انک عسی ان لا تلقانی بعد عامی ھذا و لعلک ان تمر بمسجدی ھذا و قبری .

اے معاذ قریب ہے کہ تو مجھ سے اس سال کے بعد (دنیا میں) نہ ملے گا اور امید ہے کہ تو میری اس مسجد اور میرے مزار پاک پر گزرے۔ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی۔

بدر میں کفار کے موضع موت کی نشان دہی

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ندب رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الناس فانطلقوا حتى نزلوا بدرا فقال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هذا مصرع فلان و يضع يده على الارض ههنا و ههنا قال فما ماط اى مازال و ما تجاوز احدهم عن موضع يد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اعلان دیا تو وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے وہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین پر جگہ جگہ دست اقدس رکھ کر بتایا کہ یہ فلاں کافر کے پچھڑنے کی جگہ ہے اور یہ فلاں کی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا وہیں اس کی لاش گری اس سے اصلاً تجاوز نہ کی۔

اور انھیں کی حدیث میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

و الذی بعثه بالحق ما اخطوا الحدود التی حدها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا جو حدیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے مقرر فرمادی تھیں کسی نے اس حد سے خطا نہ کی۔ یہ بھی مسلم کی روایت ہے۔

حضرت علی کو اپنی شہادت کی خبر ہوگئی

جب وہ رات آئی جس کی صبح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی اس رات میں بار بار

مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر کرتے اور فرماتے خدا کی قسم نہ میں غلط کہتا ہوں نہ مجھ سے غلط کہا گیا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا اور بطیں حضور کی طرف حضور کے مواجہہ میں چلاتی ہوئی آئیں لوگوں نے ان کو ہانکا فرمایا رہنے دو کہ یہ نوحہ کررہی ہیں۔

ایک صحابی کو مقام موت کی خبر دی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی اقرع بن شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً جانتے تھے کہ کس زمین میں ان کا انتقال ہوگا یہ حدیث ان سے ابن سکن اور ابن مندہ وابن عساکر نے روایت کی انھوں نے فرمایا :

دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرض یعودنی فقلت ما احسب الاانی امیت من مرضی قال کلا لتبقین و لتہا جرن الی ارض الشام و تموت بالربوۃ من فلسطین فمات فی خلافۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دفن بالرملۃ .

میری ایک بیماری میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے پوچھنے کو تشریف لائے میں نے عرض کی مجھے یہی گمان ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا ارشاد فرمایا ہرگز نہیں ضرور تو زندہ رہے گا اور شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین میں ایک ٹیلے پر مرے گا، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور رملہ میں دفن ہوئے۔

حضور نے بارش کی خبر دی

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں بروایت بیہقی فرمایا :

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بادل چھایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم برآمد ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک فرشتہ بادلوں کا موکل میری خدمت میں حاضر ہوا مجھے اس نے سلام کیا اور خبر دی کہ وہ چلائے گا بادلوں کو یمن کے ایک نالہ کی طرف جسے ضریح کہا جاتا ہے تو ہمارے پاس اس کے بعد ایک سوار آیا ہم نے اس سے بادل کی نسبت دریافت کیا تو اس نے خبر دی کہ اس دن پانی برسا، علامہ بیہقی نے فرمایا اس حدیث کے لیے شاہد مرسل ہے بکر بن عبداللہ مزنی سے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی بادل کے فرشتے سے کہ وہ آرہا ہے فلاں شہر کو اور بلاشک اس دن وہاں پانی برسا اور بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ملک علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے شہر میں کب پانی برسے گا تو اس نے کہا فلاں دن۔ حضور کے پاس بعض منافق لوگ تھے تو انھوں نے اسے یاد رکھا پھر انھوں نے اس کے متعلق پوچھا تو اس کی تصدیق پائی تو ایمان لائے اور اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تمھارا ایمان زائد کرے۔

یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو قحط کی خبر دی

اللہ کے نبی یوسف صدیق علیہ الصلاۃ والسلام نے مصریوں سے فرمایا تم سات برس حسب دستور کھیتی کرو گے فرمایا پھر اس کے بعد سات برس کڑے آئیں گے، فرمایا پھر اس کے بعد وہ سال آئے گا کہ لوگ مینھ دیئے جائیں گے تو انھوں نے یقیناً جانا کہ سات برس مصریوں کو مینھ وقت پر ملے گا پھر سات برس تک نہ برسے گا پھر پندرھویں سال ان پر برسے گا اور انگور اگیں گے تو وہ ان کا شیرہ نکالیں گے۔

علم قیامت

رب تبارک وتعالیٰ برکت والی رات شب برأت کے بارے میں فرماتا ہے:

فیھا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا.

اس رات میں بانٹ دیئے جاتے ہیں سب حکمت والے کام ہمارے حکم سے۔

تو اللہ عزوجل کی گواہی سے ثابت ہوا کہ ان پانچ غیبوں میں سے قیامت کے سوا چار کے جمیع افراد ان کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے بتا دیتا ہے جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

اقول: اور اسی طرح واجب ہوا کہ سیدنا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام بالتعجیل قیامت کا خاص وقت تعین کے ساتھ اس کے وقوع سے پہلے جان لیں گے اگرچہ ایک لحظہ، اور یہ اس دن جب صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اپنا دوسرا پر بھی گرا دیں گے اور ایک پر تو اس وقت گرا چکے ہیں جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اس کے گراتے ہی فرشتہ نے کہ ان کا ماتحت ہے صور منہ میں اٹھالیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

کیف انعم و صاحب الصور قد التقمہ و اصغی سمعہ و حناجبھتہ ینتظر متی یومر بالنفخ.

کہ میں کیوں کر چین لوں حالاں کہ صور والے نے صور منہ میں لے لیا اور کان لگائے ہوئے ہے اور ماتھا جھکائے ہوئے ہے انتظار کر رہا ہے کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جائے، یہ حدیث ترمذی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اور وہ فرشتہ اپنے دونوں زانو پر کھڑا ہوا اسرافیل علیہ الصلاۃ والسلام کے اس پر کی طرف نگاہ جمائے ہوئے ہے جو ابھی پھیلا ہوا ہے تو جب وہ اس پر کو گرائیں گے تو یہ صور پھونک دے گا تو صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت میں ان کے پر گرانے کا فاصلہ ہے اور یہ ایک جنبش ہے اور جنبش زمانہ میں ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ وقوع سے پہلے قیامت کا انھیں علم ہوگا اگرچہ ایک لمحہ،

تو جب یہ ایک مقرب فرشتہ کے لیے واجب ہوا تو سب سے بڑھ کر پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کون محال کرنے والا ہے کہ قیامت کو اس کے وقوع سے مثلاً دو ہزار برس پہلے جان لیں اور حضور کو حکم

ہوا کہ اوروں کو نہ بتائیں۔

امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرمایا:

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی مگر اس کے پسندیدہ رسول کہ اللہ ان کو اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرما دیتا ہے۔

اربعین امام نووی کی شرح فتوحات الٰہیہ نیز اس کی دوسری فتح المبین کے حاشیہ میں قیامت کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ملنے کے بارے میں ہے حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور پر پوشیدہ رہ گیا تھا جب حضور کو بتا دیا ہاں یہ ہے کہ بعض باتیں چھپانے کا حضور کو حکم دیا اور بعض باتیں بتانے کا۔

ذات الٰہی کے مظہر اتم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الذین بدلوا نعمة الله کی تفسیر میں فرمایا:

کہ نعمت الٰہی سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت قرآن کی منت ہیں، اور خاص اس آیت کا ذکر مناسبت مقام کے سبب کیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفرینش میں تمام جہاں سے اول ہیں تو تمام مخلوقات الٰہی کو حضور نے دیکھا کہ حضور ان سب سے پہلے موجود ہوئے اور تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں تو تمام انبیاء پر جتنے علم اترے وہ سب حضور نے جمع فرما لیے، اور حضور اپنے معجزوں سے ظاہر ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی قدیم صفات کے مظہر، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور ہوگا اپنے رب کو بتانے سے اس سب کو جانتے ہیں تو اللہ عزوجل نے حضور پر ان پانچوں کی تجلی سے منت فرمائی اور ہم پر حضور کے بھیجنے سے احسان فرمایا تو حضور اس آیت عظمیٰ کی منت ہوئے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذات الٰہی کی شانوں اور صفت حق کے احکام اور اسماء وافعال وآثار، غرض جمیع اشیاء کا علم ہے اور حضور نے جمیع علوم اول وآخر وظاہر و باطن کو احاطہ فرمایا۔

سواد بن قارب کے اشعار

سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ اشعار پڑھے۔

فاشهد ان الله لا شئ غيره
و انک مامون على كل غائب
و انک ادنیٰ المرسلین شفاعة
الى الله يا ابن الاكرمين الاطائب
فكن لى شفيعا يوم لا ذو شفاعة
سواک بمغن عن سواد بن قارب

میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بیشک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں اور بیشک آپ اے طیب وطاہر آباء وامہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کے معاملہ میں اللہ سے قریب ہیں، آپ میرے سفارشی بن جایئے جس دن آپ کے سوا کوئی سفارشی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اقول: سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول، اللہ کے سوا ہر چیز سے وجود کی نفی فرمائی۔ دوم، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیبوں کا علم ثابت کیا کہ حضور کو تمام غیبوں پر امین بنایا اور جو کسی چیز کو نہ جانتا ہو اس پر امین کیا ہوگا۔

ازل سے ابد تک کا علم ہونے کی تحقیق

امام احمد رضا بریلوی دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بے شک جملہ " ما لم تکن تعلم " شامل ہے ان تمام مغیبات کو جو ازل سے ہوگزریں اور ابد تک ہوں گی۔ رہا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ازل سے ابد تک کے تمام کائنات کو شامل ہونا تو آگاہ ہو کہ ازل و ابد بولے جاتے ہیں اور ان سے وہ مراد ہوتی ہے جو متکلمین کی اصطلاح ہے یعنی وہ جس کے وجود کی ابتداء نہیں اور وہ جس کے بقا کی انتہا نہیں۔ اور اس معنی پر جمیع اشیاء کو علم کا شامل ہونا ہم تجھے بتا چکے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے بندوں کے لیے عقل ونقل دونوں کی رو سے محال ہے مگر بارہا ازل و ابد بولتے ہیں اور ان سے گزشتہ وآئندہ کا طویل زمانہ مراد ہوتا ہے۔

عارف باللہ مولانا نظامی قدس سرہ السامی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں کہا :

محمد کا زل تا ابد ہرچہ ہست
بہ آرائش نام او نقش ست

یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ موجود ہے اس نے اسی لیے صورت پکڑی اور موجود ہوا کہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیبائش بنے۔ یعنی حضور کے خدم وحشم سے ہو اور حضور کی عزت وجلالت کے جلوس میں شامل ہو۔

حضور کے علم غیب پر بعض علماء کے اقوال

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ سے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں

- حضور کو تمام جزئی وکلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرمالیا۔
- نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شی بیان فرمادی۔

- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نے تمام عالم کو گھیر لیا۔
- جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ ہو گا سب کو حضور نے جان لیا۔
- حضور سب کچھ ایسا دیکھتے اور سنتے ہیں جیسا آنکھوں کے سامنے ہے۔
- حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کے عالم ہیں۔
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرما لیا۔

حضور کے علم کی ابتدا و انتہا

امام احمد رضا بریلوی چوتھے سوال (کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی ابتداء اور انتہاء یا کسی حد سے محدود) کے جواب میں فرماتے ہیں:

ابتداء تو ضرور ہے اس لیے کہ مخلوق کا علم حادث ہی ہو کر ممکن ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معلومات کی ہر زمانہ میں کوئی گنتی ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگرچہ کوئی آدمی اور فرشتہ اسے شمار نہ کر سکے تو یہ بھی بلا شبہ صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کسی حد پر ٹھہر جائے کہ اس سے آگے نہ بڑھے تو یہ باطل ہے اور اللہ اسے نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابد الاباد تک ذات و صفات الٰہی کے علم میں ترقی فرماتے رہیں گے۔

(الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیہ، الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیۃ)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق یہ اشعار نظم فرمائے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

●

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے — دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر — کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے

●

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

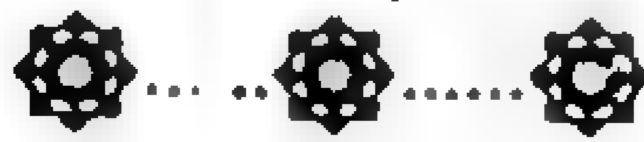
●

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں — اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع — مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

●

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

(حدائق بخشش)



علم تعبیر رؤیا

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

علم تعبیر رؤیا

قاضی ابوبکر بن العربی جو کہ اعاظم علمائے مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ رؤیا یعنی خواب وہ ادراک ہے جسے حق تبارک وتعالیٰ بندے کے دل میں کسی فرشتے یا کسی شیطان کے ہاتھ سے اس کی حقیقتوں کے ساتھ یا اس کی تعبیرات کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے۔

حاکم وعقیلی روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملاقات کی اور کہا اے ابوالحسن ایک شخص خواب دیکھتا ہے تو اس کا کچھ حصہ تو صادق ہوتا ہے اور کچھ حصہ کاذب نکلتا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد و عورت جو خوب گہری نیند سو جائے تو اس کی روح عرش کی جانب پرواز کر جاتی ہے اس عرش سے وہ رؤیا ظاہر ہوتی ہے اور جو روح عرش سے نیچے رہ جاتی ہے وہ جھوٹی ہوتی ہے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد صالح کا خواب حسن، نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ رؤیائے صالحین کی اکثریت مراد ہے ورنہ مرد صالح تو بسا اوقات اضغاث یعنی پریشان خوابوں کو بھی دیکھتا ہے لیکن یہ نادر ہے بایں وجہ کہ صلحاء پر شیطان کا تسلط بہت کم ہے بخلاف غیر صلحاء کے کہ اس میں صدق نادر ہے بایں وجہ کہ ان پر شیطان کا تسلط غالب ہے۔

اس جگہ یہ مشکل بیان کرتے ہیں کہ رؤیا یعنی خواب نبوت کا حصہ ہے اس کے کیا معنی ہیں حالاں کہ نبوت، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی؟ تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر خواب نبی یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا ہے تو وہ حقیقۃً اجزائے نبوت کا جزو ہے۔ اور اگر غیر نبی نے دیکھا ہے تو بر سبیل مجاز باعتبار تشبیہ رؤیائے نبوت وہ افادۂ علم میں اجزائے نبوت کا جزو ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جزو سے مراد، علم نبوت کا جزو ہے کیوں کہ نبوت اگرچہ منقطع ہو چکی ہے مگر اس کا علم باقی ہے۔

ویعلمک من تاویل الاحادیث

اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا

(یوسف/٦)

قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ کوئی اسے حقیقۃً اجزائے نبوت نہیں جانتا مگر فرشتہ یا نبی۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے جو کچھ مراد لیا ہے اسی قدر ہے کہ رؤیا باقی الجملہ اجزائے نبوت کا ایک جز ہے اس لیے کہ اس میں من وجہ یک گونہ غیوبات میں سے کسی غیب پر اطلاع ہے لیکن تفصیلی نسبت درجۂ نبوت اور اس کی معرفت کے ساتھ مخصوص ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ عالم کے لیے لازم ہے ہر چیز کو مکمل اور تفصیلی طور پر جانے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کے لیے واقفیت کی اس کے نزدیک ایک حد رکھی ہے لہٰذا ان میں سے کچھ کو تو وہ مکمل اور تفصیلی طور پر جان لیتا ہے اور کچھ کو مختصراً۔ رؤیا یعنی خواب اسی قبیل سے ہے اور حدیث میں بھی روایتیں مختلف آئی ہیں بعض میں پینتالیسواں حصہ ہے، بعض میں سترواں، بعض میں چھترواں، بعض میں چھیالیسواں، بعض میں چوبیسواں اس بناء پر ان کی صحت پر وثوق نہ رہا لیکن مشہور چھیالیسواں ہے۔ اس روایت مشہور میں ایک خاص مناسبت یہ ہے۔

کہتے ہیں کہ حق تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چھ مہینے خواب میں وحی فرمائی اس کے بعد باقی تمام مدت حیات، بیداری میں وحی فرمائی۔ مکمل دور نبوت تیئس سال ہے اور ان چھ مہینوں کی نسبت تیئس سال سے چھیالیسواں حصہ ہے۔ یہ وجہ مناسب ومعقول ہے اگر ثابت ہو جائے کہ ابتدا میں اس خواب میں وحی کی مدت چھ مہینے ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اسے محبوب وپسند ہے تو وہ خدا کی جانب سے ہے اس پر لازم ہے کہ حمد وشکر الٰہی بجالائے اور اس کی تحدیث کرے یعنی لوگوں کو بتائے اور اگر خواب میں ایسی چیز دیکھی ہو جو اسے ناپسند وناگوار ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگی لہٰذا ضروری ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ سے اس کے شر وفساد سے پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے۔

تمام رؤیا دو قسم پر منحصر ہیں۔ ایک اضغاث احلام یعنی وہ خواب جو پراگندہ، اور جھوٹے ہوں جس طرح بیداری میں خیالات فاسد و پریشان پیدا ہوتے ہیں یہی حال خواب کا ہے۔ یہ قسم نامعتبر ہے یہ کوئی تعبیر نہیں رکھتا اور بسا اوقات اس قسم کا خواب شیطان کے دکھانے سے ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کے خواب کو اندوہگیں کر کے اسے غمزدہ کرے۔

خواب کی دوسری قسم رؤیائے صادقہ ہے مثلاً انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے رؤیا یا صلحائے امت کے خواب اور کبھی بر سبیل ندرت ان کے غیر کو بھی اس کا اتفاق پڑ جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے اصدق الرؤیا بالاسحار سب سے زیادہ سچا خواب صبح کا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ رات کے پہلے پہر کے خواب کی تاویل دیر میں پڑتی ہے اور نصف ثانی کا خواب متفاوت الاجزا ہوتا ہے۔ خوابوں میں سب سے جلدی اور سرعت سے رونما ہونے والا خواب صبح کے وقت کا ہوتا ہے خصوصاً طلوع فجر کے وقت کا خواب۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاویل میں جلد تر ہونے والا خواب، قیلولہ کا خواب ہے اور محمد بن سیرین نقل کرتے ہیں کہ دن کا خواب رات کے خواب کی مانند ہے۔ اور عورتوں کے خواب کا حکم مردوں کی مانند ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عورت جب خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اس کے اہل سے نہ ہو تو وہ خواب اس کے شوہر کا ہے یہی حال غلام کے خواب کا ہے کہ اس کے آقا کے لیے ہے اسی طرح بچوں کا خواب ماں باپ کے لیے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر ادا فرما چکتے تو رخ انور پھیر کر صحابہ سے دریافت فرماتے کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات خواب دیکھا ہو؟ اس کے بعد حضور سے وہ حضرات جنھوں نے خواب دیکھا ہوتا عرض کرتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں تعبیر ارشاد فرمایا

کرتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابہ کرام سے استفسار خواب کی حکمت میں اہل علم کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کی بشارت کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کہیں سے ظاہر ہو جائے کہ فتح کب اور کس طرح ہوگی (معلوم نہیں انھوں نے یہ مطلب کہاں سے اخذ کیا؟) حالاں کہ اس سوال کرنے کا ظاہر مطلب و مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرام کے احوال کو جانیں کہ ہر ایک کا سلوک کہاں تک پہنچا ہے اور اس کی تدبیر کیا ہونی چاہیے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

سچے خواب اور مبشرات

مومنین و صالحین کے اچھے اور سچے خواب ایک طرح کی بشارت و خوش خبری ہے اس کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات الرؤیا الصالحۃ .

نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھے خواب ہیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذہبت النبوۃ فلا نبوۃ بعدی الا المبشرات الرؤیا یراھا الرجل او تری لہ .

نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے

لیے دیکھا جائے۔

احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذهبت النبوة و بقيت المبشرات.

نبوت ہو گئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا۔

يا ايها الناس انه لم يبق من مبشرات النبوة الا الرويا الصالحة يراها المسلم او ترى له .

اے لوگو! نبوت کی بشارت سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

سعید بن منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا نبوة بعدى الا المبشرات الرويا الصالحة

میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یبقی بعدی من النبوۃ شی الا المبشرات الرؤیا الصالحة یراھا العبد او تری له .

میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

ابن زمل کا خواب

بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے :

سبحان الله و بحمده و استغفر الله ان الله کان توابا.

پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے۔ ابن زمل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برا۔ رب العالمین کے لیے ساری خوبیاں ہیں، خواب بیان کرو، انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلاً نہ پھرے، اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا

پھر دوسرا ابلا آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پر پڑ لیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں حضور کے آگے ایک سال خورد لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لیے جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہدایت ہے جس پر میں تمھیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اے ابن زمل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجۂ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں۔

واما الناقة التی رأیت و رأیتنی اتبعها فهی الساعة علینا تقوم لا نبی بعدی و لا امة بعد امتی.

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ختم النبوۃ)

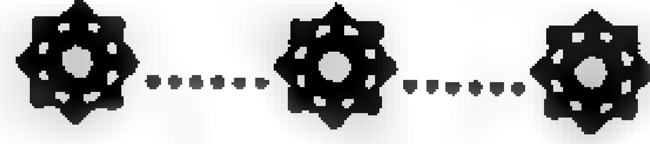
حضرت عائشہ کی بشارت

قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنها رأیتک فی

المنام ثلث لیال یجیء بک الملک فی سرقة من حریر فقال لی ھذہ امرأتک فکشفت عن وجھک الثوب فاذا انت ھی فقلت ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے تجھے تین راتیں مسلسل خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے حضور پیش کیا پھر فرشتے نے عرض کی کہ یہ آپ کی زوجہ مقدسہ ہیں اور میں نے تمھارے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو وہ تم تھیں میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ضرور ہوگا۔ (مولف)

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام)



نور محمدی ﷺ

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(المائدہ/۱۵)

نور محمدی ﷺ

حق سبحانہ وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی انتہائی روشن اور منور ہونے کی بناء پر نور اور سراج منیر رکھا، اس لیے کہ آپ کے ذریعہ قرب ووصال حق کا طریقہ روشن وظاہر ہوا اور آپ کے جمال وکمال سے آنکھوں میں بینائی اور روشنی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد باری ہے **قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین** بے شک تمھارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آئی۔ اور فرمایا **یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا** اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا (حاضر وناظر) بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بھیجا۔

علماء فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو چراغ سے تشبیہ دی، باوجودیکہ تشبیہ میں مبالغہ شمس وقمر سے زیادہ ہے۔ چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ آپ کا وجود عنصری ارضی ہے۔ دوسری حکمت یہ کہ چراغ اپنا قائم مقام بناتا ہے چنانچہ ایک چراغ سے لاکھوں چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں اس کے برعکس چاند وسورج قائم مقام نہیں رکھتے۔

بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے جو سراج سے تشبیہ دی ہے اس سے مراد تشبیہ ہے تو بعید نہ ہوگا اس لیے کہ حق تعالیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے آفتاب کو سراج فرمایا، ارشاد ہے **و جعل فیھا سراجا و قمرا منیرا** (اور بنائے آسمان میں آفتاب وماہتاب روشن) اور فرمایا **و جعلنا سراجا وھاجا** (اور بنایا آفتاب کو چمکتا دمکتا) لہٰذا جس طرح عالم اجسام میں آفتاب افادۂ نور کرتا ہے اور اپنے غیر سے مستفید نہیں ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات قدسی تمام نفوس بشریہ کے لیے افادۂ انور عقلیہ فرماتا ہے اور بجز ذات باری تبارک وتعالیٰ کے کسی سے استفادہ نہیں فرماتا، اس اعتبار سے کہ حضور ذات الٰہی سے استفادہ

فرماتے ہیں۔اگر چاند سے تشبیہ دی جائے تو بھی درست ہوگا الله نور السموات و الارض ۔اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمانے میں اپنے اس ارشاد سے تلمیح ہے کہ الله نور السموات و الارض (اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے) لہٰذا آسمان و زمین میں نہیں ہے مگر نورِ الٰہی جو تمام موجودات میں ہویدا ہے اور وہی وجود و حیات کا مالک ہے اور حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال و کمال اس نور الٰہی کا مظہرِ اتم اور اس کے ظہور کا واسطہ ہے چنانچہ مثل نوره الآیة ،کی تفسیر میں مفسرین کہتے ہیں کہ قلب محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایمان کی مثال،اس مشکوٰۃ کی مانند ہے جس میں شمع روشن ہو۔مشکوٰۃ آپ کے صدر مبارک کی مثال ہے،اور زجاجہ آپ کے قلب اطہر کی مثال ہے،اور مصباح آپ کے قلب شریف میں جو نورِ معرفت و ایمان ہے اس کی مثال ہے۔(مولف) (مدارج النبوۃ اول)

حدیث نوری

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، یہ کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے فرمایا :

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبد الرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

قال قلت یا رسول الله بابی انت و امی اخبرنی عن اول شی خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذلک النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ و لم یکن فی ذلک الوقت لوح و لا قلم

و لا جنة و لا نار و لا ملک و لا سماء و لا ارض و لا شمس و لا قمر و لا جنی و لا انسی فلما اراد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذلک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم و من الثانی اللوح و من الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول حملة العرش و من الثانی الکرسی و من الثالث باقی الملائکة ثم قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السموات و من الثانی الارضین و من الثالث الجنة و النار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء ، الحدیث بطوله .

یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتادیجے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی ، فرمایا اے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا ، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا ، اس وقت لوح ، قلم ، جنت ، دوزخ ، فرشتے ، آسمان ، زمین ، سورج ، چاند ، جن ، آدمی کچھ نہ تھا ، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم ، دوسرے سے لوح ، تیسرے سے عرش بنایا ، پھر چوتھے کے چار حصے کیے ، پہلے سے فرشتگان حامل عرش ، دوسرے سے کرسی ، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کیے ، پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے ، پہلے سے آسمان ، دوسرے سے زمینیں ، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے ۔ پھر چوتھے کے چار حصے کیے ، الی آخر الحدیث ۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہ روایت کی ، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی مواہب لدنیہ ، اور امام ابن حجر مکی ، افضل القریٰ ، اور علامہ فاسی مطالع المسرات ، اور علامہ زرقانی شرح مواہب ، اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں ۔ بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے ۔ تو بلا شبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے ۔ تلقی علماء بالقبول وہ شئ عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی

بلکہ سند ضعیف بھی ہوتو حرج نہیں کرتی۔ جیسا کہ ہم نے منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں بیان کیا ہے۔

لا جرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں **قد خلق کل شی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح۔**

نور نبی ہر چیز کی اصل

بیشک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

اسے ''آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام'' کی نوع ستین کے بعد بحث ثانی میں بیان کیا گیا ہے۔

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :

قد قال الاشعری انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار و الروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ و الملائکۃ شرر تلک الانوار و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نوری و من نوری خلق کل شئ وغیرہ فما فی معناہ۔

یعنی امام اجل امام اہل سنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر یہی مضمون اس طرح ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

نورِ احدیت کے پرتو سے نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنا، اور اس کے پرتو سے تمام عالم ظاہر ہوا، تو ہر چیز کی اصل حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سراپا ظہور ہے۔ پس مرتبۂ ایجاد میں بس وہی وہ ہیں اور مرتبۂ وجود میں صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقۃً اسی کی ذات پاک سے خاص ہے۔

(کشف حقائق و اسرار دقائق)

نورِ محمدی میں مذہب اسلم

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ بعض مولود شریف میں جو نورِ محمدی کو نورِ خدا سے پیدا ہوا، لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرط صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے، اور عمر کہتا ہے یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے، بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے، ہوا ہے۔ اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا اس میں چون و چرا بیجا ہے۔

آپ نے فرمایا:

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یا جابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اسے امام قسطلانی نے مواہب وغیرہ میں علمائے کرام کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

عمر کا قول سخت باطل و شنیع و گمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجر ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ "بشرط صحت" بوئے انکار دیتا ہے،

یہ جہالت ہے۔ باجماع علماء دربارۂ صحت مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصریح فرمائی، علاوہ بریں یہ معنی قدیماً وحدیثاً تصانیف و کلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملتقی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے کیوں کہ تلقی امت بالقبول سے حدیث قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی طرف امام ترمذی نے جامع صحیح میں اشارہ کیا ہے اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی صراحت کی ہے۔

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعی نہ رب العزت جل وعلانہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں کر بنایا نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے اور یہی معنی متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لیے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے، اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا، مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و ناتمام ہوگا، بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

نورِ محمدی کو چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ نور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چراغ سے تشبیہ دینا درست ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انسان غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں تو کیا اس میں تمام مخلوق شریک ہیں؟

آپ نے فرمایا:

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک ومنزہ پیدا ہوئے، بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے، نور کے معنی فضل کے نہیں، مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو، قرآن عظیم میں نور الٰہی کی مثال دی کمشکوٰۃ فیھا مصباح، کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل، یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا، جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام وروشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔

نور کی تعریف

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں تو نور ذاتی یا نور صفاتی سے یا دونوں سے؟ اور نور کیا چیز ہے۔

نور عرف عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیاء دیدنی کو۔

قال السید فی تعریفاته، النور کیفیة تدرکها الباصرة اولا و بواسطتها سائر المبصرات.

سید شریف جرجانی اپنی کتاب "تعریفات" میں فرماتے ہیں کہ نور اس کیفیت کا نام ہے جسے نگاہ پہلے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے تمام نظر آنے والی چیزوں کو۔ (مولف)

اور حق یہ کہ نور اس سے اجلی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، یہ جو بیان ہوا تعریف الجلی بالخفی ہے، نور بایں معنی ایک عرض و حادث ہے اور رب عزوجل اس سے منزہ۔

محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر۔

بایں معنی اللہ عزوجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور آیہ کریمہ **اللہ نور السموات و الارض** بلا تکلف و بلا تاویل اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

فان اللہ عزوجل ھو الظاھر بنفسہ و المظھر لغیرہ من السموات و الارض و من فیھم و سائر المخلوقات.

اللہ عزوجل بذات خود ظاہر و روشن ہے اور دوسروں کو روشنی عطا فرماتا ہے جیسے آسمان و زمین اور جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمام مخلوقات اسی سے روشن ہیں۔ (مولف)

اللہ کے نور ذاتی سے حضور کی آفرینش

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں، حدیث شریف میں وارد ہے عبد الرزاق و بیہقی روایت کرتے ہیں۔

ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ .

اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث میں نورہ فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے۔ **من نور جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمتہ** وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں :

(من نوره) ای من نور هو ذاته .

یعنی اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

لما تعلقت ارادة الحق تعالیٰ بایجاد خلقه ابرز الحقیقة المحمدیة من الانوار الصمدیة فی الحضرة الاحدیة ثم سلخ منها العوالم کلها علوها و سفلها.

یعنی اللہ عزوجل جب مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبۂ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا پھر اس سے تمام عالم علوی و سفلی نکالے۔

شرح علامہ میں ہے :

و الحضرة الاحدیة هی اول تعینات الذات و اول رتبها الذی لا اعتبار فیه لغیر الذات کما هو المشار الیه لقوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان الله و لا شئ معه . ذکره الکاشی .

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالٰی تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیدی کاشانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :

انبیاء مخلوق اند از اسماء ذاتیہ حق و اولیاء از اسماء صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید رسل مخلوق

از ذات حق وظہور حق درو ے بالذات است۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ کے اسمائے ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ذات حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے۔

ہاں عین ذات الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الٰہی ذات رسالت کے لیے مادہ ہے، جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذاً باللہ، ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شئ میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شی کو جزء ذات الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین وذات الٰہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ ورسول جانیں، جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔

حدیث میں ہے :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابو بکر مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔

ذات الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہان کو حضور پرنور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ **لولاک ما خلقت الدنیا.**

آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا۔

لولا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء.

اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمھیں بناتا نہ زمین نہ آسمان کو۔

تو سارا جہان ذات الٰہی بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے، حضور کے صدقے، حضور کے طفیل میں۔

لا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرۃ الوجود من حضرۃ العزت ثم ھو افاض الوجود علی سائر البریۃ کما تزعم کفرۃ الفلاسفۃ من توسیط العقول ، تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا ھل من خالق غیر اللہ .

یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کا فرگمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے۔

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں، تو وہ ذات الٰہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے :

ای من نور ھو ذاتہ لا بمعنی انھا مادۃ خلق نورہ منھا بل بمعنی تعلق الارادۃ بہ بلاواسطۃ شی فی وجودہ .

یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

نورِ محمدی کی تفہیم کے لیے ایک مثال

زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجیے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و

جلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے ہوئے۔ آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے، کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیت نور سے متکیف ہیں، اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسقدر ہوا، کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے، چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ، پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا بعینہ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو، یوں ہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیواریں وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطۂ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یک چراغ است دریں خانہ کی از پرتو آن
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

گھر میں ایک چراغ ہے مگر اس کی روشنی سے جہاں دیکھو وہاں پر انجمن ہی انجمن ہے۔ (مولف)

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لیے ہے جس طرح ارشاد ہوا۔ **مثل نورہ کمشکوۃ فیھا**، ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی۔ **و للہ المثل الاعلیٰ**۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس کے کہ آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال، باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں، آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک

اپنے وصول نور میں وسائط کامحتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتیٰ کہ نفس وسائط بھی یکساں نہیں۔

سیدی ابوسالم عبداللہ عیاشی، ہم استاذ علامہ محمد زرقانی، تلمیذ علامہ ابوالحسن شبراملسی اپنی کتاب الرحلہ پھر سیدی علامہ عثمادی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعا، شرح صلاۃ، حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔

انما یدرکه علی حقیقة من عرف معنی قوله تعالیٰ اَللّٰہ نور السموات و الارض، و تحقیق ذلک علی ما ینبغی لیس مما یدرک ببضاعة العقول و لا مما تسلط علیه الاوهام و انما یدرک بکشف الهی و اشراق حقه من اشعة ذلک النور فی قلب العبد فیدرک نور الله بنوره .

و اقرب تقریر یعطی القرب من فهم مضی الحدیث انه لما کان النور المحمدی اول الانوار الحادثة التی تجلی بها النور القدیم الازلی و هو اول التعینات للوجود المطلق الحقانی و هو مدد کل نور کائن او یکون و کما اشرق النور الاول فی حقیقته فتنورت بحیث صارت هو نورا اشرق نوره المحمدی علی حقائق الموجودات شیئا فشیئا فهی تستمد منه علی قدر تنورها بحسب کثرة الوسائط و قلتها و عدمها و کلما اشرق نوره علی نوع من انواع الحقائق ظهر النور فی مظهر الاقسام فقد کان النور الحادث اولا شیئا واحدا ثم اشرق فی حقیقة اخری فاستنارت بنوره تنورا کاملا بحسب ما تقتضیه حقیقتها فحصل فی الوجود الحادث نوران مفیض و مفاض و فی نفس الامر لیس هناک الانور واحد اشرق فی قابل الاستنارة فتنور بتعددات المظاهر و الظاهر واحد ثم کذلک کلما اشرق فی محل ظهر بصورة الانقسام و قد یشرق نور

المفاض عليه ايضا بحسب قوته على قوابل آخر فتنور بنوره فيحصل انقسام آخر بحسب المظاهر و كلها راجعة الى النور الاول الحادث اما بواسطة او بدونها.

قال و هذا غاية ما اتصل اليه العبارة فى هذا التقرير و مثل فى قصر باعه و عدم تضلعه من العلوم الالهية ان زاد فى التقرير خشى علي واقرب مثال يضرب لذلك نور المصباح تصبح منه مصابيح كثيرة و هو فى نفسه باق على ما هو عليه لم ينقص منه شى و اقرب من هذا المثال الى التحقيق و ابعد عن الافهام نور الشمس المشرق فى الاهلة ، و الكواكب على القول بان الكل مستنير بنوره و ليس لها نور من ذاتها فقد يقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم فى هذا الاجرام العلوية و فى الحقيقة ليس هذا الا نورها و هو قائم بها لم ينقص منه شى و لم يزايلها منه شى و لكنه اشرق فى اجرام قابلة الاستنارة فاستنارت.

و اقرب من هذا للفهم ما يحصل فى الاجرام السفلية من اشراق اشعة الشمس على الماء او قوارير الزجاج فيستنير ما يقابلها من الجدران بحيث يلمح فيها نور كنور الشمس مشرق باشراقه و لم ينفصل شئ من نور الشمس عن محله الى ذلك المحل، و من كشف الله حجاب الغفلة عن قلبه و اشرقت الانوار المحمدية على قلبه بصدق اتباعه له ادرك الامر ادراكا آخر لا يحتمل شكا و لاوهما.

و نسأل الله تعالىٰ ان ينور بنور العلم الالهى بصائرنا و يحجب عن ظلمات الجهل سرائرنا و يغفر لنا ما اجترأنا عليه من الخوض فيما لسنا له باهل و نسأله ان لا يواخذنا ما تقتضيه العبارة من تقصير فى حق ذلك الجناب.

(ترجمہ) اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد، اللہ نور السموات و الارض کا معنی جانتا ہے، کیوں کہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شعاعوں سے ہی سمجھا جا سکتا ہے پس ''نور اللہ'' کو اس نور ہی کے ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے۔

حدیث کے معنی کو سمجھنے کے لیے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے جب یہ نور اول چمکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جب کہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا حالاں کہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں۔ یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جب کہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلا واسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لیے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علوم الٰہیہ کے موافق ہے اس سے زائد عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بیشمار چراغ روشن ہوئے اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان

سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جب کہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بناء پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔

مزید سمجھ کے لیے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی و شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیوں کہ براہ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کے قلب کو حجاب غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوار محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے اور جن امور میں غور کرنے کے اہل نہیں، ان پر ہماری جسارت کو معاف فرمائے اور اس جناب میں ہماری عبارت کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے۔ آمین۔

چند فوائد

اس تقریر منیر سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے۔

اولاً : یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کر بنا، بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ ایں وآں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کیے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کیے، الیٰ آخرہ۔ یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصے پر منقسم نظر آئے گا حالاں کہ آفتاب نہ منقسم ہوا نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

و اندفع ما استشكله العلامة الشبرابلسی ان الحقيقة الواحدة لا تنقسم و

ليست الحقيقة المحمدية الا واحد من تلك الاقسام و الباقي كان منها ايضا فقد انقسمت و انكان غير ها فما معنى الاقسام و حاصل الجواب و تبعه فيه تلميذه العلامة الزرقانى بان المعنى انه زاد فيه لانه قسم ذلك النور الذى هو نور المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اذا الظاهر انه حيث ظهوره بصورة مماثلة كصورة التى سيصير عليه لا يقسمه اليه و الى غيره .

و حاصل جوابه كما قرره تلميذه العياشىٰ و ان معنى الانقسام زيادة نور على ذلك النور المحمدى فيوخذ ذلك الزائد ثم يزاد عليه نور آخر ثم كذلك الى آخر الاقسام قال العياشى و هذا جواب مقنع بحسب الظاهر و التحقيق و الله تعالىٰ اعلم .

اقول تبع فيه شيخه الشبرابلسى الحق انه لا معنى له فانه اذن لا يكون التخليق من نوره صلى الله تعالى عليه وسلم و هو خلاف المنصوص و المراد.

اقول ، و يمكن الجواب بان المراد انه تعالىٰ كساه شعاعا اكثر فما كان ثم فصل من شعاعه شيئا و قسمه كما تاخذه الملائكة شيئا من الاشعة المحيطة بالكواكب فترمى به مسترقى السمع و يقال بذلك ان النجوم لها رجوم.

اس (مذکورہ تقریر) سے علامہ شبراملسی کا اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقت واحدہ تقسیم نہیں ہوتی کیوں کہ حقیقت محمدیہ ان اقسام میں ایک قسم ہے اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہوگئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انھوں نے (علامہ شبراملسی) خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد رشید علامہ شبراملسی نے ان کی پیروی کی۔ (جواب) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیوں کہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی صورت مثالی عطا کی جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق

ہونی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

ان کے جواب کا خلاصہ جسے ان کے شاگرد علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنی نور محمدی پر اضافے کے ہیں پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے نور کا اضافہ کیا اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔ عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے۔

میں (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہوں کہ انھوں (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبراملسی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک بے معنی بات ہے کیوں کہ اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور مراد کے خلاف ہے۔

میں کہتا ہوں اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعاع عطا کی، پھر اس سے کچھ جدا کیا، پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے شیطانوں کو مارتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے نجوم کے لیے رجوم ہے۔

ثانیاً : اقول، یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں وہ محض ظلمت ہیں تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کر بنے اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیوں کر مخلوق مانے گئے، وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لیے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہٖ ناپاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً : اقول، یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود، یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود۔ مرتبۂ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے، اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آبگینے۔

خالق کل الوری ربک لا غیرہ

نورک کل الوری غیرک لم لیس لن

ای لم یوجد و لیس موجودا و لن یوجد ابدا.

کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے آپ کا ہی نور کل مخلوق ہے اور آپ کا منیر کچھ بھی نہ تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

رابعاً : اقول، نور احدی تو نور احدی، نور احمدی پر بھی آفتاب کی یہ مثال غیر مثال چراغ سے احسن واکمل ہے ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے سے، چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے بقاء میں اس سے مستغنی ہیں۔ اگر انھیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجیے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے، مع ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنتا یوں ہی ہر شی اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور باعث ایجاد عالم ہیں

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا، یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن

ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہی فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے، یہی حال ایک ذرہ عالم عرش وفرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا وآخرت اوران کے اہل اورانس وجان وجن وملک وشمس وقمر وجملہ انوار ظاہر وباطن حتیٰ کہ شموس رسالت علیہم الصلاۃ والتحیہ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب عالم آب علیہ الصلاۃ و السلام من الملک الوھاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد وامداد وابتدا وبقا میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے وللہ الحمد۔

امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ ام القریٰ میں عرض کرتے ہیں :

کیف ترقی رقیک الانبیاء
یا سماء ما طاولتھا سماء

•

لم یاووک فی علاک و قدحا
ل سنامک دونھم و سناء

•

انما مثلوا صفاتک للنا
س کما مثل النجوم الماء

یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیوں کر کریں اے وہ آسمان رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسر نہ ہوئے، حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کی صفتوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں، جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم

یہ وہی تشبیہ وتقریر ہے جو ہم نے ذکر کی، وہاں ذات کریم وافاضۂ انوار کا ذکر تھا لہٰذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفات کریمہ کا بیان ہے لہٰذا استاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔

مطالع المسرات شریف میں ہے :

اسمه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم محى حيوة جميع الكون به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فهو روحه و حياته و سبب وجوده و بقائه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے زندہ فرمانے والے، اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان وزندگی اور اسی کے وجود وبقاء کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے :

هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم روح الاكوان و حياتها و سر وجودها و لو لاه لذهبت و تلاشت كما قال سيدى عبد السلام رضى الله تعالىٰ عنه و نفعنا به لا شى الا و هو به منوط اذلولا الواسطة لذهب كما قيل الموسوط.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا :

كل فضل فى العلمين فمن فضل
النبى استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کو لی ہے۔

مدد و نعمت حضور سے ملتی ہے

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :

لانه الممد لهم اذ هو الوارث للحضرة الالهية و المستمد منها بلا واسطة دون غيرها فانه لا يستمد منها الا بواسطته فلا يصل لكامل منها شی الا و هو من بعض مدده و علی يديه .

تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی، حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شرح سیدی عثماوی میں ہے :

نعمتان ما خلا موجود منها، نعمة الايجاد، و نعمة الامداد ، هو صلی الله تعالیٰ عليه وسلم الواسطة فيهما اذ لولا سبقت وجوده ما وجد موجود و لو لا وجود نوره فی ضمائر الكون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولا و له تبع الوجود و صار مرتبطا به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد، نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھہ جائیں، تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے

وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔

خامساً :\ ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور نبیک کی اضافت بھی من نوره کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الٰہیہ کے لیے عرض کی واجعلنی نورا (مجھے نور بنادے) اور خود رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر نور نبیک ، میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے، مراد لو تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض وصفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیوں کر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

بالجملہ حاصل حدیث یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا، یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حضور کی تخلیق

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الٰہی سے پیدا ہے، حاش للہ، یہ مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الٰہی کا جزء یا اس کا عین ونفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر وارتداد۔ مگر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزء ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز۔ نہ عرف عام علماء وعوام میں اس سے یہ معنی مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

جسمِ انور کا سایہ نہ تھا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ تھا یا نہیں؟

آپ نے فرمایا:

بے شک اس مہر سپہر اصطفاء، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوال علمائے کرام سے ثابت اور اکابر جہابذ فضلاء مثل :

حافظ رزین محدث۔

وعلامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور۔

وامام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ۔

وامام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ۔

وعلامہ حسین بن محمد دیار بکری۔

واصحاب سیرت شامی وسیرت حلبی۔

وامام علامہ جلال الملۃ والدین سیوطی۔

وامام شمس الدین ابو الفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء۔

وعلامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض۔

وامام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ۔

وفاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب۔

وشیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

وجناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی۔

وبحرالعلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی۔

وشیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز صاحب دہلوی، وغیرہم اجلۂ فاضلین ومقتدایان

کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاعن سلف دائما اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کرکے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

حدیث میں ہے حکیم ترمذی حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری لہ ظل فی شمس و لا قمر.

یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبداللہ بن مبارک وحافظ علامہ ابن الجوزی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل و لم یقم مع شمس قط الا غلب ضوء ہ ضوء الشمس و لم یقم مع السراج قط الا غلب ضوء ہ علی ضوء السراج.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آ گیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کی تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

امام علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنی کے لیے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکر کر کے نقل کیا۔

قال ابن سبع من خصائصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان ظله كان لا يقع على الارض و انه كان نورا فكان اذا مشى فى الشمس او القمر لا ينظر له ظل قال بعضهم و يشهد له حديث قوله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى دعائه و اجعلنى نورا.

یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعاء میں عرض کی کہ مجھے نور کر دے۔

نیز **انموذج اللبيب فى خصائص الحبيب صلى الله تعالىٰ عليه وسلم باب ثانى فصل رابع** میں فرماتے ہیں:

لم يقع ظله على الارض و لا رئى له ظل فى شمس و لا قمر، قال ابن سبع لانه كان نورا، قال رزين لغلبة انواره.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، ابن سبع نے فرمایا اس لیے کہ حضور نور ہیں، امام رزین نے فرمایا اس لیے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں :

و ما ذکر من انه لا ظل لشخصه فی شمس و لا قمر لانه کان نورا.

یعنی حضور کے دلائل نبوت وآیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لیے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاء کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں۔

وہ رباعی یہ ہے :

ما جر لظل احمد اذیال
فی الارض کرامته کما قد قالوا

•

هذا عجب و کم به من عجب
و الناس بظله جمیعا قالوا

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں :

چو فناش از فقر پیرایہ شود

او محمد وار بے سایہ شود

فقر ومحتاجی سے جب اسے فنا حاصل ہوگی تو یہ اس کے لیے زینت وآرائش ہوگی کیوں کہ وہ ایسے پیغمبر کا امتی ہے جس کا سایہ نہیں۔ (مولف)

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا:

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد۔

دوسرے مصرع میں حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ (مولف)

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

اسے امام حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث واجعلنی نورا سے استشہاد ذکر کیا۔

سایہ نہ ہونے میں حکمت

سیرت شامی میں ہے:

و زاد عن الامام الحکیم قال معناہ لئلا لیطاء علیہ کافر فیکون مذلة له.

یعنی امام ترمذی نے فرمایا اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے۔

اقول، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لیے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا، اس سے دریافت فرمایا، بولا بات یہ ہے کہ اور تو کچھ ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمھارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔

ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت حق عز جلالہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا، نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے۔

محمد زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں۔

حضور کے لیے، سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔

اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں :

سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر پڑے۔

علامہ حسین بن دیار بکری کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم به من الکرامات میں فرماتے ہیں :

لم یقع ظل علی الارض و لاری له ظل فی شمس و لا قمر.

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہٖ اسی طرح کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالیٰ **لولا اذ سمعتموه ظن المومنون و المومنات بانفسهم خیرا** فرماتے ہیں۔

قال عثمان رضی الله تعالیٰ عنه ان الله ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمه علی ذلک الظل .

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

حضور نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں زیر قول ماتن قدس سرہ، لم یاووک فی علاک و قد حال سنامک دونهم و سناء (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت، حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی) فرماتے ہیں۔

هو مقتبس من تسمیته تعالیٰ لنبیه نورا فی نحو قدجاء کم من الله نور و کتاب مبین و کان صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یکثر الدعاء بان الله یجعل کلا من حواسه و اعضائه و بدنه نورا اظهارا لوقوع ذلک و تفضل الله تعالیٰ علیه به لیزداد شکره و شکر امته علی ذلک کما امرنا بالدعاء الذی فی آخر البقرة مع وقوعه و تفضل الله تعالیٰ به لذلک و مما یوید انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم صار نورا و انه کان اذا مشی فی الشمس و القمر لا یظهر له ظل لانه لا یظهر الا لکثیف و هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قد خلصه الله من سائر الکثافات الجسمانیة و صیره نورا صرفا لا یظهر له ظل اصلاً.

یعنی یہ معنی اس لیے لیے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب، اور حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی میرے تمام حواس و اعضاء، سارے بدن کو نور کر دے، اوراس دعاء سے یہ مقصود نہ تھا، کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعاء اس امر کے ظاہر فرمانے کے لیے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورۂ بقرہ شریف کے آخر کی دعاء عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لیے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لیے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالی کر کے نرا نور کر دیا لہٰذا حضور کے لیے سایہ اصلاً نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں :

لم یکن له صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ظل یظهر فی شمس و لا قمر.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی، اسعاف الراغبین فی سیرت المصطفیٰ واہل بیت الطاہرین میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

و انه لا فیٔ له .

حضور کا ایک خاصہ یہ کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا۔

مجمع البحار میں برمز "ش" یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے :

من اسمائه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم النور قیل من خصائصه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه اذا مشی فی الشمس و القمر لا یظهر له ظل .

حضور کا ایک نام مبارک نور ہے حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ونبودمر آں حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر۔

رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول.

وعجب است ازیں بزرگاں کہ ذکر نہ کردند چراغ را ونور یکے از اسماء آں حضرت است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونور را سایہ نمی باشد۔

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا، اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکوان سے روایت کیا۔

اور تعجب یہ ہے کہ ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوب صدم میں فرماتے ہیں:

او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است، چوں لطیف ترے از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد۔

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چوں کہ جہاں بھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟

نیز اسی کے آخری مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں :

واجب را تعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موہم تولید مثل است ومنبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔

اللہ تعالیٰ کا سایہ کیوں کر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ شائبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیوں کر ممکن ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں :

سایۂ ایشاں برزمیں نمی افتاد۔

آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

دلیل عقلی ونقلی سے حضور کے نور ہونے کا ثبوت

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث **و اجعلنی نورا** سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلیل واضحہ یہ ہے۔ دلیل شکل اول بدیہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب۔

صغریٰ یہ کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

اور کبریٰ یہ کہ، نور کے لیے سایہ نہیں۔

جو ان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا۔

نتیجہ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا۔

آپ ہی پائے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدۂ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے، اس لیے دیکھو آفتاب کے لیے سایہ نہیں۔ اور صغریٰ یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیت معاندین کے لیے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا.

اے نبی! ہم نے تمھیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں ''سراج'' سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا۔

و جعل القمر فیھن نورا و جعل الشمس سراجا.

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

اور فرماتا ہے:

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین.

بتحقیق آیا تمھارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں، یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ و النجم اذا ھوی میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ و ما ادراک ما الطارق النجم الثاقب میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دعائے نور

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعاء منقول جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی عصبی نورا و فی لحمی نورا و فی دمی نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و عن یمینی نورا و عنَ شمالی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و اجعلنی نورا.

کہ الٰہی میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست وخون و استخواں اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔

جب وہ یہ دعاء فرماتے اور ان کے سننے والے نے انھیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نور الٰہی کہا پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا؟

نور نبی کی چمک و تابش

حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا۔

اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھیکی پڑ جاتیں جیسے

چراغ پیش مہتاب، یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے۔

و اذا تکلم کالنور یخرج من بین ثنایاہ .

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھنتا نظر آتا۔

وصاف کی حدیث میں وارد ہے۔

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر اقنی العرنین له نور یعلوه یحسبه من لم یتأمله اشم انور المتجرد.

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بینی تھی اور اس پر ایک نور کا بکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ نہایت روشن وتابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کان الشمس تجری فی وجهه .

گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں :

اذا ضحک یتلألؤ الجدر.

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں :

لو رأيته لقلت الشمس طالعة .

اگرتو انھیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

ابوقرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:

رأينا كالنور يخرج من فيه .

ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے دہان پاک سے۔

وقت ولادت نور حضور

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم وشام کے محل روشن ہوگئے، چند روایتوں میں ہے۔

اضاء له ما بين المشرق و المغرب .

شرق سے غرب تک منور ہوگیا۔

اور بعض میں ہے :

امتلأت الدنيا كلها نورا.

تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں :

رأيت نورا ساطعا من رأسه قد بلغ السماء .

میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

سوزن گم شدہ مل گئی

ابن عساکر نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی،

میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے حضور کے نور رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہوگئی۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں :

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضیء البیت المظلم من نورہ .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔

بشریت نورانیت کے منافی نہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں۔

لست کمثلکم.

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھیئتکم .

میں تمھاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

تم میں سے کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نور درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں، پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے، ان کا بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل وادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمدا بشر لا کالبشر

بل ھو یاقوت بین الحجر

حضور انسانوں میں ایسے ہیں جیسے یاقوت پتھروں کے درمیان، یعنی حضور افضل البشر ہیں جیسے یاقوت، پتھروں میں ممتاز ومنفرد ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام انسانوں سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کے مثل کوئی نہیں وہ کسی کے مثل نہیں۔(مولف) (نفی الشئ عمن استنار بنورہ کل شئ)

فرشتوں کا بھی سایہ نہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

مطالع المسرات شریف میں امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری سے ہے

انہ تعالیٰ نور لیس کالانوار و الروح النبویۃ القدسیۃ لمعۃ من نورہ و الملائکۃ شرر تلک الانوار.

اللہ تعالیٰ نور ہے لیکن انوار کی طرح نہیں اور روح نبویہ قدسیہ اسی نور کی ایک چمک وتابش ہے اور فرشتے نور محمدی کے شرارے اور شعاعیں ہیں۔ (مولف)

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اول ما خلق الله نوری و من نوری خلق کل شی ۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر چیز کی تخلیق ہوئی۔

(مولف)

جب ملائکہ کہ حضور کے نور سے بنے، سایہ نہیں رکھتے تو حضور کہ اصل نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے، کیوں کر سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ عجب کہ ملائکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے، بے سایہ ہوں اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نورِ الٰہی سے بنے، سایہ رکھیں؟

حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو، ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیوں کر پہنچتی، یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بند کیا نور کی، سائے کے اندر نظر آتی ہیں، ملائکہ تو لطیف تر ہیں، نار کے لیے، سایہ نہیں بلکہ ہوا کے لیے سایہ نہیں بلکہ نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے، اس کا بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بلکہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے ہیں کہ خورد بین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خورد بین بھی، جب کہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل ہوا ان میں کسی کے سایہ نہیں، یہ سب تو قبول کرلیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا، جانے دو یہاں ان ذروں کی اور جانوروں کی باریکی جسم کا حیلہ لوگے، آسمان میں کیا کہو گے؟ اتنا بڑا جسم عظیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا ٹکڑا، جس میں آفتاب ہے سارے کرۂ زمین سے تین سو چھتیس حصے بڑا ہے، اسی کا سایہ دکھا دیجیے اس کا سایہ پڑتا تو قیامت تک تمھیں دن کا منھ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، ہاں ہاں یہی جو نیلگوں چھت ہمیں نظر آتی ہے یہی پہلا آسمان ہے، قرآن عظیم یہی بتاتا ہے۔

قال تعالیٰ ، افلم ینظروا الی السماء فوقهم کیف بنینها و زینها و ما لها من فروج .

کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر آسمان کو ہم نے اسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں شگاف نہیں۔

اور فرماتا ہے :

و زینها للنظرین .

ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔ (صلاۃ الصفاء فی نور المصطفیٰ)

عدم سایہ کا ثبوت اور امام احمد رضا کا عشق بھرا پیغام

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے سایہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرزندان اسلام کے لیے جو عشق وعرفان میں ڈوبا ہوا پیغام نشر فرمایا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جس سے ان کے عشق رسالت اور ملت اسلامیہ کے لیے ان کے درد و کرب کا اندازہ ہوتا ہے انھوں نے ہر حال و ہر گام پر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کا خطبہ پڑھا اور ہر اس موڑ سے فرزندان توحید کو بچانے کی سعی بلیغ فرمائی جہاں انھوں نے لغزش پا کا شکار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کا انکار کیا یا کسی طرح کی کوئی تخفیف و توہین کی۔ اصل سوال کے جواب کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی کے ناصحانہ کلمات و مومنانہ بصیرت ملاحظہ فرمائیں۔

بے شک اس مہر سپہر اصطفا، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوال ائمہ کرام سے ثابت، اکابر ائمہ و علماء و فضلاء کہ آج کل کے مدعیان خام کار کوان کی شاگردی بلکہ ان کے کلام کے سمجھنے کی لیاقت نہیں، خلفا سلفا دائما اپنی تصانیف میں اس معنی کی تصریح فرماتے آئے اور

اس پر دلائل باہرہ وحجج قاہرہ قائم فرمائے، جن پر مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے ان کی تاسیس و تشید کی، آج تک کسی عالم دین سے اس کا انکار منقول نہ ہوا، یہاں تک کہ وہ لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے دین میں ابتداع اور نیا مذہب اختراع اور ہوائے نفس کا اتباع کیا، اور بہ سبب اس سوء رنجش کے جوان کے دلوں میں اس رؤف رحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تھی، ان کے محو فضائل ورد معجزات کی فکر میں پڑے حتی کہ معجزہ شق القمر جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآن عظیم و وحی حکیم کی شہادت حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت، ان صاحبوں میں سے بعض جری بہادروں نے اسے بھی غلط ٹھہرایا اور اسلام کی پیشانی پر کلف کا دھبہ لگایا، فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کو حیرت ہے کہ ان بزرگواروں نے اس میں اپنا کیا فائدہ دینی یا دنیاوی سمجھا ہے۔

اے عزیز! ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط (منحصر) جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ! کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین۔

تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و تکثیر مدائح میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سنتا ہے، کیسی خوشی اور طیب خاطر سے اظہار کرتا ہے، سچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی اوصاف کی فکر میں رہنا، کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ جس شخص کو تجھ سے الفت صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر

چیں بہ جبیں ہو اور اس کے محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان و کان احسان، جس کے جمال جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا۔ اور خامۂ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب! جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب! جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب! جس نے تمھارے غم میں دن کا کھانا رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو ولعب میں مشغول ہو اور وہ تمھاری بخشش کے لیے شب و روز گریاں وملول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی کمل میں دراز ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ کر، خواب و آرام سے منہ موڑ، جبین نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الٰہی! میری امت سیاہ کار ہے، درگزر فرمانا اور ان کے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت کان رافت پیدا ہوا، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کیا اور رب ھب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لب جاں بخش کو جنبش تھی بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ملک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سوا نفسی نفسی اذھبوا إلى غیری کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت یہی محبوب غم گسار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، عمامہ سر اقدس سے اتاریں گے اور سربسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔

وائے بے انصافی! ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح و ستائش ونشر فضائل سے

اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور ان روشن خوبیوں میں انکار کی شاخیں نکالے۔

مانا کہ ہمیں احسان شناسی سے حصہ نہ ملا، نہ قلب عشق آشنا ہے کہ حسن پسند یا احسان دوست، مگر یہ تو وہاں چل سکے جس کا احسان اگر نہ مانیئے، اس کی مخالفت کیجیے تو کوئی مضرت نہ پہنچے اور یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اس کی کفش بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دنیا و عقبیٰ میں کہیں ٹھکانا متصور، پھر اگر اس کے حسن واحسان پر والہ وشیدا نہ ہو تو اپنے نفع وضرر کے لحاظ سے عقیدت رکھو۔

اے عزیز! چشم خرد میں سرمۂ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنبۂ انکار نکال، پھر تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب وملت کے عقلاء سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیئے۔ آیا نشر فضائل وتکثیر مدائح اور ان کی خوبی حسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جامے میں پھولا نہ سمانا یا رد محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصاف حمیدہ سے بہ انکار وتکذیب پیش آنا، اگر ایک عاقل منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضا نہ یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا اور رسول سے شرما اور اس حرکت بے جا سے باز آ۔ یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ مٹیں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا **و رفعنا لک ذکرک** یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، موذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار واحجار، آہو وسوسمار ودیگر جاندار واطفال شیر خوار ومعبودان کفار جس طرح ہماری

توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبانِ فصیح و بیانِ صحیح تمھارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزءِ اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحان ملأ اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، ادھر تمھارے محمود درود و مسعود کا حکم دوں گا، عرش و کرسی ہفت اوراق سدرہ، قصور جناں، جہاں پر ''اللہ'' لکھوں گا ''محمد رسول اللہ'' بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمھارا دم بھریں اور تمھاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔

جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمھاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمھاری طرف جھک جائیں گے اور نادیدہ تمھارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی، ایک عالم اگر تمھارا دشمن ہو کر تمھاری تنقیص شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا، آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صدہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اٹھے، لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و ناامیدی کر لینا مناسب ہے ورنہ برب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا وطیرہ ایسے معاملات میں دائماً تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی ثقہ معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ کا ذکر کیا، اسے مرحبا کہہ کر لیا اور حبیب جان میں بہ طیب خاطر جگہ دی یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا، یہ کبھی نہ کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث

سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے، اور کیوں نہ ہو، مقتضی عقل سلیم کا یہی ہے کہ۔

فائدہ جلیلہ

جب ہم اسے ثقہ معتمد علیہ مان چکے اور وقوع ایسے معجزے کا با اختصاص ایسے خاصہ کا ذات پاک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید نہیں کہ اس سے عجب تر معجزات بہ تواتر حضور سے ثابت اور ان کا رب اس سے زیادہ پر قادر، اور ان کے لیے اس سے بہتر خصائص بالقطع مہیا اور ان کی شان اس سے بھی ارفع واعلیٰ، پھر انکار کی وجہ کیا ہے، تکذیب میں تو اس راوی سے ثقہ معتمد علیہ ہونا ثابت ہو چکا اور وثوق واعتماد اس کا بتاتا ہے کہ اگر من عند نفسہ کہہ دیتا، خدا اور رسول پر مفتری ہوتا۔

و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

پھر دلائل و تمثیلات کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اے عزیز! سنا تو نے، یہ ہے طریقہ ارا کین دین متین و اساطین شرع متین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور کی احادیث صحیحہ سے ثابت اور اکابر علماء برابر اپنی تصانیف معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتاب نیم روز سے روشن تر ہے، بلا نکیر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقل سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطعہ قائم کیے ہوں جن پر کوئی حرف نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجیے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالاں کہ ان حدیثوں میں کوئی سقم مقبول و جرح معقول می دارد، نہ ان ائمہ کے مستند با دلائل معتمد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس مکابرہ کج بحثی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے، چاہے دن کو رات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔

آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمھارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بفرض محال حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں، نا معتبر ہوں، اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انھیں بھی قابل اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التفات نہ کہے جائیں تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجود سایہ کا کس بناء پر، اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمھیں الہام ہوا ہے تو بتاؤ، مجرد ما و من پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف واحسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح وملائکہ سے ہزار درجہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں

لست مثلکم .

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھیئتکم .

میں تمھاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

تم میں کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کو فرماتے سنا، آپ کا بشر ہونا اور نور درخشندہ ہونا منافی نہیں کہ اگر سمجھے تو وہ نور علیٰ نور ہیں۔ پھر اس خیال فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہوگا تو ثبوت سایہ کا قائل ہونا عقل و ایمان سے کس درجہ دور پڑتا ہے۔

حضور تاریکی میں بھی دیکھتے تھے

امام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر اعیان مائۃ ثلثہ سے ہیں، حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے ویسا ہی تاریکی میں دیکھتے۔

اس حدیث کو بیہقی نے موصولاً مسند روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال وعقیلی وابن جوزی وسہیل سے اس کی تضعیف نقل کی یہاں تک کہ ذہبی نے تو میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا، بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

و حکی بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن القرطبی مولده فی رمضان سنة احدی و مائتین و توفی سنة ست و سبعین و مائتین ، عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یری فی الظلمة کما یری فی الضوء ، و فی روایة کما یری فی النور و لا شک انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان کامل الخلقة قوی الحواس فوقوع مثل هذا منه غیر بعید و قد رواه الثقات کابن مخلد هذا فلا وجه لانکاره .

بقی بن مخلد ابوعبدالرحمٰن (رمضان ۲۰۱ھ/ ۲۷۶ھ) نے کہا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے، اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل الخلقۃ قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لہٰذا اس

کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

عدم سایہ اور صحابہ کا ادب

امام احمد رضا بریلوی دلائل عقلیہ ونقلیہ سے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ ہونے کی توضیح وتشریح کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ

ایقاظ دفع بعض اوہام وامراض میں اس مقام پر باوجودیکہ قلب بحمد اللہ غایت اطمینان وتسلیم پر تھا مگر مرتبہ کاوش وتنقیح میں بوسوسہ ایک خوشہ ذہن ناقص میں گزرا تھا یہاں تک کہ حق جل وعلاء نے اپنے کرم عمیم سے فقیر کو اس کا جواب القاء فرمایا جس سے چشم تصور کو نور اور دل خستہ کو سرور حاصل ہوا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسالت میں نہایت ادب ووقار سے سر جھکائے آنکھیں نیچے کیے بیٹھے رعب جلال سلطانی ان کے قلوب صافیہ پر ایسا مستولی ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔

عن مسور بن مخرمة و مروان بن الحکم فی حدیث طویل فی قصة الحدیبیة ثم ان عروة جعل یرمق اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بعینیه قال فواللہ ما تنخم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه و جلده و اذا امرهم ابتدروا امره و اذا توضاء کادوا یقتلون علی وضوئه و اذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده و ما یحدون الی النظر الیه تعظیما له فرجع عروة الی اصحابه فقال ای قوم و اللہ لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر و کسری و النجاشی و اللہ ان ما رأیته ملکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم محمد رسول اللہ .

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم حدیبیہ کے طویل مقدمے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھور رہا تھا اس نے کہا کہ بخدا رسول اللہ نے جب بھی ناک سنی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر ملی اور اپنے جسم پر لگائی، جب آپ نے حکم دیا تو انھوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضوفرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے، تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسی کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے حلیہ شریف میں اکثر اکابر صحابہ سے حدیثیں وارد ہیں کہ وہ نگاہ بھر کر نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے، بلکہ اس معنی میں کسی حدیث کے ورود کی بھی حاجت کیا تھی، عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ نوابوں اور والیوں کے حاضرین درباران کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں، اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدموں سے تجاوز نہیں کرتی، بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتے، خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے، پس و پیش یا دائیں بائیں دیکھنا تو بڑی بات ہے حالاں کہ اس ادب کو صحابہ کرام کے ادب سے کیا نسبت، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربار اقدس کی حضوری ان کے نزدیک ملک السماوات والارض کا سامنا اور کیوں نہ ہوتا کہ خود قرآن عزیز نے انھیں صد ہا جگہ کان کھول کھول کر سنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب کا معاملہ واحد ہے، اس کا مطیع ہمارا فرماں بردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار، ان سے الفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے رنجش ہم سے عداوت، ان کی تکریم ہماری تعظیم، اور ان کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی، لہٰذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی، قلب ان کے خوف خدا سے ممتلی اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضا ساکن ہو جاتے، ایسی حالت میں نظرایں و آں کی طرف کب ہو سکتی ہے جو سایہ کے عدم یا وجود کی طرف خیال جائے اور بالضرور ایسے سراپا ادب، ہمہ تن تعظیم لوگوں کی نگاہ،

اپنے عرش پائے گاہ کی طرف بے غرض مہم نہ ہوگی، اس حالت میں نفس کو اس مقصود کی طرف توجہ ہوگی۔

مثلاً نظارۂ جمال با کمال یا حضور کا مطالعہ افعال و اعمال، تا کہ خود ان کا اتباع کریں اور غائبین تک روایت پہنچائیں کہ وہ حاملان شریعت تھے اور راویان ملت اور حاضر دربار اقدس سے ان کی غرض اعظم یہی تھی، جب نگاہ اس رعب و ہیبت اور اس ضرورت و حاجت کے ساتھ اٹھے تو عقل گواہ ہے کہ ایسی حالت میں ادھر ادھر دھیان نہیں جائے گا کہ قامت اقدس کا سایہ ہمیں نظر نہ آیا، آخر نہ سنا کہ ایک ان کا نماز میں مصروف ہوتا، تکبیر کے ساتھ دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھاتا، کوئی چیز سامنے گزرے اطلاع نہ ہوتی اور کیسا ہی شور و غوغا ہو، کان تک آواز نہ جاتی، یہاں تک کہ مسلم بن یسار کہ تابعین میں ہیں نماز پڑھتے تھے، مسجد کا ستون گر پڑا، لوگ جمع ہوئے، شور و غوغا ہوا، انھیں مطلق خبر نہ ہوئی، یہی حالت صحابہ کی حضور رسالت میں تھی اور دربار نبوت میں بارگاہ عزت باری۔

اے عزیز! زیادہ خوض بیکار ہے، تو اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کر، اگر کسی مقام پر عالم رعب و ہیبت میں تیرا گزر ہوا ہو، وہاں جو کچھ پیش نظر آتا ہے اسے بھی اچھے طور پر ادراک کامل نہیں کر سکتا، نہ امر معدوم کی طرف خیال کیا جائے، کہ مثلاً اگر تجھے کسی والی ملک سے ایسی ضرورت پیش آئے جس کی فکر تجھے دنیا و مافیھا پر مقدم ہو اور اس کے دربار تک رسائی کر کے اپنا عرض حال کرے تو تجھے اول تو رعب سلطانی، دوسرے اپنی اس ضرورت کی طرف قلب کو نگرانی ہر چیز کی طرف توجہ سے مانع ہوں گے، پھر اگر تو واپس آئے اور تجھ سے سوال ہو، وہاں دیواروں میں سنگ موسیٰ تھا یا سنگ مرمر اور تخت کے پائے سیمیں تھے یا زریں اور مسند کا رنگ سبز تھا یا سرخ؟ ہرگز ایک بات کا جواب نہ دے سکے گا بلکہ خود اسی بات کو پوچھا جائے کہ بادشاہ کا سایہ تھا یا نہ تھا، تو اگرچہ اس قیاس پر کہ سب آدمیوں کے لیے ظل ہے، ہاں کہہ دے مگر اپنے معائنے سے جواب نہ دے سکے گا۔

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو اول روز ملازمت سے تا آخر حیات جو کیفیت رعب و

ہیبت کی طاری رہی، ہماری عقول ناقصہ اس کی مقدار کے ادراک سے بھی عاجز ہیں، پھر ان کی نظر اوپر اٹھ سکتی اور چپ وراست دیکھ سکتی کہ سائے کے عدم یا وجود پر اطلاع ہوتی۔

ثم اقول: اپنے نفس پر قیاس کر کے گمان نہ کرنا چاہیئے کہ بعد مرور زمان وتکرر حضور کے ان کی اس حالت میں کمی ہو جاتی بلکہ بالیقین روز بروز زیادہ ہوتی کہ باعث اس پر دو امر ہیں۔

ایک خوف کہ اس کی عظمت کے تصور سے پیدا ہو جو اس سلطان دو عالم کو بارگاہ ملک السماوات و الارض جل جلالہ میں حاصل ہے۔

دوسری محبت ایمانی کہ مستلزم خشوع کو اور منافی جرأت و بے باکی۔

اور یہ ظاہر کہ جس قدر دربار والا میں حضوری زائد ہوتی ہے، یہ دونوں امر جو اس پر باعث ہیں، بڑھتے جاتے۔ حضور کے اخلاق وعادات اور رحمت والطاف معائنے میں آتے، حسن واحسان کے جلوے ہر دم لطف تازہ دکھاتے، قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا کہ

آداب بارگاہ اقدس

ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے، جو ان کا غلام ہے وہ ہمارا قائد ہے، ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل حبط ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہٖ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت ومحبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع وخضوع ورعب وہیبت روزافزوں کرتی قال تعالیٰ زادتھم ایمانا اور ایمان حضور کی تعظیم ومحبت کا نام ہے۔

اکثر صحابہ کا سایہ نہ دیکھنے کی وجہ

عدم سایہ کی روایت اصحاب کبار سے مروی نہیں صرف بعض صحابہ نے اسے روایت کیا ہے جب کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ اقدس میں زیادہ حاضر رہتے تھے اس کی وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

پر ظاہر کہ آدمی بلاوجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا اور جو بات عام و شامل ہوتی ہے اور تمام آدمی اس میں یکساں کسی شخص خاص میں بالقصد اس کی طرف غور نہیں کرتا، مثلاً ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہونا ایک امر عام ہے لہٰذا بلا سبب کسی آدمی کی انگلیوں کو کوئی شخص اس مقصد خاص سے نہیں دیکھتا کہ اس کی انگلیاں پانچ ہیں یا کم، ہاں اگر پہلے سے سن رکھا ہو کہ زید کی انگلیاں چار ہیں یا چھ تو اس صورت میں البتہ بقصد مذکور نظر کی جائے گی۔ اسی طرح سایہ ایک امر عام شامل ہے اگر بعض آدمیوں کا سایہ پڑتا اور بعض کا نہیں تو البتہ بیشک خیال جانے کی بات تھی کہ دیکھیں حضور کے بھی سایہ ہے یا نہیں۔ نہ اس سے کوئی امر دینی مثل اتباع واقتداء کے متعلق تھا کہ اس کے خیال سے بالقصد اس طرف لحاظ کیا جاتا ہاں ایسی صورت میں ادراک کا طریقہ یہ ہے کہ بے قصد و توجہ خاص نظر پڑ جائے اور وہ صورت بعد تکرر مشاہدہ ذہن میں منقش اور مثل مرئیات قصدیہ کے خزانہ خیال میں مخزون ہو جائے مثلاً زید کہ ہمارا دوست ہے، ہم اپنے مشاہدہ کے رو سے بتا سکتے ہیں کہ اس کے ہر ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں اگرچہ ہم نے کبھی اس قصد سے اس کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا ہے، مگر ہم نے اس کے ہاتھوں کو بارہا دیکھا ہے، وہ صورت خزانہ میں محفوظ، نفس اسے اپنے حضور حاضر کر کے بتا سکتا ہے، لیکن ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ طریقہ ادراک وہاں معدوم تھا کہ رعب و ہیبت اور امور مہمہ کی طرف توجہ اور حضور کے استماع اقوال و مطالعۂ افعال ہمہ تن صرف ہمت اور نگاہ کا بسبب غایت ادب و خوف الٰہی کے اپنے زانو و پشت پا سے تجاوز نہ کرنا، اس ادراک بلا قصد سے مانع قوی تھا، علی الخصوص کسی شئ کا عدم کہ وہ تو کوئی امر محسوس نہیں جس پر بے ارادہ بھی نگاہ پڑ جائے اور نفس اسے یاد رکھے، یہاں تو

جب تک خیال نہ کیا جائے، علم عدم حاصل نہ ہوگا، آدمی جب ایسے مقام رعب وہیبت اور قلب کی مشغولی و مشغوفی میں ہوتا ہے تو کسی چیز کی عدم رویت سے اس کے عدم پر استدلال نہیں کرتا اور جب اذہان میں بناء برعادت اس کا عموم وشمول متمکن ہوتا ہے تو برخلاف عادت اس کے معدوم ہونے کی طرف خیال نہیں جاتا بلکہ اس سے اگر تفتیش کی جائے اور اس امر کی طرف خیال دلایا جائے تو خواہ مخواہ اس کا گمان اس طرف مسارعت کرتا ہے کہ جب یہ امر عام ہے تو ظاہراً یہاں بھی ہوگا، میرا نہ دیکھنا کچھ نہ ہونے پر دلیل نہیں، میری نظر میں نہ آنا اس وجہ سے تھا کہ اول میری نگاہ ادھر ادھر نہ اٹھتی تھی اور جو اٹھی بھی تو ہزار رعب وہیبت اور نفس کے امور دیگر کی طرف صرف ہمت کے ساتھ ایسی حالت میں کیسے کہہ سکوں کہ تھا کہ نہ تھا۔

ثم اقول: یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور سے ملاقی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک وجہ اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ان کے پیچھے چلتے۔

ترمذی نے شمائل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

یسوق اصحابه .

یعنی حضور والا صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ما رأيت رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يطأ عقبه رجلان .

حاصل یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے ہوں۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمشون امامہ و یکون ظھرہ للملائکۃ۔

اصحاب، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور پشت اقدس فرشتوں کے لیے چھوڑتے۔

دارمی نے باسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

خلوا ظھری للملائکۃ .

میری پیٹھ فرشتوں کے لیے چھوڑ دو۔

بالجملہ ہماری اس تقریر سے جو بالکل وجدانیات پر مشتمل ہے کوئی شخص اگر مکابرہ نہ کرے، بالیقین اس کا دل ان سب کیفیات کے صدق پر گواہی دے، بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ظاہراً اکثر صحابہ کرام کا خیال اس طرف نہ گیا اور اس معجزے کی انھیں اطلاع نہ ہوئی، اور اگر بر سبیل تنزل ثابت و مبرہن ہو جانا نہ مانیے تو ان تقریروں کی بناء پر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم اطلاع کا احتمال قوی ہے، قوت بھی جانے دو اتنا ہی سہی کہ شک واقع ہو گیا، پھر یہی استدلال سن کر کہ اگر ایسا ہوتا تو مثل حدیث ستون حنانہ مشہور و مستفیض ہوتا، کب باقی رہا خصم کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے عدم شہرت بسبب عدم اطلاع کے ہو۔

عدم سایہ پر مطلع نہ ہونے کی ایک اور وجہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

صحابہ کرام میں ہزاروں ایسے ہیں جنھیں طول صحبت نصیب نہ ہوا اور بہت ایسے ہیں جنھوں نے سوائے مجامع عظیم کے شرف زیارت نہ پایا، غیر مدینہ کے گروہ کے گروہ حاضر ہوتے اور عرصۂ قلیلہ میں واپس جاتے، ایسی صورت اور مجمع کی کثرت میں موقع سایہ پر نظر اور اس کے ساتھ عدم سایہ کی طرف خیال

جانا کیا ضرور، ظاہر ہے کہ مجمع میں سایہ ایک کا دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتا اور کسی شخص کی نسبت امتیاز کرنا کہ اس کے لیے ظل ہے یا نہیں دشوار ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کس نے واجب کیا کہ ان اوقات پر حضور والا دھوپ یا چاندنی میں جلوہ فرما ہوں، کیا مدینہ طیبہ میں سایہ دار مکان نہ تھے؟ یا مسجد شریف کہ اکثر وہیں تشریف رکھتے، بے سقف تھی؟

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لیے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدوم مدینہ طیبہ سیدنا ابوبکر صدیق اور حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابر سایہ کے لیے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اورام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سرِ اقدس پر سایہ کرتے دیکھا، اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے، سایہ حضور پر جھک گیا، بحیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے، اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہوگئی اور پیڑ ہرا ہو گیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لیے حضور پر لٹک آئیں۔ چنانچہ یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

اب نہ رہے مگر وہ لوگ جنھیں طول صحبت روزی نہ ہوا اور حضور کو آفتاب یا ماہتاب یا چراغ کی روشنی میں ایسی حالت میں دیکھا کہ مجمع بھی کم تھا اور موقع سایہ پر بالقصد نظر بھی کی اور ادراک کیا کہ جسم انور ہمسائیگی سایہ سے دور ہے اور ظاہر ہے کہ ان سب کا احساس وانکشاف جن لوگوں کے لیے ہوا وہ بہت کم ہیں جن کے واسطے نہ ہوا، پھر اس طائفہ قلیلہ سے یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص یا اکثر اس معجزے کو روایت کرے، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مجرد خرق عادت باعث توفر دواعی ونقل جمیع اکثر حاضرین ہے۔

خادم حدیث پر کالشمس فی نصف النہار روشن کہ صدہا معجزات قاہرہ حضور سے غزوات واسفار و

مجامع عامہ میں واقع ہوئے کہ سینکڑوں ہزاروں آدمیوں نے ان پر اطلاع پائی مگر ان کی ہم تک نقل صرف آحاد سے پہنچی۔

واقعۂ حدیبیہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا علیٰ اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات ہیں ہیں اور بالضرور چودہ پندرہ سو آدمی سب کے سامنے اس کا وقوع ہوا اور سب نے اس پر اطلاع پائی مگر ان میں سے چودہ نے بھی اسے روایت نہ فرمائی۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) نے کتب حاضرۂ احادیث خصوصاً وہ کتابیں سیر وفضائل کی جن کا موضوع ہی اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ہے مانند شفائے قاضی عیاض وشرح خفاجی ومواہب لدنیہ وشرح زرقانی ومدارج النبوۃ وخصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہا مطالعہ کیں، پانچ سے زیادہ راوی اس واقعے کے نہ پائے۔

اسی طرح ردشمس یعنی غروب ہو کر سورج کا لوٹ آنا اور مغرب سے عصر کا وقت ہو جانا جو غزوۂ خیبر میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے واقع ہوا، کیسی عجیب بات ہے کہ عدم ظل کو اس سے اصلاً نسبت نہیں اور اس کا وقوع بھی ایک غزوہ میں ہوا، اور تعداد لشکر خیبر کی سولہ سو، بالضرور یہ سب حضرات اس پر گواہ ہوں گے کہ ہر نمازی مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کو بغرض نماز آفتاب کے طلوع وغروب وزوال کی طرف لاجرم نظر ہوتی ہے۔ جب آفتاب نے غروب کیا ہوگا بالضرور تمام لشکر نے نماز کا تہیہ کیا ہوگا دفعۃً شام سے دن ہو گیا اور خورشید الٹے پاؤں آیا، کیا ایسے عجیب واقعہ کو دریافت نہ کیا اور نہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس کے حکم سے لوٹا ہے جسے قادر مطلق کی نیابت مطلقہ اور عالم علوی میں دست بالا حاصل ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن اس کے سوا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو کہ اتنی بڑی جماعت سے دو چار آدمیوں نے اور بھی اس معجزے کو روایت کیا تو نشان دیں۔

بالجملہ یہ حدیث واہیہ ہے۔ جس کی بناء پر ہم عقل ونقل واتباع حدیث وعلماء کو ترک نہیں کر سکتے کیا یہ اکابر اس قدر نہ سمجھتے تھے یا انھوں نے دیدہ ودانستہ خدا اور رسول پر افترا گوارا کیا؟ **لا حول و لا قوة الا باللہ** بلکہ جب ایک راوی اس حدیث عدم ظل کے ذکوان ہیں اور وہ صالح سمان زیات ہوں یا ابوعمرو مدنی مولائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، بہر تقدیر تابعی ثقہ معتمد علیہ ہیں اور تابعین وعلماء ثقات اہل ورع واحتیاط سے مظنون یہی ہے کہ غالب حدیث کو مرسلا اسی وقت ذکر کریں گے، جب انھیں شیوخ وصحابہ کثیرین سے اسے سن کر مرتبہ قرب ویقین حاصل کر لیا ہو۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ درصورت اسناد صدق وکذب سے اپنے آپ کو غرض نہ رہی، جب ہم نے کلام کو اس کی طرف نسبت کر دیا جس سے سنا ہے تو ہم بری الذمہ ہو گئے بخلاف اس کے کہ اس کا ذکر ترک کریں اور خود لکھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا، ایسا فرمایا، اس صورت میں بار اپنے سر پر رہا تو عالم ثقہ متورع محتاط، بے کثرت سماع واطمینان کلی قلب کے ایسی بات سے دور رہے گا، اس طور پر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایہ نہ ہونا بہت صحابہ نے دیکھا اور ان سب سے ذکوان کو سماع حاصل ہوا اگرچہ ان کی روایات ہم تک نہ پہنچیں۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

حضور کی نماز نور ہے

صحیح مسلم شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان هذه القبور مملوء ة علی اهلها ظلمة و انی انورها بصلاتی علیهم.

بیشک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن کر دیتا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم **قدر نوره و جماله وجوده و نواله علیه و علی آله** امین۔ ۔اسے مسلم وابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

حضور نور عرش ہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

بلاشبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور عرش اللہ ہیں عرش انھیں کے نور سے بنا اور انہیں کے نور سے منور ہے۔ جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٦، ص ١٢٠)

نور نبی مخلوق ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور یقیناً مخلوق الٰہی ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیا نور نبیک من نورہ .

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

جو حضور کے نور کو غیر مخلوق کہے منکر قرآن عظیم ہے **قال اللہ تعالیٰ خالق کل شی فاعبدوہ** اللہ تعالیٰ ہر شی کا خالق ہے تو تم اسی کی بندگی کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ٦، ص ١٤٠)

آدم کو فرشتوں کا سجدہ

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ٢، ص ٤٥٥ زیر قولہ تعالیٰ **تلک الرسل فضلنا ان**

الملائكة امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فى جبهة آدم .

تفسیر نیشاپوری ج ۳، ص ۷ سجود الملائكة لادم انما كان لاجل نور محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الذى كان فى جبهته .

دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لیے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ (تمہید ایمان)

حضور کا سراپائے اقدس منور ہے

ابونعیم وبیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لیے جمع کیے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سرانور وروئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے والا تمیز کرے اور ان کے پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے۔ کعب نے خواب سن کر فرمایا۔

بالله الذى لا اله الا هو لقد رايت هذا فى منامک.

تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا کہا ہاں، کہا۔

و الذى نفسى بيده انها لصفة محمد و امته و صفة الانبياء و اممها فى كتاب الله تعالىٰ فكانما قرأته فى التوراة .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہٖ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں کی گویا تونے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

سراپردۂ عرش میں نور محمدی

امام قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں رسالہ میلا د و امام علامہ ابن طغربک سے ناقل، مروی ہوا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الٰہی تونے میری کنیت ابو محمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سر اٹھا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے سر اٹھایا سراپردۂ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے فرمایا

ھذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک و لاخلقت سماء و لا ارضا.

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

روز قیامت نور محمدی کی جولانی

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ

نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلاۃ والسلام عرض کریں گے۔

دعوتهم یا رب دعافاشیا فی الاولین و الآخرین امة بعد امة حتی انتهی الی آخر النبیین احمد فانتسخه و قراه و امن به و صدقه .

الٰہی میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا احمد وامت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و امته یسعی نورهم بین ایدیهم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ ان کے نوران کے آگے جولان کرتے ہوں گے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے شہادت ادا کریں گے۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

چمکتے آفتاب

سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں :

کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے نائب وخلیفہ، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں پھر پیدائش ہوئی اور نسل کا اتصال ہوتا رہا اور ہر زمانے میں خلفاء متعین ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم طاہر کا زمانہ پیدائش پہنچا وہ چمکتے آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے کہ ہر نوران کے چمکتے نور میں مندرج ہوا اور ہر حکم ان کے حکم میں پوشیدہ ہو گیا اور سب شریعتیں ان کی جانب کھنچ آئیں اور ان کی سرداری کہ چھپی ہوئی تھی ظاہر ہو گئی تو وہی اول و آخر ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔ (الدولۃ المکیۃ)

نور نبی اور عالم کی تخلیق

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جب حضرت عزت جلالہ نے عالم بنانا چاہا اپنے نور بے کیف سے نور منیر بشیر و نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا فرمایا۔ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ .

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور کریم سے پیدا فرمایا۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تمام عالم کو جلوۂ ظہور میں لایا، تو جس طرح مرتبۂ وجود میں صرف اللہ ہے **کل شئ ھالک الا وجھہ** ع

الا کل شئ ما خلا اللہ باطل

حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے جہاں و جہانیان کا اس میں کچھ حصہ نہیں مگر جس پر وجود حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پرتو ڈالا۔ وہ بقدر نسبت و قابلیت تام موجودیت سے بہرور ہوا۔

یوں ہی مرتبۂ ایجاد میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے وبس۔ حضور ہی سر الوجود ومنبع الوجود واصل ہر بود ہیں۔ وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال و پرتو ہیں۔

مگر اولاً، وبالذات پرتو ذات وظل صفات، جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل

الصلوات والتسلیمات ہیں۔

پھر ثانیاً، وبالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں

ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

جیسے بلاتشبیہ شب چہاردہ کو اشیاء کہ آفتاب سے حجاب میں ہیں بذات خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں۔ چودہویں رات کا چمکتا چاند متوسط ہو کر خود آفتاب سے نور لیتا اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے تو اگرچہ جس قدر چاندنی پھیلی ہوئی ہے سب روشنی آفتاب ہی کی ہے مگر چاند کی وساطت سے ملی ہے۔

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ نور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور الٰہی سے پیدا ہونا عیاذاً باللہ تجزی حضرت وحدت سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتا، ان مجازی فانی انوار میں دیکھئے، آفتاب سے چاند روشن ہوا، چاند سے زمین، چراغ سے چراغ جلایا، آفتاب و ماہتاب و چراغ اول کے نور سے کوئی حصہ جدا ہو کر ان مستنیروں میں نہ آیا اور انھیں انوار سے ان روشنیوں نے ظہور پایا۔

انوار کی قسمیں

انوار دو قسم ہیں۔ معنوی وحسی

معنوی: کہ چشم جسم ان کے ادراک کی قابلیت نہیں رکھتے جیسے نور قرآن ونور نماز ونور وضو۔

بعضے مریدین بعد وضو اپنے حجرۂ خلوت میں گئے ایک نور عظیم چمکا بے اختیار پکار اٹھے رأیت ربی میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، شیخ نے فرمایا اے شخص کہاں تو اور کہاں یہ رتبہ؟ یہ تیرے وضو کا نور تھا کہ یوں چمکا۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ روز جمعہ سورۂ کہف کی تلاوت کی جائے، مقام تلاوت سے مکہ معظمہ اوراس جمعہ سے جمعہ آئندہ اور تین روز زائد تک روشن کر دیتی ہے۔

حسی: کہ لائق احساس بصر ہیں۔ پھر دو قسم ہیں۔

ظاہر: جیسے انوار کواکب، چراغاں، اور

باطن: جیسے حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی روشنیاں۔

حدیث میں ہے یہ جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کا نور نظروں سے چھپا دیا ورنہ دنیا کو روشن کر دیتے۔

مروی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے کعبہ معظمہ بنایا اور حجر اسود آیا اس وقت اس کا نور صرف اس قدر چمکا کہ مکہ معظمہ کے گرداگرد چند میل مختلف تک روشن ہو گیا، جہاں تک وہ روشنی پہنچی وہی حدود حرم قرار پائیں۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اصل انوار و معدن انوار و منبع انوار ہیں، جمیع اقسام نور کے بروجہ اکمل واتم جامع ہیں، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور معنوی کو کون جان سکتا ہے؟ انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین واولیاء کاملین وعباد اللہ الصالحین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین سب حسب استعداد اسی نور منیر سے روشن و مستنیر ہیں۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں حدیث نقل کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابوبکر مجھے جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا۔

ترا چنانکہ توئی دیدۂ کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور حسی ہی کی جھلک آفتاب و ماہتاب و جملہ مضیات میں چمک رہی ہے۔ ملائکہ کے چہروں میں اسی کی چمک، انسان کی مردمک میں اسی کی دمک، مستفیض و ظاہر ہیں۔ اور اس مفیض کریم پر بجمال رحمت و کمال عظمت ستر ہزار ہا پردہائے ہیبت وجلال و رحمت و جمال ڈالے گئے ہیں کہ چشم عالمیاں اس کے ادراک سے دور ومہجور ہے۔ العظمۃ للہ۔ اگر حجاب اٹھادیں عالم کی کیا جان؟ کہ اس کی تجلیات کی تاب لاسکے جہاں وجہانیاں ایک جھلک میں جل کر خاک ہوں۔

تجلی کلیم سے تشبیہ

سلطان الاولیاء حضرت نظام الحق والدین سیدنا محبوب الٰہی فرماتے ہیں:

جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام بعد تجلی طور واپس آئے کسی کو تاب نہ تھی کہ ان کے جمال مبارک سے نظر ملائے، کلیم علیہ الصلاۃ والسلام نے نقاب ڈالا فوراً جل گیا یہاں تک کہ کوہ کا نقاب بنا کر روئے مبارک پر ڈالا وہ بھی خاک ہوگیا، آخر بامر الٰہی بعض عاشقان حضرت عزت کے دامن سے نقاب بنایا وہ قائم رہا۔

ہاں! چہرۂ کلیم مہر سپہر جلال تھا، نور آفتاب ہلکا ہونے کے لیے قمر درکار ہے کہ اس کی تجلیوں کا بار اپنے اوپر لے اور اس سے ٹھنڈی ہلکی روشنی اوروں پر منکشف ہو۔ جب جمال کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کا اس آسان تر تجلی سے یہ حال تھا تو اس ذات کریم کا کیا پوچھنا جو نور حقیقی کے مظہر اول اتم واکمل وجامع تجلیات

ذات وصفات علیٰ اقصی الغایات بلکہ بے حدونہایات ہے جسے جمال ازلی نے اپنا خاص آئینہ بنایا جس کے ہر جلوہ میں من رانی فقد رای الحق کا دریا لہرایا، اس کے تاب کی کسے تاب؟

کیا منھ ہے آئینے کا تیری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تو لازم ہوا کہ نور کریم حجاب رحمت و تعظیم میں رہے، وہ حجاب کیا ہے؟ کیا غیر اس کا حجاب ہو سکتا ہے، غیر اسے چھپا سکتا ہے؟ حاشا، بلکہ خود اس کا کمال ظہور ہی اس کا پردۂ نور ہوا۔ نور کے لیے ایک حد ظہور ہے کہ جب اس حد تک رہے نظر اس پر کام کرے اور جب اس سے ترقی کرے اس کی تابش ہی اس کے لیے حجاب ہو کہ نظر بوجہ خیرگی اس پر کام نہیں کرتی۔ آخر نہ دیکھا کہ آفتاب افق میں حجاب سحاب رقیق سے بروجہ کمال نظر آتا ہے اور نصف النہار پر روز صاف میں طائر نظر کے پر جلاتا ہے پھر جس قدر ترقی زائد احتجاب زائد۔

نور کریم کی ترقی بے نہایت کے حضور ابصار تو ابصار، بصیرت کی وہ حالت ہوگی جو مہر عالم تاب کے حضور خفاش (چمگادڑ) کی۔ لاجرم غایت ظہور ہی مستلزم غایت بطون ہوئی پھر بھی اسی کی خفیف جھلک جس میں نگاہ ظاہر کا حصہ رہا کہ اس بارگاہ کرم سے محروم مطلق نہ رہے وہ ہے جو حدیث صحیح میں آیا۔

کان الشمس تجری فی وجھہ .

گویا آفتاب چہرۂ پرنور میں رواں ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا گمان کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

تیسری حدیث میں ہے :

اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثنایاہ .

جب کلام فرماتے دندان پیشیں کے درمیان سے نور سا چھنتا نظر آتا۔

چوتھی حدیث میں ہے :

له نور یعلوه یحسبه من لم یتأمل اشم .

بینی پرنور پر نور کا بکا بلند تھا جو غور سے نہ دیکھتا بینی اقدس کو اس کے نور کے سبب بہت بلند گمان کرتا۔

پانچویں حدیث میں ہے :

لم یقع مع الشمس الا غلب ضوء ہ ضوء ھا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آفتاب کے سامنے کھڑے ہوتے حضور کا نور آفتاب کو دبالیتا۔

عرفان ونور ایمان سب اسی نور والاظہور کے پرتو ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

نور مصطفیٰ کے عنوان سے امام احمد رضا بریلوی نے یہ اشعار رقم فرمائے ہیں :

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا

●

جلتی تھی زمین کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی
لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا

•

مہر کس منہ سے جلو داری جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

•

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

•

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

•

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں
جس کے جلوے سے احد ہے تاباں معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہوکر قرباں دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

•

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

•

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

•

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

•

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انھیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
شکل بشر میں نور الٰہی اگر نہ ہو
کیا قدر اس خمیرۂ ما و مدر کی ہے
نور اللہ کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

•

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا نہ سایہ نور کا
یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا
انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

•

مہر خدا نور نور دل ہے سیہ دن ہے دور
شب میں کرو چاند نا تم پہ کروروں درود

•

ز عکست ماہ تاباں آفریدند
ز بوئے تو گلستاں آفریدند
ز مہر و چرخ بہر خوان جودت
عجب قرص و نمک داں آفریدند

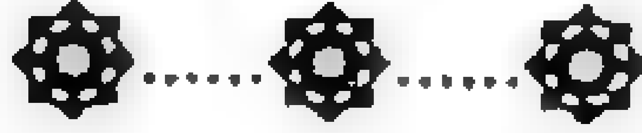
•

اے مقتداء شمع ہدیٰ نور خدا ظلمت زدا
مہرت فدا ماہت گدا نورت جدا از ایں و آں
آئینہ ہا حیران تو شمس و قمر جویان تو
سیارہا قربان تو شمعت فدا پروانہ ساں

•

روشن کر قبر بے کسوں کی
اے شمع جمال مصطفائی
اندھیر ہے بے تیرے مرا گھر
اے شمع جمال مصطفائی
آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا
اے شمع جمال مصطفائی
پر نور ہے تجھ سے بزم عالم
اے شمع جمال مصطفائی

شرق انوار قدرت پہ نوری درود　　فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت　　ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)



حضور ﷺ کی سیادت مطلقہ

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وما ارسلناک إلا رحمۃ للعلمین

اور بیشک ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے

(الانبیاء/۱۰۷)

حضور ﷺ کی سیادت مطلقہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیائے کرام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین کے مابین مشترک ہیں اور کچھ فضائل وکمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اور ان میں دنیا وآخرت میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک وسہیم نہیں ہے۔ حق تبارک وتعالیٰ نے جواہر نفوس انسانیہ کو مختلف فرمایا ہے، بعض مرتبہ صفا کے انتہائی مقام جودت وطہارت کے غایت درجہ میں ہیں۔ بعض متوسط ہیں اور بعض انتہائی کدورت اور غایت ردایت میں ہیں، چنانچہ ہر قسم میں مراتب ودرجات جداگانہ ہیں۔

مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام نفوس قدسیہ سب سے زیادہ صاف وجید ہیں اور ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ نفوس بشری کے مقابلے میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور ہر نقص وعیب سے محفوظ ومنزہ ہیں۔ باوجودیکہ یہ انبیاء کرام دائرہ کمال میں داخل اور اپنے غیر سے کامل وافضل ہیں مگر باہم ان کے درمیان بھی تفاوت وتفاضل ہے، اور حضور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب سے از روئے مزاج اصح و اعدل اور اسلم، اور از روئے بدن اطہر ان سب سے ازکیٰ واصفیٰ ہیں اور باعتبار روحانیت سب سے اکمل واتم ہیں اور تخلیق کے لحاظ سے بھی ان سب سے لطیف تر اور اشرف ہیں۔ آپ کے افضل البشر، سید ولد آدم اور افضل الناس ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ انبیاء کرام کو از قسم کمالات وکرامات جو کچھ حاصل تھا وہ تمام یا اس کے مثل اور ان مخصوص فضائل وکمالات کے ساتھ جو خاص طور پر آپ کو حاصل ہیں دوسرا کوئی نبی آپ کا شریک وسہیم نہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ اول)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ وہابیہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا اور قرآن وحدیث سے اس کی دلیل مانگی، لہٰذا آپ قرآن وحدیث سے اس کا

ثبوت دے کر مسلمانوں کو ممنون فرمائیں۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا :

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین، کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے آج نہ کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے سارے مجمع کا دولھا حضور کو بنائیں گے، انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہوں گے، موافق و مخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انھیں کی جانب بلند ہوں گے انھیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا انھیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا جو آج بیان ہے کل عیاں ہے اس دن جو مومن و مقربین نور بار عشرتوں سے شادیاں رچائیں گے۔ یا لیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول اللھم اجعلنا من المھتدن و لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین .

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص و مستثنیٰ جانتے ہیں ان کے نزدیک بھی حضور پر نور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین سب سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ، کلمات علماء کرام میں اس کی تصریح اور فقیر (امام احمد رضا) کے رسالہ اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل میں تحقیق و توضیح۔ (تجلی الیقین)

پھر امام احمد رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونے کی آیات و احادیث اور وحی ربانی سے جو نفیس تحقیق فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء سے عہد و میثاق

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

و اذا اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیکم من کتاب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال أ اقررتم و اخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذلک فأولئک ھم الفاسقون.

اور یاد کرا ے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب وحکمت دوں پھر تمھارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمھارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا، اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کی کہ ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولی المسلمین امیر المومنین جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

لم یبعث اللہ نبیا من آدم فمن دونہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بعث و ھو حی لیومنن بہ و لینصرنہ و یاخذ العھد بذلک علی قومہ .

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

اسی طرح حبر الامۃ عالم القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا

اسے ابن جریر و عساکر نے روایت کیا، بلکہ امام بدر زرکشی وحافظ عماد بن کثیر و امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء نشر مناقب وذکر مناصب حضور سید المرسلین صلواۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس ومحافل ملائک منزل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے اور اپنی امتوں سے حضور پرنور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد کہتا تشریف لایا اور جب سب ستارے روشن مہ پارے مکمن غیب میں گئے آفتاب عالم تاب ختمیت نے باہزاراں ہزار جاہ وجلال طلوع اجلال فرمایا۔

ابن عساکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

لم یزل الله یتقدم فی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الی آدم فمن بعده و لم تزل الامم تتبا شربه و تستفتح به حتیٰ اخرجه الله فی خیر امته و فی خیر قرن و فی خیر اصحاب و فی خیر بلد.

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے :

و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء هم ما عرفوا کفروا به

فلعنة الله علی الکفرین ۔

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے۔

اللھم انصر علیھم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة.

الٰہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

اس دعا کی برکت سے انھیں فتح دی جاتی۔

اسی بیان الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

و الذی نفسی بیده لو ان موسی کان حیا الیوم ما وسعه الا ان یتبعنی .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔

اسے امام احمد و دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ و السلام نزول فرمائیں گے باآں کہ بدستور منصب رفیع نبوت ورسالت پر ہوں گے، حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم ۔

کیسا حال ہوگا تمھارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا۔

اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توکید حق عز جلالہ نے تورات مقدس میں فرمائی۔

امام علامہ تقی الملۃ والدین ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمنۃ فی لتومنن بہ ولتنصرنہ" لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابو البشر علیہ الصلاۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام شامل ہے اور حضور کا ارشاد **و کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد** اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا۔ اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لوا آدم و من سواکافہ رسل و انبیاء ہوں گے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں،

امتیوں کو جونسبت انبیاء ورسل سے ہے وہ نسبت انبیاء ورسل کو اس سید الکل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ، غرض صاف صاف جتارہے ہیں کہ مقصود اصل ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع وطفیلی۔ ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

آیت میثاق کی تاکیدات

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

اقول وباللہ التوفیق: پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا۔

اولاً : انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء معصومین ہیں زنہار حکم الٰہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں، کافی تھا کہ رب تبارک وتعالیٰ بطریق امر انھیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمھارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد، عھد الست بربکم کے بعد دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ میں لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ، تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر فرض ربوبیت الٰہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ثانیاً : اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا، لتومنن به و لتنصرنه جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں، امام سبکی فرماتے ہیں شاید سوگند بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً : نون تاکید۔

رابعاً : وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامسا : یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں أ اقررتم کیا تم اس امر پر اقرار کرتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادسا: اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا و اخذتم علی ذلکم اصری خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعا: علیه یا علی هذا کی جگہ علی ذلکم فرمایا کہ بعد اشارت دلیل عظمت ہو۔

ثامنا : اور ترقی ہوئی کہ فاشهدوا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ حالاں کہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعا : کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا و انا معکم من الشاهدین میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاشرا: سب سے زیادہ نہایت کار یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باں کہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرما دی گئی کہ فمن تولی بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون اب جو اس اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام واہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے۔

و من یقل منهم انی اله من دونه فذلک نجزیه جهنم کذلک نجزی الظّٰلمین.

جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گروں کو۔

گویا اشارہ فرمایا جس طرح ہمیں ایمان کے جزاول لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یوں ہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے۔ میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سرنہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول ومقتداء کہ انبیاء ومرسلین بھی اس کی بیعت وخدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔ اس سے بڑھ کر حضور کی سیادت عامہ وفضیلت تامہ پر کون سی دلیل درکار ہے۔

حضور کی رحمت وافضلیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و ما ارسلنک إلا رحمة للعالمین .

اے محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم، ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں، جس میں انبیاء وملائکہ سب داخل، تولاجرم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت ونعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند وفیض یاب، اس لیے اولیائے کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابدتک ارض وسماء میں، اولیٰ وآخرت میں، دنیاودین میں، روح وجسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہان پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیہ کریمہ کے تحت میں لکھا ہے۔

لما کان رحمة للعالمین لزم ان یکون افضل من کل العالمین .

جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔

حضور جمیع مخلوقات کے رسول ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و ما ارسلنک من رسول الا بلسان قومه .

نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔

اقول : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد ارسلنا نوحا إلى قومه .

اور فرماتا ہے، و إلى عاد اخاهم هودا.

اور فرماتا ہے، و إلى ثمود اخاهم صالحا.

اللہ عزوجل فرماتا ہے، و لوطا اذ قال لقومه .

اور فرماتا ہے، و الى مدين اخاهم شعيبا

اور فرماتا ہے، ثم بعثنا من بعدهم موسى باياتنا إلى فرعون و ملائه.

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و تلک حجتنا اتيناها ابراهيم على قومه .

اور فرماتا ہے فی یونس و ارسلنه إلى مائة الف او يزيدون.

حق تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ان عیسیٰ و رسولا الى بنى اسرائيل .

اسی لیے صحیح حدیث میں فرمایا :

كان النبى يبعث إلى قومه خاصة .

نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔

اسے بخاری ومسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری روایت میں آیا

كان النبى يبعث إلى قرية لا يعدوها.

نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔

اسے ابویعلی نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرماتا ہے۔

وما ارسلناک إلا كافة للناس بشيرا و نذيرا و لكن اكثر الناس لا يعلمون .

نہ بھیجا ہم نے تمھیں مگر سب لوگوں کے لیے خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا پر بہت لوگ بے خبر ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا.

تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

اور فرماتا ہے :

تبارک الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا.

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈر سنانے والا ہو سارے جہان کو۔

اسی لیے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ارسلت إلى الخلق كافة .

میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف بھیجا گیا۔

اسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ارشادات سے ہے، دارمی ابویعلی طبرانی بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا :

ان الله تعالىٰ فضل محمدا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على الانبياء و على اهل السماء .

بیشک اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل کیا۔

حاضرین نے انبیاء پر وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا :

ان الله تعالىٰ قال و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه و قال لمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ما ارسلناك الا كافة للناس ، فارسله الى الانس و الجن.

یعنی اللہ نے اور رسولوں کے لیے فرمایا ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے، اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لیے تو حضور کو تمام انس و جن کا رسول بنایا۔

علماء فرماتے ہیں رسالت والا کا تمام انس و جن کو شامل ہونا اجماعی ہے اور محققین کے نزدیک

ملائکہ کو بھی شامل، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر وشجر وارض وسماء وجبال وبحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ ودائرہ تامہ میں داخل۔اور خود قرآن عظیم میں لفظ عـالـمین اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خـلق وہ بھی موکد بہ کلمہ کافة اس مطلب پر احسن الدلائل۔

طبرانی معجم کبیر میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من شئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن و الانس .

کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو مگر بے ایمان جن وآدمی۔

آیت افضلیت مطلقہ پر دلیل ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ آیت کریمہ **قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا** کی توضیح وتفسیر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

اب نظر کیجیے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیت مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حجت ہے۔

اولاً : اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام ایک شہر کے ناظم تھے اور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطان ہفت کشور بلکہ بادشاہ زمین وآسمان۔

ثانیاً : اعبائے رسالت سخت گراں بار ہیں اور ان کا تحمل بغایت دشوار **انا سنلقی علیک قولا ثقیلا** اسی لیے موسیٰ وہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی **لا تنیا فی ذکری** دیکھو میرے ذکر میں سست نہ ہو جانا، پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر،

جس کی رسالت نے انس وجن وشرق وغرب کو گھیر لیا اس کی مونت کس قدر، پھر جیسی مشقت ویسا ہی اجر اور جتنی خدمت اتنی ہی قدر، افضل العبادات احمزها مشقت والی عبادت زیادہ افضل ہے۔

ثالثاً : جیسا جلیل کام ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لیے درکار ہوتا ہے بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء وسردار اعظم کو لاجرم رسالت خاصہ وبعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور ان رسول الکل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔

رابعاً : یوں ہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علوشان کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالی شان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب، یوں ہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر نگاہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔

خامساً : جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لیے سامان زیادہ، نواب کو اپنے انتظام ریاست میں فوج وخزانہ اسی کے لائق درکار اور بادشاہ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رتق وفتق ونظم ونسق میں اسی کے موافق اور یہاں سامان وہ تائید الٰہی وترتیب ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء پر مبذول ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ جو علوم ومعارف قلب اقدس پر القا ہوئے معارف وعلوم جمیع انبیاء سے اکثر ووافی ہوں۔

انبیاء کے لیے ادائے امانت کی چیزیں

اوّل : پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت وابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی ہے۔

حلم	:	کہ گستاخی کفار پر تنگدل نہ ہو، دع اذٰھم و توکل علی اللہ .
صبر	:	کہ ان کی اذیتوں سے گھبرانہ جائیں، فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل.
تواضع	:	کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں، و اخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین.
رفق ولینت	:	کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم .
رحمت	:	کہ واسطہ افاضۂ خیرات ہوں رحمۃ للذین آمنوا منکم .
شجاعت	:	کہ کثرت اعداء کو خیال میں نہ لائیں انی لا یخاف لدی المرسلون فان الانسان عبید الاحسان و جبلت القلوب علی حب من احسن الیھا و لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک .
عفو ومغفرت	:	کہ نادان جاہل فیض پاسکیں، فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین.
استغناء وقناعت	:	کہ جہال اس دعوٰی عظمٰی کو طلب دنیا پر محمول نہ کریں لا تمدن عینک الی ما متعنا بہ ازواجا منھم .
جمال عدل	:	کہ تثقیف وتادیب وترتیب امت میں جس کی رعایت کرے۔ و ان حکمت بینھم فاحکم بالعدل .
کمال عقل	:	کہ اصل فضائل ومنبع فواضل ہے والہٰذا عورت کبھی نبی نہیں ہوئی، و ما ارسلنا من قبلک إلا رجالا نہ کبھی اہل بادیہ دسکان دہ کو نبوت ملی کہ جفا و غلظت ان

کی طینت ہوتی ہے **الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری ای اھل الامصار .**

اسی طرح نظافت نسب وحسن سیرت وصورت سب ہی صفات جمیلہ کی حاجت ہے کہ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ ہو، غرض یہ سب انھیں خزائن سے ہیں جو ان سلاطین حقیقت کو عطا ہوتے ہیں پھر جس کی سلطنت عظیم اس کے خزائن عظیم۔ حدیث میں ہے

ان اللہ ینزل المعونۃ علی قدر المؤنۃ .

اللہ تعالیٰ مشقت وتکلیف کے مطابق مدد نازل فرماتا ہے۔ **(مولف)**

تو ضرور ہوا کہ ہمارے حضور ان سب اخلاق فاضلہ واوصاف کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم واکمل و اعلیٰ واجل ہوں۔ اسی لیے خود ارشاد فرماتے ہیں

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق .

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا۔

اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور ابن سعد وحاکم وبیہقی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حضور کی عقل

وہب بن منبہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک ذرہ۔

حضور کی رسالت عام ہے

سادساً : ہم اوپر بیان کر آئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ اولین و آخرین سب کو حاوی۔

ترمذی جامع میں اور حاکم و بیہقی وابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور احمد مسند اور بخاری تاریخ میں اور ابن سعد وحاکم بیہقی وابونعیم میسرۃ الفجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بزار وطبرانی وابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونعیم بطریق صنابحی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن سعد ابن ابی الجدعا ومطرف بن عبداللہ بن الشخیر وعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔

متی و جبت لک النبوۃ.

حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی۔

فرمایا :

و آدم بین الروح و الجسد.

جب کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

آدم سروتن بآب و گل داشت
کو حکم بملک جان و دل داشت

اسی لیے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :

چوں بود خلق آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اورا بسوئے کافہ ناس ومقصور نہ گرادنید رسالت اورا بر ناس بلکہ عام گردانید جن وانس را بلکہ بر جن وانس نیز مقصور نہ گردانید تا آں کہ عام شد تمام عالمین را پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول اوست۔

جب حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جملہ مخلوقات کی طرف مبعوث فرمایا اور ان کی رسالت صرف لوگوں پر منحصر نہ ہوئی بلکہ جن وانس کو عام وشامل ہوئی بلکہ جن وانس پر بھی موقوف ومنحصر نہیں رہی یہاں تک کہ ہر عالم وجملہ مخلوقات کو ان کی رسالت عام وتام ہوئی لہٰذا اللہ تعالیٰ جس کا خالق وپروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (مولف)

اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم وجلیل ہوگئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ و السلام سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوتی وہ نسبت اس سرکار عرش وقار سے ہر ذرۂ مخلوق و ہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود انبیاء ومرسلین کو ہے اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہونا بدیہی۔

انبیاء پر حضور کی عظمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ و رفع بعضھم درجت.

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور ان میں بعض کو درجوں بلند کیا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انھیں سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی، اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت وشہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انھیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ اس ابہام تام میں کیا لطف ومزہ ہے۔ ع

اے گل بتو خرسندم تو بوے کسی داری

•

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
کہ ز انفاس خوشش بوے کسی می آید

•

کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہوجانا

رسولوں میں افضل

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و کفی باللہ شھیدا.

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچا دین لے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر اور خدا کافی ہے گواہ۔

اور اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے :

كنتم خير امة اخرجت للناس.

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ واکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لاجرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین وامت والوں سے افضل واعلیٰ۔

امام احمد و ترمذی وابن ماجہ وحاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

انكم تتمون سبعين امة انتم خيرها و اكرمها على الله .

تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

انبیاء اور حضور کے خطاب میں فرق

قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کو نام لے کر پکارتا ہے۔

يا آدم اسكن انت و زوجك الجنة .

يا نوح اهبط بسلام منا.

يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا.

يا موسىٰ انى انا الله .

يا عيسىٰ انى متوفيك .

يا داؤد انا جعلنا خليفة .

یا زکریا انا نبشرک .

یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ .

مگر جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ و القاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے۔

یا ایھا النبی انا ارسلناک .

اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک .

اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔

یا ایھا المزمل قم الیل.

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما۔

یا ایھا المدثر قم فانذر.

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو لوگوں کو ڈرسنا۔

یٰس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین .

اے یٰسین یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی بیشک تو مرسلوں سے ہے۔

طٰہ ما انزلنا علیک القران لتشقی .

اے طٰہ یا اے پاکیزہ رہنما ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہۃ حضور سید المرسلین وانبیاء سابقین کا فرق جان لے گا۔

یا ادم است با پدر انبیاء خطاب
یــا یھــا النبــی خطاب محمد است

امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں :

بادشاہ جب اپنے تمام امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے، اے مقرب حضرت، اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت تو کیا کسی طرح محل شک وریب باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد وارا کین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے خصوصاً **یا ایھا المزمل و یا ایھا المدثر** تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت ہی جانتے ہیں، ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے جھرمٹ مارے لیٹے تھے اسی وضع وحالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے، او بانکی ٹوپی والے، او دھانی دوپٹے والے۔ ع

او دامن کو اٹھاکے جانے والے

اقول: نہایت یہ ہے کہ اشقیائے یہود مدینہ ومشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ گفتگوئیں کرتے ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد وابطال ومژدہ رسانی عذاب ونکال بارہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی ان بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے محل نقل میں بھی ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انھوں نے وصف

کریم سے ندا کی تھی اگر چہ ان کے زعم میں بطور استہزا تھی اسے قرآن مجید نقل کر لایا کہ :

قالوا یا ایها الذی نزل الیه الذکر

بولے اے وہ جس پر قرآن اترا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بخلاف حضرات انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والتسلیم کہ ان سے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول ہیں۔

یا نوح قد جا دلتنا.

أ انت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم .

یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عهد عندک .

یا صالح ائتنا بما تعدنا.

یا شعیب ما نفقه کثیر امما تقول .

بلکہ اس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیم سے یوں ہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح ان سے نقل فرمائی۔

اسباط نے کہا:

یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد

حواریوں نے کہا:

یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک

حضور کو نام لے کر پکارنا حرام ہے

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا.

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو، بلکہ یوں عرض کرو۔

يا رسول الله .

يا نبي الله .

يا سيد المرسلين .

يا خاتم النبيين .

يا شفيع المذنبين صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وعلى آلك اجمعين .

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

قالوا كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذلك اعظاما لنبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقالوا يا نبي الله ، يا رسول الله .

یعنی پہلے حضور کو یا محمد، یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہا کرتے۔

بیہقی امام علقمہ وامام اسود اور ابونعیم امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی :

لا تقولوا یا محمد و لکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ .

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔

اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی۔

ولہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے، اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ وہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجھت بک الی ربی تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہیئے حالاں کہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔

امتوں کے خطاب میں فرق

یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطاب امم سابقہ سے ممتاز ٹھہرا، اگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایھا المساکین ، فرمایا کرتا توریت مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور اس امت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے یا ایھا الذین آمنوا فرمایا گیا ہے یعنی اے ایمان والو، امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔ سچ ہے پیارے کے علاقے والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے :

فاتبعونی یحببکم اللہ .

میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور کی قسم یاد فرمانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لعمرک انهم لفی سکرتهم یعمهون .

حق جل وعلاء اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے فرماتا ہے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لا اقسم بهذا البلد و انت حل بهذا البلد .

میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس شہر میں جلوہ فرما ہے۔

اور فرماتا ہے :

و قیله یا رب ان هولاء قوم لا یعلمون .

مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور فرماتا ہے :

و العصر .

قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

اے مسلمان! یہ مرتبۂ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی

قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی معنی ہیں۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما حلف الله بحياة احد قط الا بحياة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال تعالىٰ لعمرک انهم لفی سكرتهم يعمهون و حياتک يا محمد

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ کی سوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آیہ کریمہ **لعمرک** میں فرمایا مجھے تیری جان کی قسم اے محمد۔

ابو یعلی ابن جریر ابن مردویہ بیہقی ابونعیم ابن عساکر بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ما خلق الله و ما ذرأ و ما برأ نفسا اكرم عليه من محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ما حلف الله بحياة احد قط الا بحياة محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لعمرک انهم لفی سكرتهم يعمهون .

اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احیاء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبدری مکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

بابی انت وامی یا رسول الله قد بلغ من فضیلتک عند الله تعالیٰ ان اقسم بحیاتک دون سائر الانبیاء و لقد بلغ من فضیلتک عنده ان اقسم بتراب قدمیک فقال لا اقسم بهذا البلد.

یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی نہ باقی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پا کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے اس شہر کی قسم۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں :

ایں لفظ در ظاہر نظر سخت می در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سوگند می خورد بخاکپائے حضرت رسالت ونظر بحقیقت معنی پاک وصاف است کہ غبارے نیست برآں وتحقیق ایں سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات وصفات خود برائے اظہار شرف وفضیلت وتمیز آن چیز است نزد مردم ونسبت بایشاں تابدانند کہ آن امرے عظیم وشریف است نہ آں کہ اعظم نسبت بوئے تعالیٰ۔

جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاکپا کی قسم یاد فرمائی تو یہ لفظ ظاہر نظر میں سخت معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ پاک وصاف ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے اور اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات وصفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا لوگوں کی نظر میں اس چیز کا شرف وفضل ظاہر کرنے کے لیے ہے اور یہ لوگوں ہی کے اعتبار سے ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ امر عظیم وشریف اور باوقار ہے یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ چیز عظیم ہے یعنی اللہ سے بڑی اور عظمت والی کوئی چیز نہیں۔ (مولف)

اعتراضات کفار کے جواب انبیاء نے خود دیے اور حضور کی طرف سے رب العالمین نے

قرآن عظیم میں جابجا حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء سے کفار کی جاہلانہ جدال مذکور جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیاء طرح طرح سے حضرات انبیاء میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہم الصلاۃ والسلام اپنے حلم عظیم و فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔

سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا :

انا لنراک فی ضلل مبین

بیشک ہمیں تمھیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا:

یقوم لیس بی ضللة و لکن رسول من رب العلمین .

اے میری قوم مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔

سیدنا ھود علیہ الصلاۃ والسلام سے عاد نے کہا :

انا لنراک فی سفاهة و نا لنظنک من الکاذبین .

یقیناً ہم تمھیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بیشک جھوٹے ہو۔

فرمایا:

یقوم لیس بی سفاهة و لکن رسول من رب العلمین .

اے میری قوم مجھ میں اصلاً سفاہت نہیں میں تو پیغمبر ہوں رب العالمین کا۔

سیدنا شعیب علیہ الصلاۃ والسلام سے مدین نے کہا :

انا لنرٰئک فینا ضعیفا و لو لا رھطک لرجمناک و ما انت علینا بعزیز.

ہم تمھیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمھارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمھیں پتھروں سے مارتے اور کچھ تم ہماری نگاہ میں عزت والے نہیں۔

فرمایا :

یقوم ارھطی اعز علیکم من اللہ و اتخذ تمو ہ وراء کم ظھریا.

اے میری قوم کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمھارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرعون نے کہا:

انی لا ظنک یموسی مسحورا.

میرے گمان میں تو اے موسیٰ تم پر جادو ہوا۔

فرمایا :

لقد علمت ما انزل ھولاء الا رب السموات و الارض بصائرہ و انی لا ظنک یفرعون مثبورا.

تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان وزمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو اور میرے یقین میں تو اے فرعون تو ہلاک ہونے والا ہے۔

مگر حضور سید المرسلین افضل المحبوبین محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت والا عظمت میں کفار نے جو زبان درازی کی ہے ملک السمٰوات والارض جل جلالہ خود متکفل جواب ہوا ہے اور محبوب اکرم مطلوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ مدافعہ فرمایا ہے، طرح طرح حضور کی تنزیہہ وتبریت ارشاد فرمائی جا بجا رفع الزام، اعدائے لئام پر قسم یاد فرمائی یہاں تک کہ غنی مغنی عز مجدہ نے ہر جواب وخطاب سے حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدر جہا حضور کے لیے بہتر ہوا اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا، ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم .

(۱) کفار نے کہا :

یا ایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون .

اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔

حق جلا وعلا نے فرمایا :

نٓ و القلم و ما یسطرون ما انت بنعمة ربک بمجنون .

قسم قلم اور نوشتہائے ملائک کی تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

و ان لک لاجرا غیر ممنون .

اور بیشک تیرے لیے اجر بے پایاں ہے۔

کہ تو ان دیوانوں کی بدزبانی پر صبر کرتا اور حلم وکرم سے پیش آتا ہے، مجنون تو چلتی ہوا سے الجھا کرتا ہے تیرا سا حلم وصبر کوئی تمام عالم کے عقلا میں تو بتا دے۔

و انک لعلی خلق عظیم :

اور بیشک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے۔

کہ ایک حلم وصبر کیا تیری جو خصلت ہے اس درجہ عظیم و باشوکت ہے کہ اخلاق عاقلان جہاں مجتمع ہوکر اس کے ایک شمہ کو نہیں پہنچتے، پھر اس سے بڑھ کر اندھا کون جو تجھے ایسے لفظ سے یاد کرے، مگر یہ انکا اندھا پن بھی چندروز کا ہے۔

فستبصر و یبصرون بایکم المفتون .

عنقریب تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کسے جنون ہے۔

آج اپنی بے خردی ودیوانگی وکور باطنی سے جو چاہیں کہہ لیں آنکھیں کھلنے کا دن قریب آتا ہے اور دوست ودشمن سب پر کھلا چاہتا ہے کہ مجنون کون تھا۔

(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے۔

ان محمدا و دعه ربه و قلاه :

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن پکڑا۔

حق جل وعلاء نے فرمایا :

والضحی و الیل اذا سجی

قسم ہے دن چڑھے کی اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے یا قسم اے محبوب تیرے روئے روشن کی اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر کر آئے۔

ما ودعک ربک و ما قلی .

نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اور یہ اشقیاء بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہر ہے اسی مہر ہی کو دیکھ کر جلے جاتے ہیں اور حسد وعناد سے یہ طوفان جوڑتے اور اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں مگر یہ خبر نہیں کہ

و للآخرة خير لك من الاولى .

بیشک آخرت تیرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ کسی بشر یا ملک کے خطرے میں آئیں جن کا اجمال یہ ہے۔

و لسوف يعطيك ربك فترضى .

قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اس دن دوست دشمن سب پر کھل جائے گا کہ تیرے برابر کوئی محبوب نہ تھا، خیر اگر یہ اندھے آخرت کا یقین نہیں رکھتے تو تجھ پر خدا کی عظیم جلیل کثیر جزیل نعمتیں، رحمتیں آج کی تو نہیں قدیم ہی سے ہیں، کیا تیرے پہلے احوال انھوں نے نہ دیکھے اور ان سے یقین حاصل نہ کیا کہ جو نظر عنایت تجھ پر ہے ایسی نہیں کہ کبھی بدل جائے۔ الم يجدك يتيما فاوى ، إلى اخر السورة .

(۳) کفار نے کہا :

لست مرسلاً.

تم رسول نہیں۔

حق جلا وعلا نے فرمایا :

یس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین .

اے سردار مجھے قسم حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسل ہے۔

(۴) کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا۔

حق جلا وعلاء نے فرمایا:

و ما علمنہ الشعر و ما ینبغی لہ .

نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔

ان ھو الا ذکر و قرآن مبین .

وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن بیان والا قرآن۔

(۵) منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں کوئی کہتا ایسا نہ کہو کہیں ان تک خبر پہنچے، کہتے پہنچے گی تو کیا ہوگا ہم سے پوچھیں گے ہم مکر جائیں گے، قسم کھالیں گے انھیں یقین آجائے گا، کہ ھو اذن وہ تو کان ہیں جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے۔

حق جلا وعلا نے فرمایا:

اذن خیر لکم .

وہ تمھارے بھلے کے لیے کان ہیں۔

کہ جھوٹے عذر بھی قبول کر لیتے ہیں اور بکمال حلم و کرم چشم پوشی فرماتے ہیں ورنہ کیا انھیں بھیدوں اور خلوت کی چھپی باتوں پر آگاہی نہیں، یؤمن باللہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور وہ تمھارے اسرار سے انھیں مطلع کرتا ہے پھر تمھاری جھوٹی قسموں کا انھیں کیوں کر یقین آئے۔ ہاں ویؤمن للمؤمنین ایمان والوں

کی بات واقعی مانتے ہیں کہ انھیں ان کے دل کی سچی حالتوں پر خبر ہے اس لیے

و رحمة للذين آمنوا منكم .

مہربان ہیں ان پر جو تم میں ایمان لائے۔

کہ ان کے طفیل سے انھیں ہیشگی کے گھر میں بڑے بڑے رتبے ملتے ہیں اور اگر چہ یہ بھی ان کی رحمت ہے کہ دنیا میں تم سے چشم پوشی ہوتی ہے مگر اس کا نتیجہ اچھا نہ سمجھو کہ تمھاری گستاخیوں سے انھیں ایذا پہنچی ہے۔

و الذين يوذون رسول الله لهم عذاب اليم .

اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔

(۶) ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا

لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الازل

جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت دار لوگ وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

حق جل وعلا نے فرمایا

و لله العزة و لرسوله و للمومنين و لكن المنافقين لا يعلمون.

عزت تو ساری خدا اور رسول و مومنین ہی کے لیے ہے پر منافقوں کو خبر نہیں۔

(۷) عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا

حق جل جلالہ نے فرمایا :

انا اعطيناک الكوثر

بیشک ہم نے تمھیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروروں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور تمھاری ثنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم واطراف جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک آفاق زمین میں پڑھا جائے گا، پھر اولاد بھی تمھیں وہ نفیس و طیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمھارے بال بچے ہیں اور تم سا مہربان باپ ان کے لیے کوئی نہیں بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمھاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور تمھارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی، اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمھیں یاد کرتے یوں کہتے۔

یا ابنی صورۃ و ابای معنی .

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

پھر آخرت میں جو تمھیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشقیا کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ

فصل لربک و انحر.

اپنے رب کے شکرانے میں اس کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ان شانئک ھو الابتر.

جو تمھارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔

کہ جن بیٹوں پر اسے ناز ہے یعنی عمرو ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور تمھارے دین حق میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمھارے دینی بیٹوں میں شمار کیے جائیں گے پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے،

تمھارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی ونفرین کے ساتھ لیا جائے گا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریب رشتہ داروں کو جمع فرما کر وعظ ونصیحت اور اسلام واطاعت کی طرف دعوت کی، ابولہب شقی نے کہا:

تبا لک سائر الیوم الهذا جمعتنا.

ٹوٹنا اور ہلاک ہونا ہو تمھارے لیے ہمیشہ کو کیا ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔

حق جل وعلا نے فرمایا:

تبت یدا ابی لهب و تب .

ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود ہلاک وبرباد ہوا۔

ما اغنی عنه ماله و ما کسب .

اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔

سیصلی نارا ذات لهب .

اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔

وامرأته حمالة الحطب .

اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر لیے۔

فی جیدها حبل من مسد.

اس کے گلے میں مونجھ کی رسی۔

بالجملہ اس روشن کی آیتیں قرآن عظیم میں صدہا نکلیں گی، اسی طرح حضرت یوسف وبتول مریم اور ادھر ام المومنین صدیقہ علی سیدھم وعلیہم الصلاۃ والسلام کے قصے اس مضمون پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی رضا بریلوی قدس سرہ (والد ماجد امام احمد رضا بریلوی) سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں فرماتے ہیں :

حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کو بدگمانی سے نجات بخشی اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاکدامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑھائیں۔ انتہیٰ۔

محل غور ہے کہ اراکین دولت و مقربان حضرت سے باغیان سرکش بگستاخی و بےادبی پیش آئیں اور بادشاہ ان کے جوابوں کو انہیں پر چھوڑ دے مگر ایک سردار بلند وقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو کہ مخالفین جو زبان درازی اس کی جناب میں کریں حضرت سلطان اس مقرب ذی شان کو کچھ نہ کہنے دے بلکہ بہ نفس نفیس اس کی طرف سے تکفل جواب کرے کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ سرکار سلطانی میں جو اعزاز اس مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں اور جو خاص نظر اسکے حال پر ہے اوروں کا حصہ اس میں نہیں۔

مقام محمود و شفاعت

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

سئل رسول اللہ عن المقام المحمود فقال ھو الشفاعۃ.

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا

شفاعت۔

اسی طرح احمد وبیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

سئل عنها رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يعني قوله عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا فقال هي الشفاعة .

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آیت کریمہ عسیٰ ان یبعثک الآیۃ کے بارے میں سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا وہ شفاعت ہے۔

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور۔

اس دن آدم صفی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام نفسی نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لها ، انا لها میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے، انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم، سب بگریباں وہ ساجد و قائم، سب محل خوف میں وہ آمن و ناعم، سب اپنی فکر میں، انھیں فکر عوالم، سب زیر حکومت، وہ مالک وحاکم، بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں گے ان کا رب انھیں فرمائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمھاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمھیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمھاری شفاعت قبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی رحمت و ثنا کا غلغلہ پڑے گا اور دوست ، دشمن موافق ، مخالف، ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔

مقام تو محمود و نامت محمد
بدیں ساں مقامی و نامی کہ دارد

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں :

عن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال ان الله عزوجل اتخذ ابراهیم خلیلا و ان صاحبکم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خلیل الله و اکرم الخلق علی الله ثم قرأ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا قال یقعده علی الکرسی .

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلاۃ و السلام کو خلیل بنایا اور بیشک تمھارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں، پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

امام عبداللہ بن حمید وغیرہ، حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت حبر الامۃ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی

یجلسه الله معه علی العرش .

اللہ تعالیٰ انھیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا، یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ جلوس و مجلس سے پاک و متعالی ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل، امام علامہ سید الحفاظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ از روئے نقل مدفوع نہ از جہت نظر ممنوع، اور نقاش نے امام ابوداؤد صاحب سنن سے نقل کیا۔

من انکر هذا القول فهو متهم .

جو اس قول سے انکار کرے وہ متہم ہے۔

اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی اور اس کے بیان میں چند اشعار نظم کیے، **کما**

فی نسیم الریاض.

حضور کا کرسی پر جلوس

ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم القیامۃ یجلس علی کرسی الرب بین یدی الرب.

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے۔

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

یقعدہ علی الکرسی.

اللہ تعالیٰ انھیں کرسی پر بٹھائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انبیاء اور حضور کے درمیان قرآنی ارشادات میں امتیاز

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات ومحاورات ونقل واقوال وذکر احوال پر نظر کیجیے تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی شان سب انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے بلند وبالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحر زخار ہے جس کی تفصیل کو دفتر درکار، علمائے دین مثل امام ابونعیم وابن فورک وقاضی عیاض وجلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا، فقیر اول ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تامل اس وقت ذہن قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد بیس پر اقتصار کا باعث ہوا۔

(۱) خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والتجلیل سے نقل فرمایا

ولا یخزی یوم یبعثون .

مجھے رسوانہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

حبیب قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا۔

یوم لا تخزی اللہ النبی و الذین آمنوا معہ .

جس دن خدا رسوانہ کرے گا نبی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(۲) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی۔

انی ذاھب الی ربی سیھدین .

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطائے دولت کی خبر دی۔

سبحان الذی اسری بعبدہ

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(۳) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی۔

سیھدین .

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا۔

و یھدیک صراطا مستقیما.

اور تمھیں سیدھی راہ دکھادے۔

(۴) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے۔

هل اتک حديث ضيف ابراهيم المكرمين.

اے محبوب کیا تمھارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ان کے لشکری وسپاہی بنے۔

و ايده بجنود لم تروها.

اوران فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين.

تمھاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

والملائكة بعد ذلك ظهير.

اوراس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(۵) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا انھوں نے خدا کی رضا چاہی۔

و عجلت اليک رب لترضى.

اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہو۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا خدا نے ان کی رضا چاہی۔

فلنولينک قبلة ترضها.

تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے۔

و لسوف یعطیک ربک فترضی .

اور بیشک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(۶) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا۔

ففررت منکم لما خفتکم.

تو میں تمھارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا:

اذ یمکربک الذین کفروا.

اے محبوب یاد کرو جب کافر تمھارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(۷) کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرما دیا۔

انا اخترتک فاستمع لما یوحی اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون و اقم الصلاۃ لذکری .

اور میں نے تجھے پسند کیا اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

(۸) داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کو ارشاد ہوا۔

لا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ .

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکاوے خدا کی راہ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا۔

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی .

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا وہ تو نہیں کہتا مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

اب فقیر (امام احمد رضا بریلوی) عرض کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق.

(۹) نوح وہود علیہم الصلاۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی۔

رب انصرنی بما کذبون.

الٰہی میری مدد فرما بدلہ اس کا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا۔

و ینصرک اللہ نصرا عزیزا.

اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔

(۱۰) نوح وخلیل علیہما الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا انھوں نے اپنی امتوں کی دعائے مغفرت کی۔

ربنا اغفرلی و لوالدیّ و للمومنین یوم یقوم الحساب .

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو۔

و استغفر لذنبک و للمومنین و للمؤمنات .

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(۱۱) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے آیا انھوں نے پچھلوں میں اپنے ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی۔

و اجعل لی لسان صدق فی الآخرین .

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک .

اور ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر بلند کر دیا۔

اور اس سے ارفع و اعلیٰ مژدہ ملا۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا.

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثنا کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

(۱۲) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں فرمایا انھوں نے قوم لوط علیہ الصلاۃ والسلام سے رفع عذاب میں بہت کوشش کی۔

یجادلنا فی قوم لوط.

ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

مگر حکم ہوا۔

یا ابراھیم اعرض عن ھذا.

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔

عرض کی:

ان فیھا لوطا.

اس بستی میں لوط جو ہے۔

حکم ہوا۔

نحن اعلم بمن فیھا

ہمیں خوب معلوم ہے جو وہاں ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا۔

ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم .

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تو ان میں تشریف فرما ہے۔

(۱۳) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا

ربنا و تقبل دعاء

الٰہی میری دعاء قبول فرما۔

حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا۔

قال ربکم ادعونی استجب لکم .

تمھارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(۱۴) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی۔

نودی من شاطی الواد الایمن فی البقعة المبارکة من الشجرة .

ندا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہٰی وفردوس اعلٰی تک بیان فرمائی۔

عنده سدرة المنتهى عندها جنة الماوى

سدرۃ المنتہٰی کے پاس، اس کے پاس جنت الماوی ہے۔

(۱۵) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام نے وقت ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت نقل کی۔

و یضیق صدری و لا ینطلق لسانی فارسل الی هارون .

اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو ہارون کو بھی رسول کر۔

حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت بخشی اور اس سے منت عظمٰی رکھی۔

الم نشرح لک صدرک .

کیا ہم نے تمھارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(۱۶) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی۔

فلما جاء ھا نودی ان بورک من فی النار و من حولھا

پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کے جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس میں یعنی فرشتے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوہ نور سے تدلّی ہوئی اور وہ بھی غایت تفخیم وتعظیم کے لیے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی .

جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو یعلی بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی۔

ثم انتھی الی السدرۃ فغشیھا نور الخلاق عزوجل فکلمہ تعالیٰ عند ذلک فقال سل .

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا اس وقت عز و جلالہ نے حضور سے کلام کیا اور فرمایا مانگو۔

(۱۷) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے برأت وقطع تعلق نقل فرمایا جب انھوں نے اپنی قوم کو قتال عمالقہ کا حکم دیا اور انھوں نے نہ مانا عرض کی۔

رب انی لا املک نفسی و اخی فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین.

الٰہی میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظل وجاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا۔

ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم .

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تو ان میں تشریف فرما ہے۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا.

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق ومخالف سب کو شامل۔

(۱۸) ہارون وکلیم علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے فرمایا انھوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا۔

ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی .

اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

اس پر حکم ہوا۔

لا تخافا انني معکما اسمع و اری .

ڈرو نہیں میں تمھارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مژدہ نگہبانی دیا۔

و اللہ یعصمک من الناس. .

مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرانی بات پر یوں سوال ہوگا۔

یعیسیٰ ابن مریم أ انت قلت للناس اتخذونی و امی الھین من دون اللہ .

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو خدا ٹھہرالو۔

معالم میں ہے اس سوال پر خوف الٰہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بن مو سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی اس پر سوال تو حضور سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف ومحبت و کرم وعنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا۔

عفا اللہ عنک لم اذنت لھم .

اللہ تجھے معاف فرمائے تو نے کیوں انھیں اجازت دے دی۔

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور یہ محبت کا کلمہ پہلے۔

(۲۰) مسیح علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا انھوں نے اپنی امتوں سے مدد طلب کی۔

فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ ۔

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین کے مددگار ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا۔

لتومنن به و لتنصرنه .

تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انھیں اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور کی افضلیت اور آدم کا توسل

حاکم بیہقی طبرانی آجری ابونعیم ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اقترف آدم الخطيئة قال رب اسألك بحق محمد لما غفرت لى قال و كيف عرفت محمدا قال لانك لما خلقتنى بيدك و نفخت فى من روحك رفعت راسى فرأيت عى قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك قال صدقت يا آدم و لولا محمد ما خلقتك (و فى رواية عند الحاكم) فقال الله تعالىٰ صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الى اما اذا سالتنى بحقه فقد غفرت لك و لولا محمد ما غفرت لك وما خلقتك.

یعنی آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی اے رب میرے صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما رب العالمین نے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیوں کر پہچانا عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے

پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا جانا کہ تونے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ تجھے بناتا۔

بیہقی وطبرانی کی روایت میں ہے آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی:

رأیت فی کل موضع من الجنة مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اکرم خلقک علیک.

میں نے جنت میں ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

آجری کی روایت میں ہے۔

فعلمت انه لیس احد اعظم قدرا عندک ممن جعلت اسمه مع اسمک.

مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

حضرت عیسیٰ کو حضور پر ایمان لانے کی تاکید

حاکم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

اوحی اللہ تعالیٰ إلی عیسیٰ ان آمن بمحمد و مر من ادرکم من امتک ان یؤمنوا به فلولا محمد فاخلقت آدم و لا الجنة و لا النار و لقد خلقت العرش علی الماء

فاضطرب فکتب علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن . اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ ایمان محمد لا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انھیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا میں آدم کو نہ پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ بناتا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھ دیا، ٹھہر گیا۔

حضور کی افضلیت مطلقہ

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو روح القدس سے بنایا، ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو برگزیدہ کیا، حضور کو کیا فضل دیا، فوراً جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے۔

ان کنت اتخذت ابراهیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا و ان کنت کلمت موسیٰ فی الارض تکلیما فقد کلمتک فی السماء و ان کنت خلقت عیسی من روح القدس فقد خلقت اسمک من قبل ان اخلق الخلق بالفی سنة و لقد وطأت فی السماء موطئا لم یطاه احد قبلک و لا یطاءه احد بعدک و ان کنت اصطفیت آدم فقد ختمت بک الانبیاء و ما خلقت خلقا اکرم علی منک (و ساق الحدیث الی ان قال) ظل عرشی فی القیمة علیک ممدود تاج الحمد علی راس معقود و قرنت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتیٰ تذکر معی و لقد خلقت الدنیا و اهلها لا عرفهم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک ما خلقت الدنیا.

اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمھیں حبیب کیا اور اگر موسیٰ سے زمین میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام کیا اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا، تو تمھارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور بیشک تمھارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمھارے بعد کسی کی رسائی ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا، تمھیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ عزت وکرامت والا کسی کو نہ بنایا قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گستردہ اور حمد کا تاج تمھارے سر پر آراستہ۔ تمھارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ جو عزت ومنزلت تمھاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

جنت ودوزخ کی تخلیق حضور کے طفیل ہوئی

دیلمی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل فقال ان اللہ یقول لالوک ما خلقت الجنۃ و لولاک ما خلقت النار .

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔

یعنی آدم و عالم سب تمھارے طفیلی ہیں تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا جنت و نار کس لیے ہوتیں اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں جن پر تمھارے وجود کا پرتو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل
منظور نور اوست دگر جملگی ظلام

حضور اور امت محمدیہ دخول جنت میں مقدم ہیں

ابونعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اوحی اللہ تعالیٰ الی موسی نبی بنی اسرائیل انہ من لقینی و ہو جاحد باحمد ادخلتہ النار قال یا رب و من احمد قال ما خلقت خلقا اکرم علی منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان احلق السموات و الارض ان الجنۃ محرمۃ علی جمیع خلقی حتیٰ یدخلہا ہو و امتہ قال و من امتہ قال الحمادون (و ذکر صفتہم ثم قال) قال اجعلنی نبی تلک الامۃ قال نبیہا منہا قال اجعلنی من امۃ ذلک النبی قال استقدمت و استاخروا لکن ساجمع بینک و بینہ فی دار الخلد.

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا، عرض کی اے رب میرے احمد کون ہے فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اسکا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہولے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا عرض کی الٰہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی، اور ان کی اور صفات جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں، عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر، فرمایا ان کا نبی انھیں میں سے ہوگا، عرض کی الٰہی مجھے اس نبی کی امت میں کر فرمایا تو زمانہ میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری، اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں:

حق عز جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا :

الجنة حرام علی الانبیاء حتیٰ تدخلها و علی الامم حتیٰ تدخلها امتک .

جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم نہ داخل ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمھاری امت نہ جائے۔

امت محمدیہ رسوانہ ہوگی

ابن عساکر و خطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لما اسری بی قربنی ربی حتیٰ کان بینی و بینه کقاب قوسین او ادنیٰ و قال لی یا محمد هل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت لا (یا رب) قال فهل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم قلت لا (یا رب) قال اخبر امتک انی جعلتهم اخر الامم لا فضح الامم عندهم و لا افضحم عند الامم .

' شب اسریٰ مجھے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا رب نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا عرض کی نہیں اے رب میرے، فرمایا کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں سے پیچھے کیا میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے، فرمایا اپنی امت کو خبر دے میں نے سب امتوں سے اس لیے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوانہ کروں۔

ذکر خدا کے ساتھ ذکر نبی

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلائل النبوۃ میں راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم فرغت مما امرنی الله به من امر السموات قلت یا رب انه لم یکن نبی قبل الا وقد اکرمته جعلت ابراهیم خلیلا و موسی کلیما و سخرت لداؤد الجبال و لسلیمن الریح و الشیاطین و احییت لعیسیٰ الموتی فما جعلت لی قال اولیس اعطیتک افضل من ذلک کله لا اذکر الا ذکرت معی .

جب میں حسب ارشاد الٰہی سیر سماوات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے، ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلائے، میرے لیے کیا کیا؟ ارشاد ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔ اور اس کے سوا اور فضل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔

کوثر وشفاعت

اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے رب جل جلالہ نے فرمایا :

ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر و جعلت اسمک مع اسمی ینادی به فی جوف السماء (إلی ان قال) و خبات شفاعتک و لم اخباها لنبی غیرک .

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

خلیل وکلیم پر تفضیل

امام اجل حکیم ترمذی وبیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الله ابراهيم خليلا و موسىٰ نجيا و اتخذنى حبيبا ثم قال و عزتى و جلالى لا وثرن حبيبى على خليلى و نجيى.

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل اور موسیٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو خلیل اور نجی پر تفضیل دوں گا۔

بے حجاب نظارۂ کریم

ابن عساکر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال لى ربى عزوجل نحلت ابراهيم خلتى و كلمت موسى تكليما او اعطيتك يا محمد كفاحا.

مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی خلت بخشی اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا مواجہ عطا فرمایا، کہ پاس آکر بے پردہ وحجاب میرا وجہ کریم دیکھا۔

حضور کی افضلیت اور امت کا نور

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی:

ان الله تعالىٰ اوحى فى الزبور يا داؤد انه سيأتى بعدک من اسمه احمد و

محمد صادقا نبیا لا اغضب علیه ابدا و لا یعصینی ابدا (الی قوله) امته مرحومة اعطیتهم من النوافل مثل ما اعطیت الانبیاء و افترضت علیهم الفرائض التی افترضت علی الانبیاء و المرسلین حتیٰ یاتونی یوم القیامة و نورهم مثل نور الانبیاء (إلی ان قال) یا داؤد فضلت محمدا و امته علی الامم کلهم، الی آخره.

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء و رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نور ہی نور

ابونعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لیے جمع کیے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے، پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سرانور و روئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے والا تمیز کرے اور ان کے ہر پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے کعب نے خواب سن کر فرمایا۔

بالله الذی لا اله الا الله هو لقد رایت هذا فی منامک.

تجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا کہا ہاں کہا

و الذی نفسی بیدہ انها لصفة محمد و امته و صفة الانبیاء و اممها فی کتاب الله تعالیٰ فکانما قرأته فی التوراة .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہٖ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کی امت اور انبیاء سابقین اوران کی امتوں کو گویا تم نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں رسالہ میلاد وامام علامہ طغربک سے ناقل، مروی ہوا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الٰہی تو نے میری کنیت ابومحمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سر اٹھا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے سر اٹھایا سرا پردۂ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا، عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے فرمایا:

ھذا نور نبی من ذریتک اسمه فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک و لا خلقت سماء و لا ارضا.

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے ہے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

آدم اور حضور کا وسیلہ

مواہب میں مروی ہوا، جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنت سے باہر آئے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الٰہی یہ محمد کون ہے؟ فرمایا:

ھذا ولدک الذی لولاہ ما خلقتک .

یہ تیرا بیٹا ہے اگر یہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔

عرض کی الٰہی اس بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما، ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔

زمین وآسمان، جزاوسزاسب حضور کے لیے

امام ابن سبع وعلامہ غرفی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ناقل

ان اللہ تعالیٰ قال لنبیہ من اجلک اسطح البطحاً و اموج الموج و ارفع السماء و اجعل الثواب و العقاب .

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا میں تیرے لیے بچھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزاوسزا۔

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید الکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں پایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

عزت وتکریم حضور کا حصہ ہے

فتاویٰ امام سراج الدین بلقینی میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا

قد مننت علیک بسبعة اشیاء اولھا انی لم اخلق فی السموات و الارض اکرم علی منک .

میں نے تجھ پر سات احسان کیے ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت والا نہ بنایا۔

حضور کے اوصاف حمیدہ

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر بخیر البشر پھر قسطلانی وشامی وحلبی ودلجی وغیرہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک وتعالیٰ کتاب شعیا علیہ الصلاۃ والسلام میں فرماتا ہے۔

عبدی الذی سرت به نفسی انزل علیه و حیی فیظهر فی الامم عدلی و یوصیهم الوصایا و لا یضحک و لا یسمع صوته فی الاسواق یفتح العیون العور و الاذان الصم و یحیی القلوب الغلف و ما اعطیه لا اعطی احدا مشفح بحمد الله حمدا جدیدا.

میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے میں اس پر اپنی وحی اتاروں گا وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انھیں نیک باتوں پر تاکیدیں فرمائے گا بیجا نہ ہنسے گا اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا میں جو اسے عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا مشفح اللہ کی نئی حمد کرے گا، مشفح ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہم وزن وہم معنی ہے یعنی بکثرت وبار بار سراہا گیا۔

توریت میں حضور پر ایمان لانے کی تاکید

علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا موسی احمدنی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان باحمد و لو لم تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی داری و لا تنعمت فی جنتی یا موسی من لم یومن باحمد من جمیع المرسلین و لم یصدقه و لم یشتق الیه کانت حسناته مردودة علیه و منعته حفظ الحکمة و لا ادخل فی قلبه نور الهدی و امحو اسمه من النبوة یا موسی من آمن باحمد و صدقه اولئک هم الفائزون و من کفر باحمد و کذبه من جمیع خلقی اولئک هم الخاسرون ، اولئک هم النادمون، اولئک هم الغافلون.

اے موسیٰ میری حمد بجالا جب کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان لاتا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین کرتا اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹادوں گا، اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مراد کو پہنچے اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار وہی ہیں پشیماں وہی ہیں بے خبر۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے:

یا محمد انت نور نوری و سرسری و کنوز هدایتی و خزائن معرفتی جعلت

فدالک ملکی من العرش الی ما تحت الارضین کلھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد.

اے محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے، میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

سیادت مطلقہ پر احادیث و روایات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ پر کئی احادیث و روایات پیش فرمائی ہیں لہٰذا متفرق و مناسب عنوانات کے ضمن میں انھیں ملاحظہ فرمائیں۔

سیادت و شفاعت

احمد بخاری مسلم ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا سید الناس یوم القیامۃ و ھل تدرون مما ذلک یجمع اللہ الاولین و الآخرین فی صعید واحد، الحدیث بطولہ.

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لیے ثرید و گوشت حاضر آیا حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں۔

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں۔

حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے (صحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی معہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال لہٰذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرمایا کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا۔) فرمایا

الا تقولون کیفه .

پوچھتے نہیں کہ یہ کیوں کر ہے۔

صحابہ نے عرض کی :

کیف هو یا رسول الله .

ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیوں کر ہے۔

فرمایا:

يقوم الناس لرب العالمين .

لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم وابوداوٗد انھیں سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سيد ولد آدم يوم القيامة و اول من ينشق عنه القبر و اول شافع و اول مشفع.

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور پہلا شفیع وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

انبیاء کرام لواء الحمد کے نیچے

احمد ترمذی ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سيد ولد آدم يوم القيامة و لا فخر بيدى لواء الحمد و لا فخر و ما من نبى يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائى . الحديث.

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

دخول جنت میں مقدم

دارمی بیہقی ابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیامة و لا فخر و انا اول من یدخل الجنة و لا فخر.

میں قیامت میں سردار مرداں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔اور کچھ افتخار نہیں۔

وجہ کریم کو حضور کا سجدہ

حاکم و بیہقی کتاب الرویہ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سید الناس یوم القیامة و لا فخر ما من احد الا و هو تحت لوائی یوم القیامة ینتظر الفرج و ان معی لواء الحمد انا امشی و یمشی الناس معی حتیٰ اتی باب الجنة فاستفتح فیقال من هذا فاقول محمد فیقال مرحبا بمحمد فاذا رأیت ربی خررت ساجدا انظر الیه.

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ در جنت پر تشریف لے جا کر کھلواؤں گا پوچھا جائے گا کون ہے، میں کہوں گا محمد کہا جائے گا مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا، اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

جنت کی کنجیاں حضور کے اختیار میں

ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ارسلت الى الجن و الانس و الى كل احمر و اسود و احلت لى الغنائم دون الانبياء و جعلت لى الارض كلها طهورا و مسجدا و نصرت بالرعب امامى شهرا و اعطيت خواتيم سورة البقرة و كانت من كنوز العرش و خصصت بها دون الانبياء و اعطيت المثانى مكان التوراة و المئين مكان الانجيل و الحواميم مكان الزبور ، وفضلت بالمفصل و انا سيد ولد آدم فى الدنيا و الآخرة و لا فخر و انا اول من تنشق الارض عنى و عن امتى و لا فخر و بيدى لواء الحمد يوم القيامة و جميع الانبياء تحته و لا فخر و الى مفاتيح الجنة يوم القيامة و لا فخر و بى تفتح الشفاعة و لا فخر و انا سابق الخلق الى الجنة و لا فخر و انا امامهم و امتى بالاثر.

میں جن وانس اور ہر سرخ وسیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورۂ بقر کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا۔ اور مجھے توریت کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی (کہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہے) اور میں دنیا وآخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی ، اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی

ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھ ہی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں، میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

اذن شفاعت اور سجدہ حمد

احمد بزار ابویعلی اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب اولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی :

لوگ آدم ونوح وخلیل وکلیم علیہم الصلاۃ والسلام کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوں گے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔

لیس ذاکم عندی و لکن انطلقوا الی سید ولد آدم .

تمھارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے، حضور والا جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے، رب تبارک وتعالیٰ اذن دے گا، حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے، رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی حضور اقدس سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے، ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے، رب جل جلالہ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے۔

ای رب جعلتنی سید ولد آدم و لا فخر.

اے رب تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔ الیٰ آخر الحدیث۔

سید العالمین

حاکم و بیہقی فضائل الصحابہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سید العالمین .

میں تمام عالم کا سردار ہوں۔

حضور حبیب اللہ ہیں

دارمی ترمذی ابونعیم بسند حسن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انھیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرا بولا حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا، تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں، چوتھے نے کہا آدم علیہ الصلاۃ والسلام صفی اللہ ہیں، جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمھارا کلام اور تمھارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں۔ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

الا و انا حبیب اللہ و لا فخر و انا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن دونہ و لا فخر و انا اول شافع و اول مشفع یوم القیامۃ و لا فخر و انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلھا و معی فقراء المومنین و لا فخر و انا اکرم الاولین و الآخرین علی اللہ و لا فخر.

سن لو اور میں اللہ کا پیارا ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازۂ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

خزائن رحمت کی کنجیاں حضور کے دست رحمت میں

دارمی و ترمذی و ابو یعلی و بیہقی و ابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدهم اذا وفدوا و انا خطيبهم اذا نصتوا و انا مستشفعهم اذا حبسوا و انا مبشرهم اذا ئيسوا الكرامة و المفاتيح يومئذ بيدى و لواء الحمد يومئذ بيدى انا اكرم ولد آدم على ربى يطوف على الف خادم كانهم بيض مكنون و لؤلؤ منثور.

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب عرصۂ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انھیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں، میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

مرسلین کے پیشوا

بخاری تاریخ میں اور دارمی اور طبرانی اوسط میں اور بیہقی وابونعیم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا قائد المرسلين و لا فخر و انا خاتم النبيين و لا فخر.

میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔

بہترین قبیلہ وخاندان میں حضور کی تشریف آوری

ترمذی حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالیٰ خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلني في خيرهم بيوتا فانا خيرهم نفسا و خيرهم بيتا.

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا پھر ان کے دو گروہ کیے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان میں رکھا، پس میں تمام مخلوق الٰہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل۔

طبرانی معجم اور بیہقی دلائل اور امام علامہ قاضی عیاض بسند خود شفا شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الله تعالیٰ قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهم قسما فذلك قوله تعالیٰ

اصحاب الیمین و اصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین و انا خیر اصحاب الیمین ثم جعل القسمین ا ثلاثا فجعلنی فی خیرھا ثلثا و ذلک قولہ تعالیٰ اصحاب المیمنۃ و اصحب المشئمۃ و السابقون فانا من السابقین و انا خیر السابقین ثم جعل الا ثلاث قبائل فجعلنی من خیرھا قبیلۃ و ذلک قولہ تعالیٰ و جعلنا کم شعوبا و قبائل فانا اتقی ولد آدم و اکرمھم علی اللہ و لا فخر ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی من خیرھا بیتا و ذلک قولہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا.

اللہ تعالیٰ نے خلق کی دو قسمیں کیں تو مجھے بہتر قسم میں رکھا اور یہ وہ بات ہے جو خدا نے فرمائی داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے تو میں داہنے ہاتھ والوں سے ہوں اور میں سب داہنے ہاتھ والوں سے بہتر ہوں، پھر ان دو قسموں کے تین حصے کیے تو مجھے بہتر حصے میں رکھا اور یہ خدا کا وہ ارشاد ہے کہ داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے اور سابقین، تو میں سابقین میں ہوں اور میں سب سابقین سے بہتر ہوں، پھر ان حصوں کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا اور یہ خدا کا وہ فرمان ہے کہ ہم نے کیا تمھیں شاخیں اور قبیلے (یعنی الی قولہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) بیشک تم سب میں زیادہ عزت والا خدا کے یہاں وہ ہے جو تم سب میں زیادہ پرہیز گار ہے۔ تو میں سب آدمیوں سے زیادہ پرہیز گار ہوں اور سب سے زیادہ اللہ کے یہاں عزت والا اور کچھ فخر مراد نہیں، پھر ان قبیلوں کے خاندان کیے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ خدا یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اے نبی کے گھر والو اور تمھیں خوب پاک کر دے ستھرا کر کے۔

بہترین اولاد آدم

ابن عساکر و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

خیار ولد آدم خمسة نوح وابراهیم و موسی و عیسیٰ و محمد و خیرهم محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلمَ

بہترین اولادِ آدم پانچ ہیں نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اوران سب بہتروں میں بہتر محمد ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

روز قیامت فضل میں سبقت

صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الاخرون السابقون یوم القیامة (زاد مسلم) و نحن اول من یدخل الجنة.

ہم (زمانے میں) پچھلے اور قیامت کے دن (ہر فضل میں) اگلے ہیں اور ہم سب سے پہلے داخل جنت ہوں گے۔

اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امم سابقہ کی نسبت فرماتے ہیں:

هم تبع لنا یوم القیامة نحن الآخرون من اهل الدنیا و الاولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق.

وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں گے ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام

جہان سے پہلے ہمارے ہی لیے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔

دارمی عمرو بن قیس ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ ادرک بی الاجل المرحوم و اختصر لی اختصارا فنحن الاخرون و نحن السابقون یوم القیامة و انی قائل قولا غیر فخر ابراهیم خلیل الله و موسی نجي الله و انا حبیب الله و معی لواء الحمد یوم القیامة ۔

یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لیے کمال اختصار کیا، ہم ظہور میں پچھلے اور روز قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے نجی اور میں اللہ کا حبیب اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔

حدیث اختصار کی مراد

قوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اختصر لی اختصارا کی توضیح میں علماء فرماتے ہیں:

(۱) یعنی مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر۔

(۲) یا میرے لیے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

حدیث اختصار کی یہ دونوں توضیح و تشریح علماء کے کلام میں موجود و ثابت ہیں ان کے علاوہ دیگر توضیحات کا اضافہ امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) یا یہ کہ میرے لیے امت کی عمریں کم کیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں گناہ کم ہوں نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔

(۴) یا یہ کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر فرمادیا کہ اے امت محمد میں نے تمھیں اپنے حقوق معاف کیے آپس میں ایک دوسرے کا حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔

(۵) یا یہ کہ میرے غلاموں کے لیے پل صراط کی راہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کوندگئی۔

(۶) یا یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے۔

(۷) یا یہ کہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمتگاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمادیئے۔

(۸) یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لیے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہولیا۔

(۹) یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم، جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار متصور۔

(۱۰) یا یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرمادیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں۔

کانما انظر الی کفی هذه .

جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(۱۱) یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

(۱۲) یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھالیے، پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم میں پوری پچاس، زکوٰۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع، یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اول وآخر

امام احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد طیالسی و ابویعلی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه لم يكن نبى الاله دعوة قدتخيرها فى الدنيا و انى قد اختبأت دعوتى شفاعة لامتى و انا سيد ولد آدم يوم القيامة و لا فخر و انا اول من تنشق عنه الارض و لا فخر و بيدى لواء الحمد و لا فخر آدم فمن دونه تحت لوائى و لا فخر (ثم ساق حديث الشفاعة الى ان قال) فاذا اراده الله تعالىٰ ان يصدع بين خلقه نادى مناد اين احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن آخر الامم واول من يحاسب فتفرج لنا الامم عن طريقنا فنمضى غرا محجلين من اثر الطهور فيقول الامم كادت هذة الامة ان تكون انبياء كلها. الحديث.

یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں، آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ

تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت، تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے، تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔

جمال پر توش در من اثر کرد
وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حشر، حضور کے قدموں میں

مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا الحاشر الذی یحشر علی قدمی .

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ یعنی روز محشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین حضور کے پیچھے۔

براق صرف حضور کو عطا ہوگا

ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبعث ناقة ثمود لصالح فیر کبھا من عند قبرہ حتیٰ توافی به المحشر ، قال معاذ و انت ترکب العضباء یا رسول اللہ قال ترکبھا ابنتی و انا علی البراق اختصصت به من دون الانبیاء یومئذ و یبعث

بلال علی ناقة من نوق الجنة ینادی علی ظهرها بالاذان فاذا سمعت الانبیاء و اممها اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله قالوا و نحن نشهد علی ذلک .

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ناقہ ثمود اٹھایا جائے گا، وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدان حشر میں آئیں گے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :

عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی جمیل یا عزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا ہے۔

اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اور یا رسول اللہ حضور اپنے ناقہ مقدسہ عضباء پر سوار ہوں گے فرمایا نہ، اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھ ہی کو عطا ہوگا اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال کا حشر ہوگا کہ عرصات محشر میں اس کی پشت پر اذان دے گا جب انبیاء اور ان کی امتیں اشهد ان لا الـه الا اللـه و اشهد ان محمد رسول الله سنیں گے سب بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الٰہی اولین و آخرین یکجا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے آقا کے نام کی دہائی پھرے گی، اس دن کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں، اس دن موافق مخالف پر روشن ہوگا کہ مالک یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جنتی حلہ حضور کو عطا ہوگا

ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من حلل الجنة اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى.

میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوڑوں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا، میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الہٰی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

احمد دارمی ابونعیم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اول من يكسى ابراهيم ثم يقعد مستقبل العرش ثم اوتى بكسوتى فالبسها فاقوم عن يمينه مقاما لا يقوم احد غيرى يغبطنى فيه الاولون و الآخرون.

سب سے پہلے ابراہیم کو جوڑا پہنایا جائے گا وہ عرش کے سامنے بیٹھ جائیں گے پھر میری پوشاک حاضر کی جائے گی میں پہن کر عرش کی دہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کسی کو بار نہ ہوگا اگلے پچھلے مجھ پر رشک لے جائیں گے۔

بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اكسى حلة من الجنة لا يقوم لها البشر.

مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ تمام بشر جس کی قدر وعظمت کے لائق نہ ہوں گے۔

روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی

طبری تفسیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

یرقی هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم وامته علیٰ کوم فوق الناس.

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

ابن جریر وابن مردویہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا و امتی یوم القیامة علی کوم مشرفین ما من الناس احد الا ود انه منا.

میں اور میری امت روز قیامت بلندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم ہی سے ہوتا۔

حضرت ابراہیم کی رغبت

صحیح مسلم شریف میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیئے میں نے دوبارہ عرض کی:

اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی .

الٰہی میری امت بخش دے الٰہی میری امت بخش دے۔

و اخرت الثالثة یوم یرغب الی فیه الخلق حتیٰ ابراهیم .

اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام۔

حدیث: **ان لکل نبی دعوة . الحدیث** کہ مسند احمد وصحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی، امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی۔

و ان ابراهيم ليرغب في دعائي ذلك اليوم .

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔

انبیاء کے خطیب وشفیع

احمد و ترمذی اور ابن ماجہ و حاکم و ابن ابی شیبہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا كان يوم القيامة كنت امام النبيين و خطيبهم و صاحب شفاعتهم غير فخر .

جب قیامت کا دن ہوگا میں تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا۔

حضور سے انبیاء کا التماس

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذا جاء عیسیٰ علیه الصلاة و السلام فقال هذه الانبیاء قد جاء تک یا محمد یسألون تدعو الله ان یفرق بین جمیع الامم الی حیث یشاء لعظم ما هم فیه فالخلق یلجمون فی العرق فاما المومن فهو علیه کالزکمة و اما الکافر فتغشاه الموت قال یا عیسیٰ انتظر حتیٰ ارجع الیک فذهب نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقام تحت العرش فلقی ما لم یلق ملک مصطفیٰ و لا نبی مرسل . الحدیث.

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام

آ کر عرض کریں گے اے محمد کہ یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کے مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملا نہ نبی مرسل نے پایا۔

باب جنت سب سے پہلے حضور کے لیے کھلے گا

مسند احمد و صحیح میں انھیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتی باب الجنة یوم القیامة فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک .

میں روز قیامت در جنت میں تشریف لا کر کھلواؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عرض کرے گا مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا۔

لا افتح لاحد قبلک و لا اقوم لاحد بعدک .

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

باب جنت پر حضور کی دستک

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامۃ و انا اول من یقرع باب الجنۃ .

روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

مسلم کی دوسری روایت میں یوں ہے۔

انا اول الناس یشفع فی الجنۃ و انا اکثر الانبیاء تبعا .

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیا کی امتوں سے افزوں۔

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی۔

انا اول من یدق باب الجنۃ فلم تسمع الاذان احسن من طنین الحلق علی تلک المصاریع .

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جوان کواڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہ سنی۔

بلند نورانی منبر پر جلوہ فرمائی

صحیح ابن حبان میں انھیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان لکل نبی یوم القیامۃ منبرا من نور و انی لعلی اطولھا و انورھا فیجیء مناد ینادی این النبی الامی قال فیقول الانبیاء کلنا نبی امی فالی اینا ارسل فیرجع الثانیۃ فیقول این النبی الامی العربی قال فینزل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتیٰ یأتی باب الجنۃ فیقرعہ (و ساق الحدیث الی ان قال) فیفتح لہ فیدخل فیتجلی لہ الرب

تبارک و تعالیٰ و لا یتجلی لشئ قبله فیخر له ساجدا. الحدیث.

قیامت میں ہر نبی کے لیے ایک منبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا منادی آ کر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے منادی واپس جائے گا دوبارہ آ کر یوں ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے، دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے رب عز جلالہ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا حضور اپنے رب کے لیے سجدہ میں گریں گے۔

صراط پر گزرنے میں سبقت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یضرب الصراط بین ظهرانی جهنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامته .

جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

حضور سے پہلے دخول جنت ممکن نہیں

طبرانی معجم اوسط میں اور دارقطنی و ابن النجار امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الجنة حرمت علی الانبیاء حتیٰ ادخلها و حرمت علی الامم حتیٰ تدخلها امتی.

جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں نہ داخل ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک

میری امت نہ داخل ہو۔

اسحاق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ مصنف میں امام مکحول تابعی سے امیر المومنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا امیر المومنین نے اس کے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں نالشی آیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اس کے تھپڑ مارا ہے راضی کرلو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

بل یا یهودی آدم صفی الله ابراهیم خلیل الله و موسی نجی الله و عیسیٰ روح الله و انا حبیب الله بل یا یهودی سمی الله باسمین سمی بهما امتی هو السلام و سمی بها امتی المسلمین و هو المومن و سمی بها امتی المومنین بل یایهودی ان الجنة محرمة علی الانبیاء حتیٰ ادخلها و هی محرمة علی الامم حتیٰ تدخلها امتی.

بلکہ او یہودی آدم صفی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں بلکہ او یہودی اللہ تعالیٰ نے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا، اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ او یہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔

جنت کی ایک منزل اور حضور

احمد مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سلوا اللہ لی الوسیلة ، فانها منزلة فی الجنة لا تنبغی الا لعبد من عباد اللہ و ارجو ان اکون انا هو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایاں نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت اترے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے فرمایا

اعلیٰ درجة فی الجنة لا ینالها الا رجل واحد ارجو ان اکون هو .

بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

علماء فرماتے ہیں، خدا و رسول جس بات کو بکلمہ امید و ترجی بیان فرمائیں وہ یقینی الوقوع ہے۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا کلام اولیاء میں بھی رجاء تحقیق ہی کے لیے ہے۔

عثمان بن سعید دارمی کتاب الرد علی الجہمیہ میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان اللہ رفعنی یوم القیامة فی اعلیٰ غرفة من جنات النعیم لیس فوقی الا حملة العرش .

اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت جنت النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں بلند فرمائے گا کہ مجھ سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا۔

انبیاء پر حضور کی افضلیت

ابن جریر ابن مردویہ ابن ابی حاتم بزار ابویعلی بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد وثنا کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور پرنور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلکم اثنی علی ربه و انی مثن علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شئ و جعل امتی خیر امة و اخرجت للناس و جعل امتی امة وسطا و جعل امتی هم الاولون و الآخرون و شرح لی صدری و وضع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحا و خاتما.

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا اور کافہ ناس کا رسول بنایا جو خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور مجھ پر قرآن اتارا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانہ میں موخر اور مرتبہ میں مقدم کی اور میرے لیے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت کیا۔

جب حضور اس خطبۂ جلیلہ سے فارغ ہوئے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے فرمایا۔

بهذا فضلکم محمد.

اسی لیے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے۔

پھر جب حضور اپنے رب سے ملے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا سـل مانگ کیا مانگتا ہے، حضور نے اور انبیاء کے فضائل عرض کیے کہ تو نے انھیں یہ کرامتیں دیں، حق جل وعلا نے حضور کے فضائل اعلیٰ و اشرف ارشاد فرمائے کہ تمھیں یہ کچھ بخشا، حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کرارشاد فرمایا۔

فضلنی ربی .

مجھے میرے رب نے افضل کیا۔

اور اپنے فضائل وخصائص عظیمہ بیان فرمائے۔

تیرے پائے کا نہ پایا

حاکم کتاب الکنی اور طبرانی اوسط اور بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر و دیلمی و ابن لال ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال لی جبریل قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد و لم اجد بنی اب افضل من بنی هاشم .

جبریل نے مجھ سے عرض کی میں نے پورب پچھم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا نہ کوئی خاندان، خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں صحت کے انوار اس متن کے گوشوں پر جھلک رہے ہیں۔

بارگاہ عزت میں حضور کی عزت

ابونعیم کتاب المعرفہ میں اور ابن عساکر عبداللہ بن غنم سے راوی ہم خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ناگاہ ایک ابر نظر آیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن ربی فی لقائک حتیٰ کان هذا اوان اذن لی انی ابشرک انه لیس احد اکرم علی الله منک.

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدم بوسی حضور کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مژدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

حضور علم میں انبیاء سے بڑھ کر ہیں

امام ابوزکریا یحییٰ بن عائذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قصہ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں۔

مجھے تین شخص نظر آئے گویا آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے، ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت تک حضور کو اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے۔

ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیته فانت اکثرهم علما و اشجعهم قلبا مفاتیح النصر قد البست الخوف و الرعب لا یسمع احد بذکرک الا وجل فؤاده وخاف قلبه و انْ لم یرک یا خلیفة الله.

اے محمد مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھا نہ ہو اے اللہ کے نائب۔

ابن عباس فرماتے ہیں :

کان ذلک رضوان خازن الجنان .

یہ رضوان داروغۂ جنت تھے۔علیہ الصلاۃ والسلام۔

حضور کا ثواب

شفا شریف میں ہے :

اطمع ان اکون اعظم الانبیاء اجرا یوم القیامۃ .

میں طمع کرتا ہوں کہ قیامت میں میرا ثواب سب انبیاء سے بڑا ہو۔

خلیل و مسیح روز قیامت حضور کے امتی ہوں گے

شفا شریف میں ہے :

اما ترضون ان یکون ابراھیم و عیسیٰ کلمۃ اللہ فیکم یوم القیامۃ ثم قال انھا امتی یوم القیامۃ .

کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم و عیسیٰ کلمۃ اللہ روز قیامت تم میں شمار کیے جائیں، پھر فرمایا وہ دونوں روز قیامت میری امت ہوں گے۔

خلق خدا میں حضور عمدہ ترین ہیں

افضل القریٰ میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور سے عرض کی :

ابشر فانک خیر خلقہ و صفوتہ من البشر حباک اللہ بما لم یحب بہ احد من

خلقه لا ملكا مقربا و لا نبيا مرسلاً . الحديث .

مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرشتہ نہ کسی مرسل نبی کو۔

حضور تمام عالم کے رسول ہیں

علامہ شمس الدین ابن الجوزی اپنے رسالہ میلاد میں ناقل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جناب مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا :

يا ابا الحسن ان محمدا رسول رب العالمين و خاتم النبيين و قائد الغر المحجلين سيد جميع الانبياء و المرسلين الذى تنبا و آدم بين الماء و الطين رؤف بالمومنين شفيع المذنبين ارسله الله الى كافة الخلق اجمعين .

اے ابوالحسن بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار، نبی ہوئے جب کہ آدم آب و گل میں تھے، مسلمانوں پر نہایت مہربان گناہگاروں کے شفیع اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام عالم کی طرف بھیجا۔

جملہ انبیاء پر حضور کی فضیلت

مولانا فاضل علی قاری شرح شفاء میں علامہ تلمسانی سے ناقل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا۔

السلام عليك يا اول ، السلام عليك يا آخر ، السلام عليك يا ظاهر ، السلام عليك يا باطن .

میں نے کہا کہ اے جبریل یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں، عرض کی میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام کیا ہے اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے اپنے نام وصفت سے حضور کے لیے نام وصفت مشتق فرمائے ہیں۔

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں۔

اور آخر اس لیے کہ ظہور میں سب سے مؤخر اور آخرام کی طرف خاتم الانبیاء ہیں۔

اور باطن اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجی یہاں تک کہ حق جل وعلا نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتے اور چراغ تاباں۔

اور ظاہر اس لیے حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف وفضل سب آسمان و زمین پر آشکارا کیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجی، اللہ تعالیٰ حضور پر درود بھیجے حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد اور حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الحمد لله الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتیٰ فی اسمی وصُفتی.

حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔

حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں

ابن ابی شیبہ و ترمذی اور حاکم اور ابونعیم و خرائطی ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ابوطالب چند سرداران قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمراہ تشریف فرما تھے، جب صومعہ، راہب یعنی بحیرا کے پاس اترے راہب صومعہ سے نکل کران کے پاس آیااور اس سے پہلے جو یہ قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا تھا نہ اصلاً ملتفت ہوتا اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بیچ گزرتا ہوا حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر بولا۔

هذا سيد العلمين هذا رسول رب العلمين يبعثه الله رحمة للعلمين.

یہ تمام جہان کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بھیجے گا۔

سرداران قریش نے کہا تجھے کیا معلوم ہے کہا جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت وسنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے اور وہ نبی کے سوا دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انھیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں ان کے استخوان شانہ کے نیچے سیب کے مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا اور حضور تشریف نہ رکھتے تھے، آدمی طلب کو گیا تشریف لائے ابر سر پر سایہ گستر تھا راہب بولا۔

انظروا اليه غمامة تظله .

وہ دیکھو ابر ان پر سایہ کیے ہے۔

قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا حضور نے جگہ نہ پائی دھوپ میں تشریف رکھی فوراً پیڑ کا سایہ حضور پر جھک آیا راہب نے کہا:

انظروا الى فئ الشجر مال اليه .

وہ دیکھو پیڑ کا سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔

حضور خیر الانبیاء ہیں

ابونعیم حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

یہ ایک شب صحرائے شام میں تھے ہاتف جن نے انھیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی صبح راہب کے پاس جا کر قصہ بیان کیا کہا:

قد صدقوک یخرج من الحرم و مهاجره الحرم و هو خير الانبياء.

جنوں نے تجھ سے سچ کہا حرم سے ظاہر ہوں گے اور حرم کو ہجرت فرمائیں گے اور وہ تمام انبیاء سے بہتر ہیں۔

خرائطی و ابن عساکر مرداس بن قیس دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور کے پاس کہانت کا ذکر تھا کہ بعثت اقدس سے کیوں کر متغیر ہوگئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے یہاں اس کا ایک واقعہ گزرا ہے میں حضور میں عرض کروں۔

ہماری ایک کنیز تھی خاصہ نام، کہ ہمارے علم میں ہر طرح نیک تھی ایک دن آکر بولی اے گروہ دوس! تم مجھ میں کوئی بدی جانتے ہو ہم نے کہا بات کیا ہے کہا میں بکریاں چراتی تھی دفعۃً ایک اندھیرے نے مجھے گھیرا اور وہ حالت پائی جو مرد سے پاتی ہے مجھے حمل کا گمان ہے۔ جب ولادت کے دن قریب آئے اک عجیب الخلقت لڑکا جنی جس کے کتے کے سے کان تھے وہ ہمیں غیب کی خبریں دیتا اور جو کہتا اس میں فرق نہ آتا، ایک دن لڑکوں میں کھیلتے کھیلتے کودنے لگا اور تہبند پھینک دیا اور بلند آواز سے چلایا اے خرابی خدا کی قسم اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں ان میں خوبصورت خوبصورت نوعمر، یہ سن کر ہم سوار ہوئے ویسا ہی پایا سواروں کو بھگایا غنیمت لوٹی۔

جب حضور کی بعثت ہوئی اس دن سے جو خبریں دیتا جھوٹ ہوتیں ہم نے کہا تیرا برا ہو یہ کیا حال ہے بولا مجھے خبر نہیں کہ جو مجھ سے سچ کہتا تھا اب کیوں جھوٹ بولتا ہے، مجھے اس گھر میں تین دن بند کر دو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن پیچھے کھولا دیکھا وہ ایک آگ کی چنگاری ہو رہا ہے بولا اے قوم دوس!

حرست السماء و خرج خیر الانبیاء

آسمان پر پہرہ مقرر ہوا اور بہترین انبیاء نے ظہور فرمایا۔

ہم نے کہا کہاں؟ کہا مکہ میں اور میں مرنے کو ہوں مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دینا مجھ میں آگ بھڑک اٹھے گی جب ایسا دیکھو باسمک اللھم کہہ کر مجھے تین پتھر مارنا میں بجھ جاؤں گا، ہم نے ایسا ہی کیا، چند روز بعد حاجی لوگ آئے اور ظہور حضور کی خبر لائے۔

ایک ہاتف کی پکار

ابن عساکر ابو نعیم خرائطی بعض صحابہ خثعمین سے راوی :

ہم ایک شب اپنے بت کے پاس تھے اور اسے ایک مقدمہ میں پنچ کیا تھا ناگاہ ہاتف نے پکارا۔

یا ایھا الناس ذوی الاصنام ما انتم و طائش الاحلام

و سند الحکم الی الاصنام ھذا نبی سید الانام

اعدل ذی حکم من الحکام یصدع بالنور و بالاسلام

مستعلن فی البلد الحرام

اے بت پرستو! کیا حال ہے تمھارا اور یہ کم عقلیاں اور پتھروں کو پنچ بنانا یہ ہے نبی تمام جہان کا سردار ہر حاکم سے زیادہ عادل نور و اسلام کا آشکارا کرنے والا حرم محترم میں ظہور فرمانے والا۔

ہم سب ڈر کر بت کو چھوڑ گئے اور اس شعر کے چرچے رہے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ظہور فرما کر مدینہ تشریف لائے ہیں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

اہل آسمان کے امام

بزار حضرت امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

لما اراد الله ان يعلم رسوله الاذان اتاه جبريل بدابة يقال له البراق او ذكر جماحها و تسكين جبريل اياها قال فركبها حتىٰ انتهى الى الحجاب الذى يلى الرحمن (و ساق الحديث فيه ذكرنا زين الملک و تصديق الله سبحانه و تعالىٰ له قال) ثم اخذ الملک بيد محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقدمه فام اهل السموات فيهم آدم و نوح فيومئذ اكمل الله لمحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الشرف على اهل السموات و الارض .

جب حق جل وعلا نے اپنے رسول کو اذان سکھانی چاہی جبریل براق لے کر حاضر ہوئے حضور سوار ہو کر اس حجاب عظمت تک پہنچے جو رحمٰن جل مجدہ کے نزدیک ہے، پردے سے ایک فرشتہ نکلا اور اذان کہی حق عز وجلالہ نے ہر کلمہ پر موذن کی تصدیق فرمائی، پھر فرشتے نے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست اقدس تھام کر حضور کو آگے کیا حضور نے تمام اہل سماوات کی امامت فرمائی جن میں آدم ونوح علیہما الصلاۃ والسلام بھی شامل تھے اس روز حق تبارک وتعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف عام اہل آسمان وزمین پر کامل کر دیا۔

اسی کی مثل ابونعیم نے بطریق امام محمد بن حنفیہ ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی اس کے اخیر میں ہے۔

ثم قيل لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم تقدم فام اهل السماء فتم له الشرف على سائر الخلق ۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا آگے بڑھئے حضور نے تمام اہل آسمان کی امامت فرمائی اور جمیع مخلوقات الٰہی پر حضور کا شرف کامل ہوا۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

انبیاء سے عہد و میثاق میں حکمت

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کیوں لیا؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مقصود اظہار عزت وعظمت وسیادت مطلقہ واصالت کلیہ حضور پرنور علیہ افضل الصلاۃ والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فرا گیرد و امتی او گرداند، صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بارک وسلم۔

اس سے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت اور سیادت مطلقہ واصالت کلیہ کا اظہار مقصود ہے تاکہ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ان کی نبوت مطلقہ کے دائرے کے قریب کردیں اور جملہ انبیاء کو حضور کا امتی بنادیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۷)

حضور، حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں

بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رہنے سے ان کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے افضل کہا ہے، اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے گا قال تعالیٰ و کم من

ملک فی السموات آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل نہ مانے گا؟ یا حضور کے وفات پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹنا جانے گا، اور فرشتے بھی نہ سہی چاند، سورج، ستارے تو آسمان پر ہیں حالاں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پا ان سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین، آسمان سے افضل ہے خصوصاً محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے۔ اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۲۲)

اشعار

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ اشعار نظم فرمائے ہیں:

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار — تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے — ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے — ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے — بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی — دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

•

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں
درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

•

نوبت در ہیں فلک خادم در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروروں درود

•

بنا کردند تا قصر رسالت
ترا شمع شبستاں آفریدند

•

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو
سرور ہر دو سرا ہو

•

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث وقدم جہاں میں عیاں تمھارے لیے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمھارے لیے

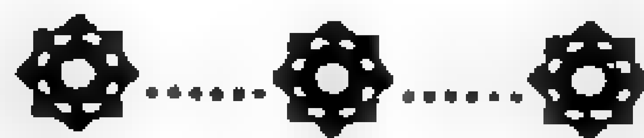
اللہ کی سلطنت کا دولھا نقش تمثال مصطفائی
کل سے بالا رسل سے اعلیٰ اجلال و جلال مصطفائی

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

جس کے زیر لوا آدم و من سوا اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

سید کونین سلطان جہاں ظل یزداں شاہ دیں عرش آستاں
کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں
(حدائق بخشش)



خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئ علیما

محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الاحزاب/۴۰)

خاتمیت محمدی ﷺ

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بکل شی علیم (وہی ذات اول وآخراور ظاہر وباطن ہے اور وہی ہر شی کا جاننے والا ہے۔) یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد وثنا پر بھی مشتمل ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو بھی شامل ہیں، کیوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء منجملہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں۔ اور وحی متلو اور وحی غیر متلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ دار بنایا، اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفات سے متخلق ومتصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا مثلاً نور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی ہادی، رؤف، رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماءصفات یعنی اول، آخر، ظاہر، باطن بھی انھیں قبیل سے ہیں۔

حضور کی شان اولیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم صفت ''اول'' کیسے ہے؟

(۱) تو یہ اولیت اس بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق، موجودات میں سب سے اول ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے **اول ما خلق اللہ نوری** اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

(۲) یہ کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے **کنت نبیا و ان ادم لمنجدل فی طینتہ**

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر ہی میں تھے۔

(۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب دینے والے تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا الست بربکم (کیا میں تمھارا رب نہیں) قالوا بلی (سب نے کہا ہاں کیوں نہیں)

(۴) یہ کہ سب سے پہلے آپ ہی ایمان لانے والے ہیں چنانچہ فرمایا و اول من آمن باللہ و بذلک امرت و انا اول المومنین اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مومن ہوں۔

(۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لیے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔

(۶) یہ کہ (روز قیامت) سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت پاؤں گا۔

(۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لیے ہی کھلے گا۔

(۸) یہ کہ سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

شان آخر

اس سبقت و اولیت کے باوجود بعثت و رسالت میں آپ آخر ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں)

(۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں میں آپ کا دین آخری ہے، چنانچہ فرمایا نحن الآخرون السابقون تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں۔

کیوں کہ بعثت میں یہ آخریت و خاتمیت اور فضیلت میں اولیت و سابقیت کا موجب ہے اس

لیے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوۃ اول)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ ولید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی و فاطمہ و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا بریلوی نے نفس سوال کا جواب دینے کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں ایسا مبسوط و مصرح کلام فرمایا ہے جو شاید اس کے غیر میں نہ ملے، آپ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل سچا اس کا کلام سچا۔ مسلمانوں پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لا شریک له جاننا فرض اول و مناط ایمان ہے یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزو ایقان ہے۔ و لکن رسول الله و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر مخلد فی النیر ان ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتویٰ نہیں اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے، خاتم الانبیاء و اخیار کا فتویٰ ہے، علی مرتضیٰ و بتول زہراء و حسن مجتبیٰ و شہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتویٰ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی سید ہم وعلیہم وسلم۔

ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و علماء کی کیا قدر جانے مگر بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے متعدد منافع ظاہر و بین ہیں، قرآن و

حدیث دونوں ایمان مومن ہیں۔ احادیث کا بار بار یہ تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا۔ آیہ کریمہ میں وساوس ملعونہ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و نجیح معنی بتائے گا، ولید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتویٰ پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئے گا معہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بریت آدم اور ختم نبوت

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۂ تصحیح بیہقی اور دلائل النبوۃ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی:

یا رب اسألک بحق محمد ان غفرت لی ۔

الٰہی میں تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا، اے آدم تو نے محمد کو کیوں کر پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔

تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہو گا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، فرمایا:

صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی و اذ سألتنی بحقہ فقد غفرت لک و لولا

محمد ما خلقتک ، زاد الطبرانی و ھو آخر الانبیاء من ذریتک.

- اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لیے مغفرت فرمائی۔ اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت موسیٰ اور ختم نبوت

ابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان موسی لما انزلت علیه التوراة و قرأها و جد فیها ذکر ھذه الامة فقال یا رب انی اجد فی الالواح امة ھم الآخرون السابقون فاجعلها امتی قال تلک امة محمد.

جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر توریت اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا عرض کی اے رب میرے میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو یہ میری امت کر فرمایا یہ امت احمد کی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت آدم اور سرکار دوعالم

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق الله آدم اخبره بنیه فجعل یری فضائل بعضھم علی بعض فرانی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا ابنک احمد ھو الاول و ھو الآخر و ھو اول شافع و اول مشفع.

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا انھیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا عرض کی الٰہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلی شفاعت مانا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شانۂ آدم کی تحریر

ابن عساکر بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال بين كتفي آدم مكتوب محمد رسول الله خاتم النبيين.

آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے **محمد رسول الله خاتم النبيين . صلى الله تعالىٰ عليه وسلم**

محمد اور دروازۂ جنت

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن مالک حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انه قال اول من ياخذ حلقة باب الجنة فيفتح له محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم قراء آية من التوراة آخريا قدما يا الاولون و الآخرون.

یعنی انھوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازۂ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لیے دروازہ کھولا جائے گا وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر توریت مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم اور حضور

ابن مسعود عامر شعبی سے راوی سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے صحیفوں میں ارشاد ہوا

انه كائن من ولدک شعوب و شعوب حتیٰ يأتی النبی الامی خاتم الانبياء .

بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت یعقوب اور سرور کونین

محمد بن کعب قرظی سے راوی

اوحی الله تعالیٰ الی یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوكا و انبياء حتیٰ ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هيكل بيت المقدس و هو خاتم الانبياء و اسمه احمد.

اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت شعیا اور احمد مجتبیٰ

ابن ابی حاتم وہب بن منبہ سے راوی :

قال اوحی الله تعالیٰ الی شعيا انی باعث نبيا اميا افتح به اذانا صما و قلوبا غلفا و اعينا عميا مولده بمكة و مهاجره بطيبة و ملكه بالشام (و ساق الحديث فيه

الـكثيـر الطيب من فضائله و شمائله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الى ان قال) و لا جعلن امته خير امة اخرجت للناس (و ذكر صفاتهم الى ان قال) اختم بكتابهم الكتب و بشر يعتهم الشرائع و بدينهم الاديان .

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئیں بہتر و افضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتب سماوی میں اسم محمد

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قـال الـنبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان يسمى فى الكتب القديمة احمد و محمد و الماحى و المقفى و نبى الملاحم و حمطايا و فار قليطا و ماذ ماذ.

اگلی کتابوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد، محمد، ماحی کفر و شرک کو مٹانے والے، مقفی، سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے، نبی الملاحم جہادوں کے پیغمبر، حمطایا حرم الٰہی کے حمایتی، فار قلیطا، حق کو باطل سے جدا کرنے والے، ماذ ماذ ستھرے پاکیزہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جبریل امین اور خاتم النبیین

ابن عساکر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

هبط جبریل فقال ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیاء و ما خلقت خلقا اکرم علی منک و قرنت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتیٰ تذکر معی و لقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک ما خلقت السموات و الارض و ما بینھما لولاک ما خلقت الدنیا.

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو تمھارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ، بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمھاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمھارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و سلم۔

آخر النبیین

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لما اسری بی قربنی ربی حتیٰ کان بینی و بینه کقاب قوسین او ادنی و قال لی یا محمد هل غمک ان جعلتک آخر النبیین قلت لا قال فهل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم قلت لا قال اخبر امتک انی جعلتهم آخر الامم لا فضح الامم عنده و لا افضحهم عند الامم.

شب اسریٰ مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اس میں دو کمان بلکہ کم کا

فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی نہ، فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انھیں سب سے پیچھے اس لیے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔

رحمۃ للعالمین

ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بزار و ابو یعلی و بیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی :

ثم لقی ارواح الانبیاء فاثنوا علی ربهم فقال ابراهیم ثم موسی ثم داؤد ثم سلیمن ثم عیسیٰ ثم ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اثنی علی ربه فقال کلکم اثنی علی ربه و انی مثن علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعالمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شئ و جعل امتی خیر امة اخرجت للناس و جعل امتی هم الاولین و الآخرون فاتحا و خاتما فقال ابراهیم بهذا فضلکم محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انتهی الی السدرة فکلمه تعالیٰ عند ذلک فقال له قد اتخذتک خلیلا و هو مکتوب فی التوراة حبیب الرحمن و رفعت لک ذکرک فلا اذکر الا ان ذکرت معی و جعلت امتک هم الاولین و الآخرین و جعلت اول النبیین خلقا و آخرهم بعثا و جعلتک فاتحا و خاتما.

یعنی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء سے ملے پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد الٰہی

بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل وخصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثناء کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈرسنا تا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل وعدالت واعتدال والی امت کیا اور انھیں کو اول اور انھیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان نبوت اور خاتمہ دفتر رسالت بنایا۔ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے اس وقت رب عزوجلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے میں نے تیرے لیے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

انبیاء کی التجائے شفاعت

احمد وبخاری ومسلم وترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فیاتون محمدا فیقولون یا محمد انت رسول الله و خاتم الانبیاء .

اولین وآخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آکر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم اور اذان اول

ابونعیم حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

نزل آدم بالهند و استوحش فنزل جبريل فنادى بالاذان الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان محمد رسول الله قال آدم من محمد قال آخر ولدک من الانبياء .

جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے اتر کر اذان دی جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے پوچھا محمد کون ہیں کہا آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انشراح صدر

ابونعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور دارمی و ابن عساکر بطریق یونس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا پھر کہا **انت محمد رسول الله المقفى الحاشر.**

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث متصل میں یوں ہے جبریل نے اتر کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکم چاک کیا پھر کہا:

قلب وكيع فيه اذنان سميعتان و عينان بصيرتان محمد رسول الله المقفى الحاشر.

مضبوط ومحکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میلاد رسول اور ختم نبوت کی بشارت

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق میتب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انھوں نے فرمایا میرے باپ اعلم علمائے تورات تھے اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا وہ اپنے علم سے کوئی شئی مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی، مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو تو اس کی پیروی کر لے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا نہ انھیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے :

محمد رسول الله خاتم النبيين لا نبي بعده مولده بمكة و مهاجره بطيبة .

محمد اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی پیدائش کے میں اور ہجرت مدینے کو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

راہب کا انکشاف

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الھواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمھارے باپ نے تمھارا نام محمد کیوں کر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے پیڑ تھے ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں کہا :

اما انہ سوف یبعث منکم و شیکا نبی فسارعوا الیہ و خذوا بحظکم منہ ترشدوا فانہ خاتم النبیین.

سنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا۔ و اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ .

ولادت اقدس سے پہلے شہادت ایمان وختم نبوت

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ موحدان ومومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالم تاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے۔

ابن سعد وابونعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ملا کہ مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے انھوں نے قریش کی مخالفت اوران کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی مجھے دیکھ کر بولے اے عامر میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے۔ میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں تمھیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا اسلام انھیں پہنچانا، اے عامر میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے ان کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے ان کا نام احمد اور یہ شہران کا مولد ہے یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انھیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا۔ وہ ہجرت فرما کر مدینہ جائیں گے وہاں سے ان کا دین ظاہر وغالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد کلها لطلب دین ابراهیم و کل من اسأل من الیهود و النصاریٰ و المجوس یقول هذا الدین وراء ک و ینعتونه مثل ما نعته لک و یقولون لم یبق نبی غیره .

کہ میں دین ابراہیم کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود ونصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمھارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلاۃ والثناء کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت

فرمائی اور ارشاد کیا :

قد رأيته في الجنة يسحب ذيله .

میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

مقوقس کی تصدیق ولادت وختم نبوت اور مغیرہ کا قبول اسلام

امام واقدی وابونعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح وتصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ذلیل وخاضع کردیا ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں حالاں کہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار ان کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جاکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو۔ ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا۔

هل بقي احد من الانبياء .

آیا پیغمبروں میں سے کوئی رہا، وہ بولا :

نعم و هو الآخر الانبياء ليس بينه و بين عيسى نبي قد امر عيسىٰ باتباعه و هو النبي الامي العربي اسمه احمد.

ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسیٰ

علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا نام احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کیے مغیرہ نے فرمایا اور بیان کر اس نے اور بتائے ازاں جملہ کہا۔

یخص بما لم یخص به الانبیاء قبله کان النبی یبعث الی قومه و بعث الی الناس کافة.

انھیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آ کر اسلام لایا۔

ایک خاص تارے کا طلوع

ابونعیم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا۔

ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا کوکب لا یطلع الا بالنبوۃ و لم یبق من الانبیاء الا احمد.

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہودی علماء کے ہاں ذکر رسول

امام واقدی وابونعیم حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال کنا و یهود فینا کانوا یذکرون نبیا یبعث بمکة اسمه احمد و لم یبق من الانبیاء غیره هو فی کتبنا.

یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کیا کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعت نبی

ابونعیم سعد بن ثابت سے راوی :

قال کان احبار یهود بنی قریظة و النضیر یذکرون صفة النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فلما طلع الکوکب الاحمر اخبروا انه نبی و انه لا نبی بعده اسمه احمد و مهاجره الی یثرب فلما قدم النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم المدینة و نزلها انکروا، وحسدوا و بغوا.

یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علماء حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انھوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے ان کی ہجرت گاہ مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے یہود براہ حسد و بغاوت منکر ہو گئے فلما جاء هم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکافرین.

اہل یثرب کو آخرالانبیاء کی بشارت

زیاد بن لبید سے راوی ہیں، مدینہ طیبہ میں ایک ٹیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔

یا اھل یثرب قد ذھب و اللہ نبوۃ بنی اسرائیل ھذا نجم قد طلع بمولد احمد و ھو نبی آخر الانبیاء و مھاجرہ الی یثرب .

اے اہل مدینہ خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی ولادت احمد کا تارا چمکا وہ سب سے پچھلے نبی ہیں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایک یہودی کی گواہی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا یوشع یہودی بولا اب وقت آ لگا ہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ و وصف یہ ہوگا میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا ان میں سے زبیر بن باطا نے کہا:

قد طلع الکوکب الاحمر الذی لم یطلع الا لخروج نبی و ظھورہ و لم اجد الا احمد و ھذہ مھاجرہ ۔

بیشک سرخ ستارا طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی کی ولادت وظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخری امت کے آخری نبی

ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابونعیم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، مکہ معظمہ میں ایک یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا اور پوچھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہا :

احفظوا ما اقول لكم ولد هذه الليلة نبي هذه الامة الاخيرة بين كتفيه علامة .

جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس پچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دریائے رحمت

بیہقی شعب الایمان میں ابوقلابہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انما بعثت فاتحا و خاتما.

میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا، اور نبوت و رسالت ختم کرتا ہوا۔

حضور خاتم نبوت ہیں

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب و احلت لي الغنائم و جعلت لي الارض مسجدا و طهورا و ارسلت الى الخلق كافة و ختم بي النبيون.

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان میں ماسوا اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خاتم النبیین

دارمی اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابونعیم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا شافع و مشفع و لا فخر .

میں تمام پیغمبروں کا قائد و خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ .

بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سرو تن بآب و گل داشت
کو حکم بملک جان و دل داشت

لوح محفوظ میں شہادت ختم نبوت

مواہب لدنیہ و مطالع المسرات میں ہے :

خرج مسلم فی صحیحه من حدیث عبد الله بن عمرو بن العاص عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انه قال ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات و الارض بخمسین الف سنة فکان عرشه علی الماء و من جملة ما کتب فی الذکر و هوام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین .

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا، من جملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا محمد خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابو سعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان و ختم بی الرسل ، و فی لفظ للشیخین فانا اللبنة و انا خاتم النبیین.

میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے، میں نے تشریف لا کر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہاء ہوئی میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آخری رسول

امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اول الرسل آدم و آخرهم محمد .

سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سوسمار کی گواہی

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابونعیم کتابین دلائل النبوۃ اور ابن عساکر تاریخ میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرماتھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنوسلیم کا آیا سوسمار شکار کرکے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے سنا اور خوب سمجھا **لبیک و سعدیک یا زین من وافی یوم القیامة .**

میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔

حضور نے فرمایا من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی:

الذی فی السماء عرشه و فی الارض سلطانه و فی البحر سبیله و فی الجنة رحمته و فی النار عذابه.

وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا فمن انا بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی:

انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقک و قد خاب من کذبک.

حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا نامراد رہا۔

اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کا دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں **اشهد ان لا اله الا الله و انک رسول الله.**

یہ حدیث امیر المومنین مولیٰ علی وام المومنین عائشہ صدیقہ وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے بھی آئی، جیسا کہ جامع کبیر وخصائص کبریٰ میں ہے۔

خاتم النبوۃ

ترمذی حدیث طویل حلیۂ اقدس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ

انھوں نے فرمایا :

بین کتفیہ خاتم النبوۃ و ھو خاتم النبیین.

حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں۔۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسولوں کے خاتم

طبرانی معجم اور ابونعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں :

اجعل شرائف صلاتک و نوامی برکاتک و رافۃ تحیتک علی محمد عبدک و رسولک الخاتم لما سبق و الفاتح لما اغلق .

الٰہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور کا فرمان لا نبی بعدی

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و لا نبی بعدی.

انبیاء کرام بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح بر شرط صحیح مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی .

بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اب نبوت باقی نہیں

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم یبق من النبوة الا المبشرات الرؤیا الصالحة .

نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا یراها الرجل او تری له .

نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں اور اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔

احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذهبت النبوة و بقیت المبشرات .

نبوت ہوگئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سرانور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا :

یا ایھا لناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الا الرؤیا الصالحة یراھا المسلم او تری له .

اے لوگو نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

سعید بن منصور وامام احمد وابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا الصالحة.

میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

احمد وخطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یبقی بعدی من النبوة شئ الا المبشرات الرؤیا الصالحة یراھا العبد او تری له .

میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے

لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

احمد و ترمذی و حاکم بتصحیح و رویانی و طبرانی و ابویعلی حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عصمہ بن مالک و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو كان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب .

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور کے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم ہوتے

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن ابی خالد سے ہے :

قلت لعبد الله بن ابى اوفى رضى الله تعالىٰ عنهما أ رأيت ابراهيم ابن النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال مات صغيرا و لو قضى ان يكون بعد محمد نبى عاش ابنه ابراهيم .

میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے، میں نے حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا

لو كان بعد النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبى ما مات ابنه ابراهيم .

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

امام ابوعمر بن عبدالبر بطریق اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا:

كان ابراهيم قد ملاء المهد و لو عاش لكان نبيا لكن لم يكن ليبقى فان نبيكم آخر الانبياء .

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبداللہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا.

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق و پیغمبر ہوتا۔

کذاب ودجال اور جھوٹے مدعیان نبوت

بعد طلوع آفتاب عالم تاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الکرام جو کسی کے لیے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت وعذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ اور احمد ومسلم وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی و لفظ البخاری ، دجالون کذابون قریبا من ثلثین .

عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد وطبرانی وضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فی امتی کذابون و دجالون سبعة و عشرون منھم اربعة نسوة و انی خاتم النبیین لا نبی بعدی .

میری امت دعوت میں (کہ مومن وکافر سب کو شامل ہے) ستائیس دجال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالاں کہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عساکر علاء بن زیاد سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلثون دجالون کذابون کلھم یزعم انه نبی .

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں۔

ابو یعلی مسند میں بسند حسن حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلثون کذابون منھم مسیلمة و العنسی و المختار .

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ اور اسود عنسی ومختار ثقفی ہیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے کہ شیران اسلام کے ہاتھوں سے مارے گئے، اسود مردود خود زمانہ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت صدیق اور مختار بدکار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد خلافت میں۔

مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے زمانہ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے :

قتلت خير الناس و شر الناس.

میں نے بہتر شخص کو شہید کیا (یعنی حضرت حمزہ کو) پھر سب سے بدتر کو مارا (یعنی مسیلمہ کذاب کو)

حضرت علی اور ختم نبوت

خاص امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا :

اما ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبى بعدى .

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

مسند ومستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے۔

الا ترضی ان تکون بمنزلة هارون من موسی الا انک لست بنبی .

کیاتم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے۔

قالت هبط جبریل علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام و یقول لک علی منک بمنزلة هارون منی موسیٰ لکن لا نبی بعدک .

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمھاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر تمھارے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے۔ کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا :

اسئل عنها علیا فهو اعلم .

مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں۔

سائل نے کہا یا امیر المومنین مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا :

بئسما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یعزه بالعلم عزا و لقد قال له انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی و کان

عمر اذا اشکل علیه شیء اخذ منه .

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی اخصمک بالنبوۃ و لا نبوۃ بعدی .

اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلاً نہیں۔

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا پھر بعد نماز فرمایا:

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیک ما سألت اللہ لی شیئا الا سألت لک مثلہ و لا سألت اللہ شیئا الا اعطانیہ غیر انہ قیل لی انہ لا نبی بعدک .

اے ابن ابی طالب تم اچھے ہوگئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لیے مانگا تمھارے لیے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے

یہ فرمایا گیا کہ تمھارے بعد کوئی نبی نہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

ختم نبوت پر حضرت نوح کی شہادت

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلاۃ والسلام عرض کریں گے:

دعوتھم یا رب دعا فاشیا فی الاولین و الآخرین امة بعد امة انتھی الی آخر النبیین احمد فانتسخه و قراء ه و آمن به و صدقه.

الٰہی میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی۔

حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے گا احمد وامت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامته یسعی نورھم بین ایدیھم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے

جولان کرتے ہوں گے، نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے شہادت ادا کریں گے۔

زریب بن برثملا کی شہادت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نضلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین وانصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لیے بھیجا یہ قیدی اور غنیمتیں لیے آتے تھے ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی نضلہ نے اذان کہی جب کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے:

کبرت کبیرا یا نضلة .

تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نضلہ۔

جب کہا **اشهد ان لا اله الا الله** جواب آیا۔

اخلصت یا نضلة اخلاصا.

نضلہ تم نے خالص توحید کی۔

جب کہا **اشهد ان محمد رسول الله** آواز آئی۔

نبی بعث لا نبی بعده هو النذیر وهو الذی بشرنا به عیسیٰ بن مریم و علی رأس امته تقوم الساعة .

یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈر سنانے والے ہیں یہی ہیں جن کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام نے دی تھی انھیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔

جب کہا **حی علی الصلاة** جواب آیا

فریضة فرضت (طوبی لمن مشیٔ الیها و واظب علیها)

نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی وشادمانی اس کے لیے جواس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے۔

جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی۔

افلح من اتا ھا و اظب علیھا (افلح من اجاب محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

مراد کو پہنچا جو نماز کے لیے آیا اور اس پر مداومت کی مراد کو پہنچا جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔

جب کہا قد قامت الصلاۃ جواب آیا۔

البقاء لامة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی رؤسھا تقوم الساعة.

بقا ہے امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور انھیں کے سروں پر قیامت قائم ہوگی۔

جب کہا اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ آواز آئی۔

اخلصت الاخلاص کلہ یا نضلة فحرم اللہ بھا جسدک علی النار.

اے نضلہ تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب تمھارا بدن دوزخ پر حرام فرما دیا۔

نماز کے بعد نضلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے ہم نے تمھاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اور امیر المومنین عمر) کے سفیر ہیں اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے سفید مو دراز

ریش سرایک چکی کے برابر، سفید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے اور کہا السلام علیکم و رحمة اللہ حاضرین نے جواب دیا اور نضلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو کہا میں زریب بن برثملا ہوں، بندۂ صالح عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کا وصی ہوں، انہوں نے میرے لیے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں۔

پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں کہا انتقال فرمایا اس پر وہ پیر بزرگ بشدت روئے پھر کہا ان کے بعد کون ہوا کہا ابوبکر کہا وہ کہاں ہیں کہا انتقال ہوا کہا پھر کون بیٹھا کہا عمر، کہا امیر المومنین سے میرا اسلام کہو اور کہا کہ ثبات وسداد و آسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آگیا ہے۔ پھر علامات قرب قیامت اور بہت کلمات وعظ وحکمت کہے اور غائب ہو گئے۔

جب امیر المومنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جایئے (اور وہ ملیں تو انھیں میرا اسلام کہیئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزیں ہے) سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ) اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنج گانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ تھا آخر واپس آئے۔

ایک کتابی کے پاس حضور کی تصویر

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں زمانۂ جاہلیت میں ملک شام تجارت کے لیے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمھارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لوگے؟ میں نے کہا ہاں وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں وہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ

مجھے نظر نہ آئی اتنے میں ایک اور کتابی آ کر بولا کس شغل میں ہو ہم نے حال کہا وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے وہ کتابی بولا:

انه لم یکن نبی الا بعده نبی الا هذا فانه لا نبی بعده و هذا الخلیفة بعده .

بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہوا سوا اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔

اسے جو میں دیکھوں تو ابوبکر صدیق کی تصویر تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہرقل کے پاس تصاویر انبیاء

ابن عساکر بطریق قاضی معافی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت اور بیہقی و ابونعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشیں کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا **لا الـــه الا الـلـه و الله اکبر** اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکوں میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمھیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس مجرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لیے بجالائیں۔

پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمھارے یہاں کیا ہے ہم نے کہا **لا اله الا الله** خدا گواہ ہے

یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پرلرزا پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا ہم نے کہا ہاں کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمھاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے نہیں دیکھا اور اس مین خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرزنے لگتی ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبدہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے) ولہٰذا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دوسرداروں کا مضمون رہتا ہے لہٰذا جب ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ھذا آیۃ النبوۃ یہ نبوت کی نشانی ہے۔

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز واکرام ایک مکان میں اتارا دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا طے کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دوگیسو غایت حسن وجمال میں) ہرقل بولا انھیں پہچانتے ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ آدم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی مرد بسیار موئے سر مانند موئے قبطیاں فراخ چشم کشادہ سینہ بزرگ سر (آنکھیں سرخ داڑھی خوبصورت) پوچھا انھیں جانتے ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ نوح ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے

رنگ کی ایک تصویر تھی مرد خوب چہرہ خوش چشم دراز بینی (کشادہ پیشانی) رخسارے ہوتے ہوئے سر پر نشان پیری ریش مبارک سپید نورانی تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا ان سے واقف ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ ابراہیم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر تھی، بولا انھیں پہچانتے ہو ہم رونے لگے اور کہا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ بولا تمھیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے کہا ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالت حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا:

اما انه آخر البیوت و لکنی عجلته لا نظر ما عندکم.

سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر ہم نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھوں اس باب میں تمھارے پاس کیا ہے۔

یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لیے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو تم ضرور پہچان لوگے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور یہی دیکھ کر اس حرماں نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا، ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہیں پورا ہو گیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے۔

اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے۔

پھر ہرقل نے ایک اور خانہ کھولا حریر سیاہ پر ایک تصویر رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا

رنگ ہے) مردمرغول موسخت گھونگھر والے بال آنکھیں جانب باطن مائل تیز نظر ترش رو دانت باہم جڑے ہونٹ سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو ہم سے کہا انھیں پہچانتے ہو یہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی صورت ان سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہوا پیشانی کشادہ پتلیاں جانب بنی مائل (سر مبارک مدور گول) کہا انھیں جانتے ہو یہ ہارون علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی مرد گندم گوں سر کے بال سیدھے قد میانہ چہرے سے آثار غضب نمایاں کہا یہ لوط علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانے سے حریر سپید پر ایک تصویر نکالی گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی ناک اونچی رخسارے ہلکے چہرہ خوبصورت کہا کہ اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی صورت اسحاق علیہ السلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا یہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

پھر حریر سیاہ پر اک تصویر نکالی رنگ گورا چہرہ حسین، ناک بلند قامت خوبصورت چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں کہا یہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد کریم اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہ تھی چہرہ گویا آفتاب تھا کہا یہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ باریک ساقیں آنکھیں کم کھلی ہوئیں (یہ اس سالہا سال کے گریہ خوف الٰہی کا اثر تھا جس کے باعث رخسارۂ انور پر دو خط سیاہ بن گئے تھے) جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے پیٹ ابھرا ہوا قد میانہ تلوار حمائل کیے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دل کشی ٹپکتی ساق و سرین خوب گول کہا یہ داؤد علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی فربہ سرین پاؤں میں طول گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن دبی ہوئی پشت کوتاہ گورا رنگ) کہا یہ سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انھیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی مرد جوان داڑھی نہایت سیاہ سر کے بال کثیر چہرہ خوبصورت

(آنکھیں حسین اعضا متناسب) کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہما الصلاۃ والسلام ہیں)

ہم نے ہرقل سے کہا یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر کریم مطابق پائی کہا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھادے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں تھیں ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ الصلاۃ والسلام کو دیں (انھوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچادیا) ہم نے آ کر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال عرض کیا صدیق روئے اور فرمایا مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔

مقوقس کے دربار میں فرمان نبوی

امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوقس نصرانی بادشاہ مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا توحید ونماز پنج گانہ وروزہ رمضان وحج ووفائے عہد، پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا :

قد بقيت اشياء لم تذكرها في عينيه حمرة قلما تفارقة و بين كتفيه خاتم النبوة.

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا :

و قد كنت اعلم ان نبيا قد بقي و قد كنت اظن مخرجه بالشام و هناک كانت تخرج الانبياء من قبله فاراه قد خرج في ارض العرب في ارض جهد و بؤس و القبط و لا تطاوعني في اتباعه و سيظهر على البلاد.

مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا محنت و مشقت کی زمین میں اور قبطی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مضمون کی عرض لکھی کہ :

قد علمت ان نبيا بقي و كنت اظن انه يخرج بالشام و قد اكرمتک رسولک و بعثت اليک بهدية .

مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لیے نذر حاضر کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امتحاناً

پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرما دیا جب انھوں نے ان سے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا۔ مقوقس بولا :

انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم .

تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔ اسے بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قرب قیامت حضور کی بعثت

بیہقی دلائل میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چرچا سنا اور حضور کے صفت و نام وہیئت اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لیے توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلاۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے میں نے کہا اے پھوپھی خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں وہ بولی :

یا ابن اخی ا ھو النبی الذی کنا نخبر بہ انہ یبعث مع الساعۃ .

اے میرے بھتیجے کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دیئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا ہاں۔

ہجرت عباس اور ختم نبوت

ابو یعلی وطبرانی وشاشی وابونعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر وابن النجار حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً اور رویانی وابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلاً راوی :

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں، اس کے جواب میں حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا :

یا عم اقم مکانک الذی انت فیه فان الله یختم بک الهجرة کما ختم بی النبوة .

اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مرض وصال کا ایک خطبہ

امام اجل فقیہ محدث ابواللیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں:

جب سورۂ اذا جاء نصر الله ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے ، پنج شنبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کردو، لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے نکل آئیں حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اپنے

پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو پھر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد وثنائے الٰہی بجالائے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجی پھر ارشاد ہوا :

انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم العربى الحرمى المكى لا نبى بعدى .

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم و مکہ معظمہ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

چوپایہ اور ختم نبوت کی شہادت

ابن حبان وابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابونعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

كلهم لا يركبه الا نبى

ان سب پر انبیاء سوار ہوا کیے۔

و قد كنت اتوقعك ان تركبنى لم يبق من نسل جد غيرى و لا من الانبياء غيرك .

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرادیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا۔

ابن زمل کے خواب میں ختم نبوت کا اشارہ

بیہقی سنن میں حضرت ابن زمل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل رؤیا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے **سبحان اللہ و بحمدہ و استغفر اللہ ان اللہ کان توابا** پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔ یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے **من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا** ، تو یہ ستر کلمے سات سو نیکیاں ہوئیں اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے، **ان الحسنات یذھبن السیئات** تو اس کے پڑھنے والے کی نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے ابن زمل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برا رب العالمین کے لیے سب خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔

انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا

سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلاً نہ پھرے، اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا پھر دوسرا اہلا آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھا لے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑ لیا۔ جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں حضور کے آگے ایک سال خوردلاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لیے جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھا نہ اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا۔ پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گونہ زیادہ ہے ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مٹھا لیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اے ابن زمل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں۔

و اما الناقة التي رأيت و رأيتني اتبعها فهي الساعة علينا تقوم لا نبي بعدي و لا امة بعد امتي .

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ امتک و بارک وسلم۔

نبوت میں علی کا کوئی حصہ نہیں

خطیب حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انما علی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی .

علی ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی وطبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفۃ ابن عدی کامل ابواحمد حاکم کنی میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی، جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی یہ دیکھ کر تضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لیے منانا اور عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

و الذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی .

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمھیں خاص اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی فرمایا جو اگلے انبیاء کو ملی، عرض کی انھیں کیا ملی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر تمھارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں۔

واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انی لا نبی بعدی .

تم اے علی مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔

حضور بعثت میں آخر ہیں

ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابو اسحاق جوز جانی تاریخ اور ابو نعیم دلائل اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ **و اذ اخذنا من النبیین میثاقهم و منک و من نوح و ابراهیم و موسی و عیسیٰ بن مریم** کی تفسیر میں فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرهم فی البعث .

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا **فبداء به قبلهم .**

اسی لیے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیاء سابقین سے پہلے حضور پرنور کا نام پاک لیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابوسہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے، حضور کو سب پر تقدم کیوں کر ہوا؟ فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی آدم من ظھورم ذریاتھم و اشھدھم علی انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلی و لذلک صار یتقدم الانبیا و ھو آخر من بعث .

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انھیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمھارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ بلیٰ عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں۔ اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالاں کہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وصالِ اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب وندا

شفا شریف امام قاضی عیاض واحیاء العلوم امام حجۃ الاسلام ومدخل امام ابن الحاج واقتباس الانوار علامہ ابوعبد اللہ محمد بن علی رشاطی وشرح البردہ ابو العباس قصار ومواہب لدنیہ امام قسطلانی وغیرہا کتب معتمدین میں ہے۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات جو فضائل عالیہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو ندا و خطاب کر کے عرض کی ہیں انھیں میں گزارش کرتے ہیں۔

بابی انت و امی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک آخر

الانبیاء و ذکرک فی اولھم فقال و اذ اخذنا من النبیین میثاقھم و منک و من نوح الآیۃ.

یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کرو جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم سے۔ علیہم الصلاۃ و السلام۔

جبریل اور خاتم الانبیاء

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا:

السلام علیک یا ظاھر ، السلام علیک یا باطن .

میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام ووصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے۔

و سماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقا و سماک بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و خاتم الانبیاء الی آخر الامم .

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں موخر وخاتم الانبیاء ونبی امت آخرین ہیں۔

صحابہ کرام اور ختم نبوت

- امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔
- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔
- عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

ختم نبوت اور متواتر حدیثوں کا خلاصہ

(۱) میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔

(۳) میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔

(۴) ہمیں پچھلے ہیں۔

(۵) میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔

(۶) قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔

(۷) میں آخر الانبیاء ہوں۔

(۸) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۹) رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

(۱۰) نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

(۱۱) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(۱۲) میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے۔

(۱۳) میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۱۴) نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علمائے کتب سابقہ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادت ادا کریں گے۔

(۱) احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

(۳) وہ آخر الانبیاء ہیں۔

(۴) ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے۔

(۵) تصاویر انبیاء میں سب سے آخری خانہ حضور کا تھا۔

(۶) عبداللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

(۷) ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں۔

ادھر ملائکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ

(۱) وہ پسین پیغمبراں ہیں۔

(۲) وہ آخر مرسلاں ہیں۔

(۳) جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔

خود حضرت عزت عزت عزتہ سے ارشادات جاں فزا و دل نواز آرہے ہیں کہ

(۱) محمد ہی اول و آخر ہے۔

(۲) اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

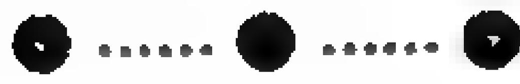
(۳) وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

(۴) اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

(۵) اے محبوب میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

(٦) محمد آخر الانبیاء ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ)



منکران ختم نبوت کی تکفیر میں بعض نصوص ائمہ

امام ابن حجر مکی

امام ابن حجر مکی شافعی ''خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابوحنیفۃ النعمان'' میں فرماتے ہیں:

تنبأ فی زمنه رضی الله تعالیٰ عنه رجل قال امهلونی حتیٰ اتی بعلامة فقال من طلب منه علامة کفر لانه بطلبه ذلک مکذب لقول النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا نبی بعدی.

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ میں کوئی نشانی دکھاؤں امام ہمام نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد قطعی و متواتر ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ

فتاویٰ خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے :

یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز ورسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوت میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے :

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالاں کہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

اسی میں ہے :

انھیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کر دیتی ہے کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے برا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیمی انھیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے یا صرف دل میں۔ سبحان اللہ! جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا۔

اشباہ والنظائر

اذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات .

جب نہ پہچانے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ

تاتارخانیہ پھر عالمگیریہ میں ہے :

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقاً کہا میں فرشتہ ہوں، بخلاف دعویٰ نبوت کہ بالا جماع کفر ہے۔ یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد و مسیلمہ و اسود خواہ بعد میں۔

شفا قاضی عیاض

شفا شریف امام قاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض علامہ شہاب الدین خفاجی میں ہے:

یعنی اس طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے مسیلمہ کذاب و اسود عنسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لیے کہ قرآن وحدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے، جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسیٰ بن اسحاق یہودی کی طرف منسوب ہے۔ اس نے مروان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہوگئے اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولیٰ علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انھیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ و بیانیہ ان لوگوں کا کفر نصاریٰ سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑ جاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عزوجل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات واحادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت وبحکم حدیث

وآیت بالیقین کافر ہیں۔

مجمع الانہر

وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الابہر میں ہے :

ہمارے مولیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہو گیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہو گا۔

یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔

علامہ یوسف اردبیلی

امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں :

من ادعی النبوۃ فی زماننا او صدق مدعیا لھا او اعتقد نبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیا کفر.

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے۔

امام غزالی

امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی کتاب الاقتصاء میں فرماتے ہیں:

یعنی تمام امت محمدیہ صاحبہا وعلیہا الصلاۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھیے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجیے اور جو اس میں تاویل وتخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تایل وتخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مولیٰ علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دے تباہ کر دے زمین پر ان میں سے کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انھوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ ورسول وقرآن سب کے منکر ہو گئے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔

تحفہ شرح منہاج

تحفہ شرح منہاج میں ہے:

یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شرح فرائد

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پا سکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے۔ قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

مواہب شریف

مواہب شریف آخر نوع ثالث مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسمی بالتقاسیم و الانواع سے نقل فرمایا:

من ذهب الى ان النبوه مكتسبة لا تنقطع او الى ان الولى افضل من النبى فهو زنديق.

جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

امام نسفی

بحرالکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے :

رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کی لیے میراث ہوگئی ہے اور اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم ونص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

مولانا عبدالعلی

بحرالعلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابدالآباد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لیے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سوا کسی اور کے لیے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن وسنت واجماع امت

کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ)

حضور کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین سے ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہونے اور ''النبیین'' پر الف لام عہد کا ہے یا استغراق کا، سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے، کافر مرتد ملعون ہے۔ ایہ کریمہ **و لکن رسول الله و خاتم النبیین** وحدیث متواتر **لا نبی بعدی** سے تمام امت مرحومہ نے سلفا وخلفا ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔

فتاویٰ یتیمۃ الدھر واشباہ والنظائر وفتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :

اذ لم یعرف الرجل ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم.

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں۔

شفا شریف امام اجل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے :

کذلک (یکفر) من ادعی نبوة احد مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم او بعده (الی قوله) فهولاء کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لانه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اخبر انه خاتم النبیین و لا نبی بعده و اخبر عن اللہ تعالیٰ انه خاتم النبیین و انه ارسل کافة للناس و اجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره و ان مفهومه المراد به دون تاویل و لا تخصیص فلا شک فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعاً اجماعا و سمعا.

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعاء کرے، کافر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے، نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمد اللہ تعالیٰ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں است کہ آں را بکشف و بیان حاجت نہ افتد خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر بر رسالت او معترف بودے، وے را در ہر چہ ازاں خبر داد صادق دانستے و بہماں حجتہا کہ از طریق تواتر رسالت او پیش ما درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز پسیں پیغمبران ست در زمان او و تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں شک ست دراں نیز بہ شک ست و نہ آں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود آنکس نیز کہ گوید کہ

امکان دارد کہ باشد کافراست، ایں ست شرط درستی ایمان بہ خاتم انبیاء محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ کا شکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مسئلہ اہل اسلام و مسلمان کے درمیان ایسا روشن وواضح ہے کہ اس کی وضاحت و بیان کی کوئی حاجت نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمادیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا، اور اس مسئلہ کا منکر وہی ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا بالکلیہ معتقد نہ ہو کہ اگر وہ سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف واقرار کرتا تو ان خبروں یعنی آیات واحادیث کو صادق وحق جانتا، حضور کی رسالت پر جتنی دلیلیں ہیں وہ سب متواتر ہیں اور سب درست وصحیح ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے بعد ہیں، ان کے زمانے میں یا ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا اور جس کو اس میں شک ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو اسے اس میں بھی شک ہوگا کہ حضور آخری نبی ہیں۔ ورنہ جو شخص کہے کہ حضور کے بعد دوسرا نبی تھا یا کوئی نبی ہے یا کوئی نبی ہوگا یا یہ کہے کہ حضور کے بعد نبی ہونا ممکن ہے وہ کافر ہے۔ حضور اقدس، خاتم النبیین ہیں اس بات پر ایمان درست رکھنے کی شرط یہی ہے۔ (مولف)

بالجملہ آیہ کریمہ **و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین** مثل حدیث متواتر **لا نبی بعدی** قطعاً عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام۔ یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قال وقیل مسموع نہیں۔

منکرین ختم نبوت کا حکم

مخالفین کے رد وابطال کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہ کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر ومتبادر وعموم واستغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بناء پر سلفاً وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث وتفسیر وعقائد وفقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔

تو یہاں عموم واستغراق کا انکار خواہ کسی تاویل وتبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر خدا کا دشمن، قرآن کا منکر۔

اور فرماتے ہیں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا اب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت اگرچہ ایک ہی اگرچہ غیر تشریعی اگرچہ کسی اور طبقۂ زمین یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع غیر انسانی میں واقع مانتا یا باوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی وامکان وقوعی جانتا یا یہ بھی سہی مگر جائز ومحتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا تو ان سب صورتوں میں قائل کافر ومرتد ملعون ابد ہے۔

امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروض پھر امام ابن حجر مکی، اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذا جحد مجمعا علیه بعلم من دین الاسلام ضرورة سواء کان فیه نص او لا فان جحده یکون کفرا.

جب کوئی اجماعی مسئلہ کا انکار کرے ضرورت کے علم دین کی بناء پر خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا یہ انکار کفر ہوگا۔

بعینہ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے

لیے دروازۂ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہوسکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر و باہر و متواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر مجمع علیہ قطعی ضروری کا انکار اس پر کفر ثابت کرے گا، اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نقل مسئلہ کا انکار نہیں۔

ختم نبوت پر احادیث

صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

بیشک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ و انی خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے، ان میں چار عورتیں ہوں گی حالاں کہ بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ترمذی وتفسیر ابن ابی حاتم وتفسیر ابن مردویہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل ابتنی دارا فاکملها و احسنها الا موضع لبنة فکل من دخلها فنظر الیها قال ما احسنها الا موضع اللبنة فانا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء .

میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

صحیح مسلم ومسند احمد میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی و مثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمها الا لبنة واحدة فجئت انا و اتممت تلک اللبنة .

میری اور انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔

مسند احمد وصحیح ترمذی میں بافادۂ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنها و اکملها و اجملها و ترک فیها موضع لبنة لم یضعها فجعل الناس یطوفون بالبنیان و یعجبون منه و یقولون لو تم

موضع هذه اللبنة فانا فی النبیین موضع تلک اللبنة .

پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت و کامل وخوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی وخوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہوجاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی وتفسیر ابن مردویہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کرکے ارشاد فرمایا :

فانا اللبنة و انا خاتم النبیین .

تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔

(المبین خاتم النبیین)

سب سے پہلا اور آخری نبی

سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام احمد میں ہے قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ و نبی کان قال نعم نبی مکلم .

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ سب سے پہلے نبی کون ہوئے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام، میں نے عرض کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی بھی تھے فرمایا ہاں نبی مکلم۔ (مولف)

نوادر الاصول امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں ان سے مرفوعاً یوں ہے اول الرسل آدم و آخرھم محمد علیه و علیهم و افضل الصلاة و السلام .

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۲۶۳)

ختم نبوت کا منکر کافر ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین.

و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی .

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۳۳۴)

ایک اور مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد ہے قال اللہ تعالیٰ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین .

تتمہ الفتاویٰ اور اشباہ والنظائر میں ہے : .

ان لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات .

جو شخص حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۸۳)

حضور کی بعثت اور قیامت

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت انا و الساعۃ کھاتین .

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ مبعوث کیے گئے۔ (مولف) (خیر الامال فی حکم الکسب والسوال)

حضور رسولوں کے قائد و خاتم ہیں

بخاری تاریخ میں اور دارمی اور طبرانی اوسط میں اور بیہقی وابونعیم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر .

میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ختم نبوت کو اشعار کی زبان میں اس حسین پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

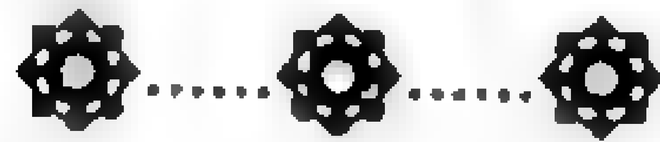
نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)



حیات النبی ﷺ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

الانبیاء احیاء یصلون فی قبورھم

انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں

(الحدیث)

حیات النبی ﷺ

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات، علماء ملت کے درمیان متفق علیہ ہے، اس میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات کا وجود شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ سے کامل تر ہے اس لیے کہ شہداء کی حیات کو وجود عند اللہ معنوی و اخروی ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ، حیات حسی دنیاوی ہے اس میں بکثرت احادیث و آثار واقع ہوئے ہیں۔

حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ان کے لیے اس صفت کے ثبوت اور اس پر مرتب ہونے والے احکام و آثار میں علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے بجز اس بات کے کہ انبیاء کرام کا وجود گرامی قبروں میں ہو اور مخصوص اس بقعۂ طاہرہ ان کا تمکن و استقرار ہو، اس بات میں بعض علماء کلام کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ علاء الدین قونوی جو کہ شافعی علماء اور ارباب تصوف میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حضور میں حیاتٌ ہیں اور یہ حیات ایسی ہے جو اس ظاہری حیات سے معروف و اکمل ہے، اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کے ساتھ سماوات علیٰ میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جنت الماویٰ کے قریب موجود ہیں۔ اور یہ حالت اس سے افضل ہے کہ آپ قبر انور میں مقیم ہوں اگرچہ حدیث نبوی کے مقتضاء کے بموجب عام مومن کی قبر میں وسعت و کشادگی منتہائے نظر تک ہوتی ہے تو سرور انبیاء سید اہل صفا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور شریف کی جگہ کا کیا اندازہ، لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس جنت اعلیٰ میں ہونا جس کا عرض آسمان و زمین کے درمیان ہے اکمل و اعلیٰ ہے۔

اور یہ جو حدیث مبارک میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو چالیس دن کے بعد قبر انور میں

نہیں رکھتے، اور یہ جو ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میں حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بزرگتر ہوں کہ تین دن کے بعد مجھے قبر انور میں رکھے۔

تو اس سے ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبر انور میں اس حیات کے ساتھ مذکورہ مدت کے بعد قطعی طور پر اقامت گزیں نہ ہوسکیں گے۔ یہ قونوی کا کلام ہے اور ان کے کلام سے واضح طور پر ظاہر ہوا کہ ان کا تردد، استمرار حیات اور قبروں میں ان کا استقرار ہے، لیکن اصل مدعا جو ثبوت حیات حقیقی ہے وہ ان کے نزدیک مسلم ومقرر ہے۔ اور یہی قونوی اس تردد کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے اس کلام سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا اپنی قبروں سے التفات منقطع اور ان کا اس سے تعلق مرتفع ہوگیا ہے۔ بلکہ ان کے اور ان کے قبروں کے درمیان خاص علاقہ جو مستمر وغیر منقطع ہے ثابت وبر قرار ہے کہ وہ اس جگہ کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں اور دوسری نئی جگہ کا ثبوت نہیں رکھتے۔

اور یہی حالت تمام مسلمانوں کی قبروں اور ان کی روحوں کے درمیان ہے کہ ایک خاص نسبت موجود رہتی ہے جس سے وہ زائروں کو پہچانتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حکم ہے جس میں تمام اوقات میں زیارت کرنے کا استحباب بیان کیا گیا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ پر بکثرت احادیث صحیحہ سے دلائل وشواہد موجود ہیں، اس کے بعد انھوں نے اس حدیث کا ذکر کیا جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر انور پر ہوا تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور دوسری وہ حدیثیں بیان کیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا آنا واقع ہوا ہے۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کا مبنی اس پر ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان کی وفات کے بعد ان کی ارواح مقدسہ کو ان پر لوٹا دیتا ہے اور بعد ازاں بحکم نص، فصعق من فی السموات و من فی الارض (آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے وہ بے ہوش ہو جائے) یہ صعق انھیں بھی لاحق ہوتا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ صعق بہمہ وجوہ اور موت کے معانی میں ہو، بلکہ اس حالت میں زیادہ سے زیادہ ذہاب شعور کے حق میں ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ کے اس قول کے ماتحت ہو کہ اس نے فرمایا الا ما شاء الله (مگر وہ جسے اللہ چاہے) تو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس حکم صعق سے مستثنیٰ ہوں۔

اس کے بعد امام بیہقی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل قبور کے لیے ادراک وسماع حاصل ہے اور شک نہیں ہے کہ صفت سمع عرضی ہے جو حیات کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا تمام مسلمان زندہ ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں کی حیات، مرتبہ میں شہداء کی حیات سے کمتر ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات مقدسہ، شہداء کی حیات سے کامل تر ہے۔

صاحب تلخیص شافعی نے فرمایا کہ جو مال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک میں رہا ہے آج بھی حضور ہی کی ملک میں باقی ہے جس طرح کہ ظاہری حیات میں تھا اور وہ وارثوں کی ملکیت میں منتقل نہیں ہوتا، جس طرح دیگر اموات میں ہوتا ہے۔

امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کر کے فرمایا یہ قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مقدسہ کے موافق ہے جس پر انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی املاک کے بارے میں عمل کیا۔

اور وہ دلائل جو حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر دلالت کرتے ہیں ان کا اقتضاء حیات بدنی ہے جس طرح کہ دنیا میں تھے، اس کے باوجود غذا سے بے نیاز اور عالم کے ان اسباب مادی سے مستغنی ہیں جن

پر دنیاوی حیات کا دارو مدار ہے۔ بایں ہمہ حق تبارک وتعالیٰ قادر ہے کہ بغیر اسباب مادی کے بھی زندہ رکھے، اور بدن میں بعض احوال واعراض کا احداث وایجاد فرمادے کہ بعد امر، ان کی طرف احتیاج و التفات باقی نہ رہے، جس طرح بعض اوقات نہایت فرح وسرور یا انتہائی رنج وغم کی حالت میں عرصہ تک کھانے پینے کی احتیاج نہیں پڑتی بلکہ یاد تک نہیں آتا۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صوم وصال کے سلسلہ میں حدیث پاک:

ابیت عندی ربی یطعمنی و یسقینی.

میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور وہی مجھے پلاتا ہے۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اثبات میں کافی ہے، خواہ اس ارشاد سے مراد حقیقۃً کھلانا اور پلانا ہو کہ جنت سے اس عالم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچتا ہو، یا وہ ذوق وحضور مراد ہو جو اس حالت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوتا ہے۔

نیز حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن میرے حضور زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو اس لیے کہ تمھارا صلاۃ وسلام میرے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے حضور ہمارا صلاۃ وسلام کس طرح پیش ہوگا جب کہ آپ ہماری آنکھوں سے روپوش ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حق تبارک وتعالیٰ نے حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مقدسہ کو کھائے۔

اس فرمان والا سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات مقدسہ حسی اور دنیاوی جسمانی ہے، محض بقاء ارواح کے ساتھ نہیں ہے جس طرح کہ شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب

میں رکھا جاتا ہے۔

حیات حقیقی دنیاوی کے اثبات کے بعد اگر کوئی کہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو ایسی حالت اور ایسی قدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں بذات خود تشریف لے جائیں یا مثالی صورت میں آسکتے ہیں، خواہ آسمان پر یا زمین میں، خواہ قبر شریف میں یا کسی اور جگہ تو ایک صورت ہوتی مگر اس کے باوجود ہر حال میں قبر انور کے ساتھ نسبت مروی ہے۔

جیسے کہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغیوں نے گھیرے میں لے لیا تو بعض اصحاب نے ان سے کہا کہ مصلحت اور مناسب یہی ہے کہ اہل شام کے ساتھ مل جایئے تاکہ اس بلا و محنت سے آپ نجات پائیں، آپ نے فرمایا میں جائز نہیں رکھتا کہ اپنے دار ہجرت (مدینہ طیبہ) سے مفارقت کروں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجاورت و ہمسائیگی کو چھوڑوں۔

یا جیسے حضرت سعید بن المسیب کا واقعہ حرہ کے زمانہ میں جب کہ تمام لوگ مسجد نبوی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے تین دن تک حجرۂ مقدسہ کے اندر سے اذان کے سننے کا مشہور واقعہ ہے۔

اور اسی ثبوت میں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود گرامی قبر انور میں ہونے پر دلالت کرتا ہے، سلطان سعید نور الدین شہید کا واقعہ ہے جو ۵۵۷ھ میں پیش آیا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں رات میں تین مرتبہ دیکھنا، سلطان کو خبردار فرمانا کہ یہ دونوں نصرانی شر کا ارادہ رکھتے ہیں جسے قبر انور کے ساتھ نسبت ہے اور ان خبیثوں کی صورت خواب میں سلطان کو دکھائی گئی، پھر سلطان ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا اور ان دونوں ملعونوں کو پایا اور ان کو آگ میں ڈال کر جلایا، اس کے بعد سلطان نے حجرۂ شریفہ کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اسے سیسہ سے بھر دیا۔

اس قصہ کو مدینہ منورہ کے تمام مورخوں نے مثلاً جمال الدین مطری، مجد الدین فیروز آبادی اور ان

کے سوا بکثرت علماء اعلام نے بیان کر کے تصریح فرمائی ہے۔

اب رہی قونوی کی وہ تفصیل وترجیح جو انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قبر شریف میں اقامت گزین ہونے پر بہشت اعلیٰ میں استمرار پر دی ہے۔

تو ان سب کے جواب میں علماء فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کی قبر جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف افضل ریاض جنت ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی قبر شریف میں سے ایسے ہی تصرف ونفوذ کی حالت ہوتی ہو کہ آسمان وزمین اور جنت ہر جگہ سے حجاب مرتفع ہو گئے ہوں اور بغیر تجاوز وانتقال کے تصرف ونفوذ فرماتے ہوں اس لیے کہ امور آخرت اور احوال برزخ کو دنیا کے احوال پر جو کہ حدود وجہات سے مقید وتنگ ہے قیاس نہیں کر سکتے۔

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کا کون سا حصہ ایسا ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر افضل قرار دیں، قبر شریف ہی تمام اماکن مقدسہ اور مقامات رفیعہ سے افضل ہے خواہ جنت ہو یا کوئی اور جگہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کو عرش عظیم پر فضیلت دیں تو ہم نہیں جانتے کہ کسی مومن صادق کو اس میں توقف ہوگا کیوں کہ وہ سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے طفیل شریف ہے۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد دوم)

انبیاء زندہ ہیں

انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے۔صحیح حدیث میں ہے :

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق.

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون .

انبیاء سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے موت صرف آنی ہے۔ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔یہ مسئلہ قطعیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے۔

انبیاء کرام کی موت آنی ہے

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا،ان کی ازواج کو نکاح حرام،نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے ،نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عائشہ کا عمل

ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما ھو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں۔ پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما ھما زوجی و ابی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے حیاء من عمر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم سے۔

(الملفوظ حصہ سوم)

ابدان انبیاء

اہل سنت کے نزدیک انبیاء و شہداء و اولیاء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھاوے، اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفاء السقام میں لکھتے ہیں :

و حیاۃ الشھداء اکمل و اعلیٰ فھذا النوع من الحیاۃ و الرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبتھم و اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ و اکمل و اتم من الجمیع لانھا للروح و الجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا.

شہداء کی زندگی اکمل و اعلیٰ ہے تو جن کا رتبہ ایسا نہیں انھیں ایسی حیات اور روزی حاصل نہیں ہے

لیکن انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات تو ان سب سے اعلیٰ واکمل اور مکمل ہے اس لیے کہ انبیاء کرام کو جسم وروح کی حیات دائمی طور پر اسی طرح حاصل ہے۔ جس طرح دنیا میں تھی۔ (مولف)

(اہلاک الوھابیین علیٰ توہین قبور المسلمین)

چار انبیاء کرام علیہم السلام

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب بحیات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں ان کی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے ہوتی ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں۔

دو آسمان پر، سیدنا ادریس وسیدنا عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام۔

اور دو زمین میں، سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہما الصلاۃ والسلام۔

اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زم زم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آب زم زم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کے لیے کافی ہوتا ہے۔ پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی، ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں **بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ۔**

الیاس علیہ الصلاۃ والسلام لشکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملے۔

اللھم اجعلنی من امۃ احمد المرحومۃ المبارکۃ المستجاب لھا.

حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لیے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لائے، مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے۔

اکابر اولیائے کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کیے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس وعظ میں بکثرت کرم فرمایا اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں۔ جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۰۶)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون .**

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (مولف)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حي یرزق.**

بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے، اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ انھیں رزق ملتا ہے۔ (مولف)

ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلاً نہ ہوا ہو، چار نبی زندہ ہیں۔

عیسیٰ وادریس علیہما الصلاۃ والسلام آسمان پر۔

اور الیاس و خضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں۔

شرح مقاصد میں ہے، **ما ذهب اليه العظماء من العلماء ان اربعة من الانبياء فى زمرة الاحياء الخضر و الياس فى الارض و عيسىٰ و ادريس فى السماء عليهم الصلاة و السلام .**

بڑے بڑے علماء کرام اس بات کی طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام زندوں کے زمرے میں ہیں خضر و الیاس زمین میں اور عیسیٰ و ادریس آسمان پر۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (مولف)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ انھیں آسمان دوم پر پایا استقبال سرکار و اقتداء حضور کے لیے تمام انبیاء کرام علیہ و علیہم افضل الصلاۃ والسلام اولاً بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ ہے کہ مقام سیدنا مسیح علیہ السلام آسمان دوم ہے، اور مشہور چہارم۔

انبیاء حضور کے امتی اور نبی بھی

انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اپنے منصب نبوت و رسالت سے بھی معزول نہیں ہوتے اور یہ کہ وہ ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں ان کا امتی ہونا منصب نبوت و رسالت کے منافی نہیں ہے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں۔ کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں قال الله تعالىٰ لتؤمننن به و لتنصرنه ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب

کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرما دیں۔ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۵)

انبیاء کی حیات برزخ ابدی ہے

امام احمد رضا بریلوی حیات النبی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات وصفات وفضائل وکمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں قال اللہ تعالیٰ و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ .

یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت وانتقال منتفی ہے نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے جو ایک آن کے لیے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو طریان موت ہو کر معاً حیات حقیقی ابدی، روحانی، جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لیے نہ ہوئی، بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہو گی بلاشبہ اس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ابدیت ذات حاصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۵۱)

انبیاء کا تصرف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہان سے ارفع واعلیٰ ہے۔امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں :

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم و یتصرفوا فی العالم العلوی و السفلی .

تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو اختیار ملا کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان وزمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۱ص۹۷)

جسم اقدس تغیر سے محفوظ ہے

امام احمد رضا بریلوی نماز جنازہ کی تکرار کا عدم جواز ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے مسلمانوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی حالاں کہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں :

لو كان مشروعا لما اعرض الخلق كلهم من العلماء و الصالحين و الراغبين في التقرب اليه عليه الصلاة و السلام بانواع الطرق عنه فهذا دليل ظاهر عليه فوجب اعتباره .

یعنی اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا جس میں علماء صلحاء اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں۔تو یہ تکرار کی نامشروعی پر کھلی دلیل ہے پس اس کا اعتبار واجب ہوا۔

اور فرماتے ہیں :

اگر نماز جنازہ کی تکرار شرع میں جائز ہوتی تو صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک تمام جہان تمام طبقات کے تمام علماء اور اولیاء وصلحاء اور عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس کے ترک پر اجماع کیا معنی جن میں لاکھوں بندے خدا کے وہ گزرے اور اب بھی ہیں جنھیں دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ جہاں تک مل سکیں وہ طریقے بجالائیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب پائیں۔

لا جرم تیرہ سو برس کا یہ اجماع کلی دلیل ظاہر ہے کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں اس لیے مجبوراً سب باقی ماندوں کو اس فضل عظیم سے محروم رہنا پڑا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵، ۳۶_النہی الحاجز)

حیات انبیاء اور درود کی پیشی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام حقیقۃً ایسے ہی زندہ ہیں جیسی رونق افروزی دنیا کے زمانہ میں تھی، ان کی موت ایک آن کے لیے تصدیق وعدۂ الٰہیہ **کل نفس ذائقة الموت** کے واسطے ہوتی ہے پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ بحیات حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، مجالس خیر میں تشریف لے جاتے ہیں، کھانا پینا سب کچھ دنیا کی طرح بے کسی آلائش کے جاری ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۷)

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد فرمایا **اکثروا علی من الصلاۃ فیہ فان صلوتکم معروضة علی .**

اس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ تمھارے درود مجھ پر عرض کیے جائیں گے۔

صحابہ نے گزارش کی **یا رسول اللہ و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد ارمت.**

یارسول اللہ یہ کیوں کر ہوگا حالاں کہ بعد وصال جسم باقی نہیں رہتے۔

فرمایا **ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء .**

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

اسے امام احمد، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اکثروا الصلاۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشہود تشہدہ الملائکۃ و ان احد الم یصل علی الا عرضت علی صلاتہ حتیٰ یفرغ منہا.

جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت و بعد الموت .

میں نے عرض کی اور بعد انتقال اقدس کے۔

فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء .

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

تتمہ حدیث ہے فنبی اللہ حی یرزق .

تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵۶، الوفاق المتین)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من کلمہ روح القدس لم یوذن للارض ان تاکل من لحمہ .

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے گوشت پاک میں کچھ تصرف کرے۔

اسے زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں اور ابن زبالہ نے حسن سے مرسلاً روایت کیا۔

امام ابوالعالیہ تابعی نے کہا :

ان لحوم الانبیاء لا تبلیھا الارض و لا تاکلھا السباع .

انبیاء کا گوشت زمین نہیں گلاتی نہ درندے گستاخی کرسکیں۔

اسے زبیر و بیہقی نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳،ص ۲۹۸،النہی الاکید)

حیات انبیاء سے متعلق عقیدہ

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام حال حیات و حال وفات میں ہمیشہ ہر وقت طیب و طاہر ہیں۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی موت یعنی ان کے اجسام طیبہ سے ارواح طاہرہ کا جدا ہونا صرف ایک آن کے لیے ہوتا ہے پھر ویسے ہی زندہ ہو جاتے ہیں جیسے حال حیات ظاہری میں تھے جسم و روح سے معاو لہٰذا ان کا ترکہ نہیں بٹتا نہ ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح جائز۔

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو مردہ کہنا حرام بلکہ معاذ اللہ بطور توہین ہو تو صریح کفر ہے۔ اللہ عزوجل نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات ان سے بدرجہا زائد ہے۔ شہید کی حیات احکام دنیا میں نہیں، اس کا ترکہ بٹے گا، اس کی بی بی عدت کے بعد نکاح کرسکے گی بخلاف انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ا،ص ۶۱۱،حسن النعم،حاشیہ)

بارگاہ رسالت میں اعمال کی پیشی

بزار اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن احمدت اللہ علیہ و ما کان من سئ استغفرت اللہ بکم .

میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر، تمہارے اعمال مجھ پر عرض کیے جائیں گے میں بھلائی پر حمد الٰہی بجالاؤں گا اور برائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا۔

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم تحدثونی ونحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا احمدت اللہ ان رأیت غیر ذلک استغفرت اللہ لکم۔

میرا جینا تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو، اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، اگر نیکی دیکھوں گا حمد الٰہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔

ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسماعیل بسند ثقات بکر بن عبد البر مزنی سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم فاذا انا مت کانت وفاتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا احمدت اللہ و ان رأیت شرا استغفرت لکم.

میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سیدنا سعید بن میسب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

لیس من یوم الا و تعرض علی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اعمال امته غدوة و عشیا فیعرفهم بسیماهم و اعمالهم .

کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کی امت کے اعمال صبح وشام دو وقت پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور انھیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

روز جمعہ اعمال کی پیشی

امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

تعرض الاعمال یوم الاثنین و الخمیس علی الله تعالیٰ و تعرض علی الانبیاء و علی الآباء و الامهات یوم الجمعة فیفرحون بحسناتهم و تزدادوا وجوههم بیاضا و اشراقا فاتقوا الله تعالیٰ و لا توذوا موتاکم .

ہر دوشنبہ و پنج شنبہ کو اعمال اللہ عزوجل کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ کے سامنے وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بداعمالی سے ایذا نہ دو۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعمال امتی تعرض علی فی کل یوم جمعة و اشتد غضب الله علی الزناة .

بیشک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت غضب ہے۔

پیر اور جمعرات کو اعمال کی پیشی

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے :

وذلک کل یوم کما ذکره المولف وعده من خصوصیاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و تعرض علیه ایضا مع الانبیاء و الاباء یوم الاثنین و الخمیس .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا، اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو بھی حضور پر اعمال امت انبیاء و آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔

اس طور پر بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو جدا پھر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی جدا۔ (ازاحۃ العیب)

اشعار

- حیات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے یہ مدح سرائی کی ہے :

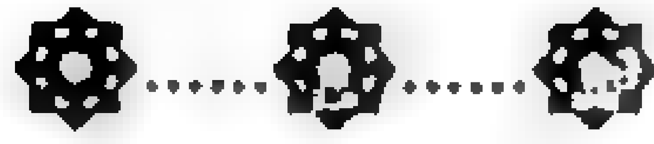
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

•

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(حدائق بخشش)



شانِ محبوبیت صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

اور بیشک قریب ہے کہ تمھارا رب تمھیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(الضحیٰ ۵)

شانِ محبوبیت ﷺ

اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محبت سے نوازا، اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو مقامِ خلت سے ممتاز فرمایا، مقام محبت، مقامِ خلت سے بالاتر ہے۔

بعض علمائے عارفین خلیل وحبیب کے درمیان فرق میں لطیف بحث فرماتے ہیں کہتے ہیں کہ خلیل خلت سے بنا ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام خدا کی طرف سراپا محتاج ومفتقر تھے۔ اسی لحاظ سے حق تعالیٰ نے انھیں خلیل فرمایا۔

اور حبیب بروزن فعیل بمعنی فاعل یا مفعول ہے لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے واسطۂ غرض محب بھی ہیں اور محبوب بھی۔

اور کہتے ہیں کہ خلیل کا فعل خدا کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور حبیب کی رضا کے لیے خدا کا فعل ہوتا ہے۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

فلنولینک قبلة ترضٰها

ضرور بالضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ راضی ہیں۔

اور فرمایا:

ولسوف یعطیک ربک فترضی۔

عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور خلیل کبھی لقائے محبوب کے لیے عجلت نہیں کرتا جیسا کہ مروی ہے کہ جب قبض روح کے لیے ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس آئے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے توقف فرمایا اور ان سے کہا پروردگار عالم سے دریافت کرو کہ کیا حکم ہوتا ہے؟ آیا جلدی حاضری ہے یا کچھ توقف ہے۔

لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اخترت الرفیق الاعلیٰ.

میں نے رفیق اعلیٰ یعنی حق تعالیٰ کو اختیار کیا۔

اور آپ اپنی دعا میں کہتے

اللھم انی اسئلک النظر الی جلال وجھک و الشوق الی لقائک.

اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ نظر جو تیرے چہرۂ جلال کی طرف ہے اور وہ شوق جو تیرے دیدار کی طرف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرمایا صحابہ کرام کی ایک جماعت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے جب ان کے قریب ہوئے تو ان کو طرح طرح کی باتیں کرتے سنا وہ تعجب سے کہہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے خلیل کو چنا اور حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو منتخب کر کے کلیم بنایا اور ان سے کلام فرمایا، تیسرے نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو روح اللہ فرمایا، چوتھے نے کہا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو صفی اللہ کہا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سلام سے نوازا اور فرمایا میں نے تم سب کی باتیں سنی ہیں تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اسی طرح موسیٰؑ کو کلیم اللہ اور عیسیٰ کو روح اللہ، اسی طرح آدم کو صفی اللہ بنایا، صلوات اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ، یہ سب درست ہے تو تم جان لو اور باخبر ہو جاؤ کہ مجھے حبیب اللہ بنایا اور یہ فخر یہ نہیں، میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا یہ فخر نہیں اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخر نہیں اور میں اولین وآخرین میں سب سے زیادہ مکرم ومحترم ہوں یہ فخر یہ نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلت حضرت ابراہیم کی صفت ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہے اور محبت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے اور یہ آپ کے ساتھ خاص ہے۔

لیکن دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلت کے ساتھ بھی موصوف ہیں اور آپ کی خلت، حضرت ابراہیم کی خلت سے بوجہ اتم اکمل وافضل ہے، تو محبت مزید وعلاوہ ہوگی۔

ایک حدیث تو یہ ہے کہ

لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لا تخذت ابا بکر خلیلا.

اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آپ کا خلیل ہے اور بجز خدا کے کوئی آپ کا خلیل نہیں، خلیل میں دونوں جانب نسبت جاری ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیل ہے تو آپ بھی حق تعالیٰ کے خلیل ہوئے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ فرمایا

ان صاحبکم خلیل الله .

تمھارا آقا خلیل ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے ہے کہ فرمایا

قد اتخذ الله صاحبكم خليلا.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے آقا کو خلیل بنایا۔

جس حدیث میں، انا حبیب الله فرمایا گیا ہے اس میں مرتبہ اعلیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ خلیل کے معنی محبِّ کے ہیں اور حبیب وہ محبّ ہے جو محبوبیت کے مرتبہ تک فائز ہو۔ اور جب مقام بلند کے حامل ہیں تو بدرجۂ اولیٰ مقام ادنیٰ کے حامل ہوں گے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلاشبہ میں نے تمھیں خلیل بنایا اور میں نے توریت میں لکھا کہ محمد تم حبیب الرحمٰن ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے ارباب قلوب اختلاف رکھتے ہیں کہ درجۂ خلت ارفع ہے یا درجۂ محبت، اور بعض دونوں کو برابر قرار دیتے ہیں اس بناء پر کہ جو خلیل ہے وہ حبیب ہے اور جو حبیب ہے وہ خلیل ہے لیکن اس کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو خلت سے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبت سے مخصوص قرار دیتے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ درجۂ خلت ارفع واتم ہے اس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں کہ

لو كنت متخذا خليلا غير ربي. الحديث.

تو آپ نے غیر کو خلیل نہ بنایا باوجودیکہ محبت کا اطلاق سیدہ فاطمہ اور ان کے فرزندوں یا حضرت اسامہ اور ان کے سوا دیگر حضرات کی طرف ہوا ہے۔

اکثر علماء نے محبت کو خلت سے افضل قرار دیا ہے، اس لیے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ، حضرت خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے درجہ سے افضل واعلیٰ ہے۔

اور محبت کی اصل کسی چیز کی طرف مائل ہونا اور محبت کی موافقت کرنا ہے، لیکن اس کا یہ مفہوم انسانوں کے لیے تو صحیح ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہو جائے اور اس کی خوشنودی میں پیروی کرے۔ لیکن خالق جل شانہ اغراض سے پاک ومنزہ ہے لہٰذا حق تعالیٰ کی بندوں کے لیے محبت اس کو نیک بختیوں پر قائم رکھنے اور گناہوں سے بچانے اور اسباب قرب مہیا کرنے اور اسے توفیق دینے اور رحمت کا افاضہ فرمانے میں ہے۔ اور اس کی انتہا بندے کے دل سے عجب وتکبر کو دور کرنا ہے تاکہ وہ اپنے قلب ونظر اور اپنی بصیرت سے اس کی طرف دیکھے تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

فاذا احببته كنت يسمع به الذى يسمعه و بصره الذى يبصر به و لسانه الذى ينطق به . الحديث .

پھر جب میں اپنا محبوب بنالیتا ہوں میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی وہ زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

اس معنی ومفہوم کے سوا حق تعالیٰ کے لیے کچھ اور سمجھنا اس کی شان کے لائق نہیں ہے، غیر کی طرف مائل ہونا، اس کی پیروی کرنا اور غیر سے غرض وابستہ کرنا حق تعالیٰ اس سے پاک ومنزہ ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے اعتبار سے اعظم خلق ہیں اور ساری مخلوق سے عرفان باری تعالیٰ میں عارف تر ہیں اور خشیت میں ان سے بڑھ کر اور محبت الٰہی میں

سب سے زیادہ محبوب ہیں تو آپ کی منزل یقیناً تمام منازل میں اقرب اور عظیم تر ہو گی، خلت و محبت کی خصوصیت دونوں ہمارے سردار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوۃ جلد اول ملتقطاً)

محبوب کی خواہش میں شتابی

حضور اقدس مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

صحیحین بخاری و مسلم و سنن نسائی وغیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المومنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں **ما اری ربک الا یسارع فی ھواک.**

یارسول اللہ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔

ابو طالب کو شفا ملی

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **مرض ابو طالب فعاده النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فقال یا ابن اخی ادع ربک و الذی بعثک یعافینی فقال اللهم اشف عمی فقام کانما نشط من عقال فقال یا ابن اخی ان ربک لیطیعک فقال و انت یا عماه لو اطعته لیطیعنک .**

یعنی ابو طالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابو طالب نے عرض کی اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا کی الٰہی میرے چچا کو شفا دے یہ دعا فرماتے ہی ابو طالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے

کسی نے بندش کھول دی، حضور نے عرض کی اے میرے بھتیجے بیشک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے (یہاں اطاعت کے معنی ہیں محبوب کی ہر مراد محبوب کے حسب منشاء فوراً موجود فرمادے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تاکیداً وتائیداً) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کرلے تو وہ تیرے ساتھ بھی یوں ہی معاملہ فرمائے گا۔ ابن عدی بطریق الہیثم البکاء عن ثابت البنانی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

رب العزت روز قیامت حضرت رسالت افضل الصلاۃ والتحیۃ سے مجمع اولین وآخرین میں فرمائے گا کلھم یطلبونٔ رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد! میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کردیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ آلک وبارک وسلم۔ (الامن والعلی)

حضور فضل وکمال کے جامع ہیں

بلاشبہ جتنے فضائل وکمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے و یتم نعمتہ علیک اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ع

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مکمل وتمام ہوگئیں۔ (مولف)

(امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں) میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد

رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار ہی طور پر ہوتا ہے۔

یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں۔

یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے۔

یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا۔

یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی۔

الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جواد سے بڑھ کر جواد، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں۔ لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل، جس قدر کمالات، جتنی نعمتیں، جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضرور یہ بھی عطا فرماتا۔ جیسے ارشاد ہوا **لو اردنا ان نتخذ ولدا لا تخذنه من لدنا ان کنا فاعلین**.

اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور اے یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کو نہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الملفوظ حصہ دوم)

ذکرِ حبیب

اللہ عزوجل نے بیشمار امور میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اپنے نام اقدس سے

ملایا کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی شامل فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا ان کے ساتھ اپنے ذکر والا سے اعزاز بڑھایا، آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں مسلمان دیکھے اور ایمان تازہ کرے۔

آیت(۱) : اغنهم الله و رسوله من فضله.

انھیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت (۲) : و لو انهم رضوا ما اتهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله و سيوتينا من فضله و رسوله .

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

آیت(۳) : يا ايها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدى الله و رسوله .

اے ایمان والو اللہ ورسول سے آگے نہ بڑھو۔

آیت(۴) : ما كان لمؤمن ولا مومنة اذا قضى الله و رسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم و من يعص الله و رسوله فقد ضل ضلالا مبينا.

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ ورسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرا دیں تو انھیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر۔

آیت(۵) : لا تجد قوما يؤمنون بالله و اليوم الآخر يوادون من حاد الله و رسوله و

لو کانوا آبائهم او ابنائهم او اخوانهم او عشیرتهم.

تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالف سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں۔

آیت (٦) : **و اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین . الم یعلموا انہ من یحادد اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذلک الخزی العظیم.**

اللہ و رسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انھیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انھیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ و رسول سے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے۔

آیت (٧) : **اذا نصحوا اللہ و رسولہ .**

جب خلوص رکھیں اللہ و رسول کے ساتھ۔

آیت (٨) : **ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعدلھم عذابا مھینا.**

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور رسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔ (الکوکبۃ الشھابیۃ فی کفریات ابی الوھابیۃ)

ذکر نبی، ذکر خدا

حق سبحانہ وتعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرماتا ہے و رفعنا لک ذکرک.

اور بلند کیا ہم نے تمھارے لیے تمھارا ذکر۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی۔

یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمھیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو تمھارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہٖ خدا کی یاد ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۷۷۔ اقامۃ القیامۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی ذکر الٰہی ہے۔

حدیث میں ہے رب عزوجل نے آیہ کریمہ و رفعنا لک ذکر کے نزول کے بعد کہ ہم نے بلند کیا تمھارے لیے تمھارا ذکر، جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھیج کر ارشاد فرمایا :

اتدری کیف رفعت لک ذکرک.

جانتے ہو میں نے تمھارا ذکر تمھارے لیے کیوں کر بلند فرمایا؟

حضور نے عرض کی تو خواب جانتا ہے، فرمایا:

جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی .

میں نے تمھیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمھارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۰۸)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اگر حضور نہ ہوتے دنیا کی تخلیق نہ ہوتی

اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ ''تلالو الافلاک بجلال احادیث لولاک'' میں ہے۔ اور انھیں لفظوں (لولاک لما خلقت الافلاک) کے ساتھ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الخلق لاعرفهم كرامتک و منزلتک عندی و لولاک ما خلقت الدنیا.

یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تمام مخلوق اس لیے بنائی کہ تمھاری عزت اور تمھارا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۷)

محبوبیت کبریٰ

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت کبریٰ سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کبریٰ و جملہ فضائل عالیہ چناں بخشید ند کہ موکب کسے بغبار او نرسید تیرہ درونا بر فضل دیگراں حسد برند و اہل کمال چوں بینند کہ ما را بآں دسترس نیست انتساب بآں محبوب خواہند کہ در زیر عنایتش بر وجہ خاص باشند، انبیاء را بدیگراں احتیاج نبودن مسلم فاما بہ سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم ہمہ را نیاز ست چنانچہ کریمہ اخذ میثاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم **یرغب الی فیہ الخلق حتی خلیل اللہ ابراھیم** بر اں شاہد عدل ست ایں چنین احادیث را ہیچ عقیدہ خلاف نیست۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوبیت کبریٰ کا مقام رفیع اور تمام فضائل و کمالات اس طرح بخشے گئے ہیں کہ ان کی گرد سواری کو کسی کی سواری نہیں پہنچ سکی، کور باطن والے دوسروں کی فضیلت و بزرگی پر حسد لے گئے اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس میں دسترس نہیں تو اس کی نسبت محبوب کی طرف کرتے ہیں کہ اس کی عنایت و نوازش میں کچھ خاص وجہیں ہوں گی، انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا دوسروں کا محتاج نہ ہونا مسلم ہے لیکن جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نیاز حاصل ہے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے عہد و میثاق لینے کی آیت کریمہ اور مسلم شریف کی حدیث صحیح اس پر شاہد عدل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پوری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ ایسی حدیثیں کسی عقیدۂ حقہ کے مخالف نہیں ہیں۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۰۵)

اظہارِ عبدیت

ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں۔ جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتو اجلال ہیں۔

امام بوصیری قدس سرہ کے ہمزیہ شریف میں ہے:

منشور خلافت مطلقہ وتفویض تام، ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکہ وخطبہ ان کا ملأ اعلیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ وہ بالا دست حاکم کہ تمام ما سوی اللہ، ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج، قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر، نام ان کا ہر جگہ نام الٰہی کے برابر، اعنی :

سید المرسلین	(رہبر رہبراں)
خاتم النبیین	(خاتم پیغمبراں)
رحمة للعالمین	(رحمت ہر دو جہاں)
شفیع المذنبین	(شافع خطاراں)
قائد الغر المحجلین	(ہادی نوریاں وروشن جبیناں)
سر الله المکنون	(رب العزت کا راز سربستہ)
در الله المخزون	(خزانہ الٰہی کا موتی، قیمتی وپوشیدہ)
سرور القلب المحزون	(ٹوٹے دلوں کا سہارا)
عالم ما کان و ما یکون	(ماضی ومستقبل کا واقف کار)
تاج الاتقیاء	(نیکوکاروں کے سر کا تاج)
نبی الانبیاء	(تمام نبیوں کا سرتاج)

محمد رسول رب العالمین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم الیٰ یوم الدین۔

بایں ہمہ خدا کے بندہ ومحتاج ہیں، حاش للہ کہ عینیت یا مثلیت کا گمان کافر کے سوا مسلمان کو

ہو سکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے کہ دوسرے کو ہم عنانی کی مجال نہیں مگر دائرۂ عبدیت وافتقار سے قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے۔ العظمة له.

خدائے تعالیٰ سے ذات وصفات میں مشابہت کیسی، نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر وثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لا سکے نہ ممکن کہ بجالائیں، کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر الی مالا نھایة له۔

نعم وافضال خداوندی غیر متناہی ہیں، قال الله تعالیٰ و للآخرة خیر لک من الاولیٰ .

(اے نبی بیشک ہر آنے والا لمحہ تمھارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ ترقیوں میں ہیں)

مرتبہ " قاب قوسین او ادنی" کا پایا، قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا، دیدار الٰہی بچشم سر دیکھا، کلام الٰہی بے واسطہ سنا، محمل لیلی (ادراک سے ماوراء) کروروں منزل سے کروروں منزل (دور اور) خرد خردہ میں (عقل نکتہ داں دقیقہ شناس) دنگ ہے، نیا سماں ہے نیا رنگ ہے۔

قرب میں بعد، بعد میں قرب، وصل میں ہجر، ہجر میں وصل، گوہر شناور دریا، مگر صدف نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نم سے آشنا نہیں، اے جاہل ناداں! علم کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے سمند بیان کی عنان موڑ۔

زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے۔ عبادت ان کی کفر اور بے ان کی تعظیم کے حبط۔

ایمان ان کی محبت وعظمت کا نام، اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام۔ و السلام علیٰ خیر الانام و الآل و الاصحاب علی الدوام . (اعتقاد الاحباب)

رب کی نوازشات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رب کی نوازشات و عنایات کا ذکر اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا و رفعنا لک ذکرک یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے، ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، موذن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار واحجار، آہو و سوسمار و دیگر جاندار واطفال شیرخوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جز اشقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، ادھر تمہارے محمود درود مسعود کا حکم دوں گا، عرش و کرسی ہفت اوراق سدرہ، قصور جناں، جہاں پر اللہ لکھوں گا محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔

جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور وہ نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

کافر کورب کا جواب

عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا، حق جل جلالہ نے فرمایا :

ان اعطیناک الکوثر.

بیشک ہم نے تمھیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمھاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروروں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور تمھاری ثنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم واطراف جہاں میں بجے گا اور تمھارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک، آفاق زمین میں پڑھا جائے گا، پھر اولاد بھی تمھیں وہ نفیس وطیب عطا ہوگی جن کی بقاء سے بقاء عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمھارے بال بچے ہیں اور تم سا مہربان باپ ان کے لیے کوئی نہیں بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمھاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور تمھارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی، اسی لیے جب ابو البشر آدم تمھیں یاد کرتے یوں کہتے :

یا ابنی صورۃ و ابای معنی .

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

پھر آخرت میں جو تمھیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ

فصل لربک و انحر.

اپنے رب کے شکرانہ میں اس کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ان شانئک ھو الابتر.

جو تمھارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔

جن بیٹوں پر اسے ناز ہے یعنی عمرو ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور تمھارے دین حق میں آ کر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمھارے دینی بیٹوں میں شمار کیے جائیں گے، پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے۔ تمھارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی و نفرت کے ساتھ لیا جائے گا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بارگاہ ذوالجلال میں حضور کی عزت

ابونعیم حلیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا، عرض کی اے میرے رب احمد کون ہے؟ فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہو لے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی الٰہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی اور ان کی اور صفات جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر فرمایا ان کا نبی انھیں میں سے ہوگا، عرض کی الٰہی مجھے اس نبی کی امت میں کر فرمایا تو زمانہ میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

ابونعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل النبوۃ میں راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جب میں حسب ارشادِ الٰہی سیر سماوات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلائے میرے لیے کیا کیا، ارشاد ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔

امام اجل حکیم ترمذی وبیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتخذ اللہ ابراھیم خلیلا و موسیٰ نجیا و اتخذنی حبیبا ثم قال و عزتی و جلالی لا وثرن حبیبی علی خلیلی و نجي .

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل اور موسیٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو اپنے خلیل اور نجی پر تفضیل دوں گا۔

فتاویٰ امام سراج الدین بلقینی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا :

قد مننت علیک بسبعة اشیاء اولھا انی لم اخلق فی السموات و الارض اکرم علی منک.

میں نے تجھ پر سات احسان کیے ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت

والا نہ بنایا۔

ابونعیم کتاب المعرفۃ میں اور ابن عساکر عبداللہ بن غنم سے راوی۔

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ناگاہ ایک ابر نظر آیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن فی لقائک حتی کان ھذا اوان اذن لی انی ابشرک انه لیس احد اکرم علی اللہ منک.

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدمبوس حضور کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مژدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

افضل القریٰ میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور سے عرض کی

ابشر فانک خیر خلقه و صفوته من ابشر حباک اللہ بما لم یحب به احد من خلقه لا ملکا مقربا و لا نبیا مرسلاً.

مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرشتہ نہ کسی مرسل نبی کو۔

بیہقی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اکرم الخلق علی اللہ یوم القیمة .

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام مخلوق الٰہی سے عزت وکرامت میں زائد ہیں۔

دارمی و بیہقی عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان اکرم خلیفة الله علی الله ابو القاسم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

بیشک اللہ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ مرتبہ ووجاہت والے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

ابن سعد بطریق عامر شعبی عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے راوی :

زید بن عمرو بن نفیل کہتے تھے میں شام میں گیا تھا ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے بت پرستی و یہودیت و نصرانیت سب سے نفرت ہے کہا تو تم دین ابراہیم چاہتے ہو اے اہل مکہ کے بھائی، تم وہ دین مانگتے ہو جو آج کہیں نہ ملے گا اپنے شہر کو چلے جاؤ۔

فان نبیا یبعث من قومک فی بلدک یاتی بدین ابراهیم بالحنیفة و هو اکرم الخلق علی الله.

کہ تمھاری قوم سے تمھارے شہر میں ایک نبی مبعوث ہوگا وہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا دین حنیف لائے گا وہ تمام جہان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو عزیز ہے۔

یہ زید بن عمرو موحدان جاہلیت سے ہیں اور ان کے صاحبزادے سعید بن زید اجلہ صحابہ وعشرہ مبشرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اللہ نے ملک حضور پر قربان کردیا

بعض روایات میں ہے حق عزجلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے ارشاد فرماتا ہے۔

اے محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کو اشعار کی زبان میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

●

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ ہے خود حسن ازل طالب جانان عرب

●

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

●

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد
محمد برائے جناب الٰہی جناب الٰہی برائے محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

•

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

•

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

•

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی سب جلوہ گری
ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

•

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس خاص کا
بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ

•

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی
اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولھا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

•

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

•

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

•

حی باقی جس کی کرتا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے

•

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

•

تیری قضا خلیفۂ احکام ذو الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

•

عرش بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
اتری ہوئی شبیہ تیرے بام و در کی ہے

وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
ادنیٰ نچھاور اس میرے دولھا کے سر کی ہے

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

غایت و علت سبب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے بنا تم بنا تم پہ کروروں درود
تم سے ہے جہاں کی حیات تم سے ہے جہاں کا ثبات
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروروں درود
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمھارا ظہور
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروروں درود
خلق تمھاری جمیل خلق تمھارا جلیل
خلق تمھاری گدا تم پہ کروروں درود
مظہر حق ہو تمھیں مُظہر حق ہو تمھیں
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروروں درود

نہ از بہرِ تو صرف ایمانیا نند
کہ خود بہر تو ایماں آفریدند
برائے جلوۂ یک گلبن ناز
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند
نہ غیر کبریا جاں آفرینے
نہ خودمثل تو جاناں آفریدند
پئے نظارۂ محبوب لاہوت
حبیت آئینہ ساں آفریدند

وہی جلوہ شہر بشہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

مرسل مشتاق حق ہیں اور حق
مشتاق وصال مصطفائی

خواہانِ وصالِ کبریا ہیں جویانِ جمالِ مصطفائی
محبوب و محب کی ملک ہے ایک کونین ہیں مالِ مصطفائی

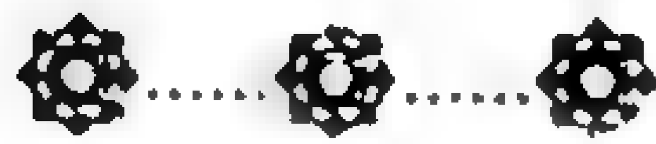
•

پر تو اسمِ ذاتِ احد پر درود نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
مصدرِ مظہریت پہ اظہر درود مظہرِ مصدریت پہ لاکھوں سلام

•

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو
کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جانِ جہاں

(حدائقِ بخشش)



حضور انور ﷺ کی انفرادی خصوصیات

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض
یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

(البقرۃ:۲۵۳)

حضور انور ﷺ کی انفرادی خصوصیات

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین کے مابین مشترک ہیں، اور کچھ فضائل و کمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ان میں دنیا و آخرت میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں ہے۔

حق تبارک و تعالیٰ نے جواہر نفوس انسانیہ کو مختلف فرمایا ہے، بعض مرتبہ صفا کے مقام جودت و طہارت کے غایت درجہ میں ہیں بعض متوسط ہیں اور بعض انتہائی کدورت اور غایت ردایت میں ہیں۔ چنانچہ ہر قسم میں مراتب و درجات جداگانہ ہیں مگر انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے تمام نفوس قدسیہ سب سے صاف وجید ہیں اور ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ نفوس بشری کے مقابلے میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور ہر نقص و عیب سے محفوظ و منزہ ہیں، باوجودیکہ یہ انبیاء کرام دائرہ کمال میں داخل اور اپنے غیر سے کامل و افضل ہیں مگر باہم ان کے درمیان بھی تفاوت و تفاضل ہے۔

اور حضور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب سے از روئے مزاج اصح و اعدل اور اسلم، اور از روئے بدن اطہر ان سب سے ازکی و اصفی ہیں، اور باعتبار روحانیت سب سے اکمل و اتم ہیں اور تخلیق کے لحاظ سے بھی ان سب سے لطیف تر اور اشرف ہیں۔ آپ کے افضل البشر، سید ولد آدم اور افضل الناس ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

انبیاء کرام کو از قسم کمالات و کرامات جو کچھ حاصل تھا وہ تمام یا اس کے مثل اور ان مخصوص فضائل و کمالات کے ساتھ جو خاص طور پر آپ کو حاصل ہیں دوسرا کوئی نبی آپ کا شریک و سہیم نہیں۔

حضرت آدم اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا کی گئی کہ حق تعالیٰ نے انھیں اپنے دست قدرت

سے پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی گئی لیکن ہمارے نبی حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کمال عطا فرمایا گیا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپ کے شرح صدر کا متولی وکارساز ہے اور اس میں ایمان وحکمت رکھا، اس طرح حق تعالیٰ آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے خلق وجودی کا متولی ہوا، اور ہمارے نبی حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلق نبوی کا۔

اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا مسجود ملائک ہونا درحقیقت حضرت آدم کے جوہر روح میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ودیعت کرنے کے سبب سے تھا، اور اس نور مبارک کو ان کی پیشانی میں تاباں کیا گیا اور اس عظمت وشرافت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا گیا۔

ان الله و ملائكته يصلون على النبي .

بلا شبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں حق تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ شامل نہ تھا کیوں کہ بجائے خود حق سبحانہ وتعالیٰ پر یہ جائز نہیں ہے، لیکن سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجنے میں حق تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ شامل ہے لامحالہ یہ فضیلت اشرف واتم اور اکمل واعلیٰ ہے، نیز فرشتوں کے سجدہ کرنے میں عظمت وشرافت زیادہ نہیں ہے کیوں کہ یہ ایک بار واقع ہے لیکن صلاۃ وسلام بھیجنے میں حق تعالیٰ کی رحمت وانوار اور اس کے اسرار اقدس کا افاضہ ہر زمانے میں نو بہ نو دایم ومستمر ہے اور اس میں مسلمانوں کو بھی اشتراک عمل کا حکم دیا گیا ہے۔

اب رہا حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام چیزوں کے اسماء کا تعلیم فرمانا، تو دیلمی مسند الفردوس میں بروایت ابورافع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے میری امت کو اس وقت جب کہ وہ پانی ومٹی کے درمیان تھی متمثل کیا گیا اور مجھے ان سب کے اسماء تعلیم کیے گئے،

لہٰذا جس طرح آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو علم اسماء حاصل ہوا اسی طرح ہمارے حضور کو بھی ہوا زیادتی وافاضہ کے ساتھ اور ذوات اور مسمیات کا علم بھی دیا گیا اور بلاشبہ اسماء سے مسمیات کا رتبہ بہت بلند واعلیٰ ہے اس لیے کہ اسماء مسمیات کے اظہار و بیان کے لیے ہیں اور مسمیات مقصود بالذات اور اسماء مقصود بالغیر ہیں اور یہ کہ علم کی فضیلت اس کے معلوم کی فضیلت سے ہوتی ہے۔

حضرت ادریس اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

ورفعناه مكانا عليا .

ہم نے انھیں بلند مقام کی رفعت بخشی۔

اور ہمارے آقا سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج فرمائی گئی اور آپ کے سوا کسی کو بھی ایسی رفعت نہ ملی۔

حضرت نوح اور ہمارے نبی علیہما الصلاۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے ذریعہ ایمانداروں کو غرقابی سے نجات ملی اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ آپ کی امت کسی آسمانی عذاب عام سے ہلاک نہیں کی جائے گی جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :

وما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .

اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح

علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت افزائی کی ان کی کشتی کو پانی میں محفوظ رکھا، اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اکرام اس سے عظیم تر فرمایا کہ

ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ عکرمہ بن ابوجہل پانی کے کنارے بیٹھا ہوا ہے عکرمہ نے کہا اگر آپ صادق ہیں تو دوسرے کنارے کے پتھر کو حکم دیجیے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا اس کنارے پر آجائے اور غرق نہ ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور تیرتا ہوا حضور کے سامنے آگیا اور کھڑے ہو کر آپ کی رسالت کی شہادت دی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکرمہ اب تم خوش ہو، اتنا کافی ہے، عکرمہ نے کہا اب اسے حکم دیجیے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اشارہ فرمایا اور پتھر پانی پر تیرتا ہوا اپنی جگہ واپس جا کر نصب ہو گیا۔

چنانچہ پتھر کا پانی پر تیرنا اور اس کا غرق نہ ہونا لکڑی کی کشتی کے پانی پر تیرنے اور غرق نہ ہونے سے زیادہ عجیب ہے۔

حضرت ابراہیم اور ہمارے نبی علیہما الصلاۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ نمرود کی آگ ان پر سلامتی کے ساتھ سرد ہو گئی، اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کی آتش جنگ سرد کی، جنگ کی آگ میں تلواریں، اس کی لکڑیاں اور ایندھن اور اس آگ کی لپٹ موت ہوتی ہے اسے سلگانے والی شئی حسد اور اس میں جلنے والی چیزیں روح اور جسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كلما اوقدوا نارا للحرب اطفأها الله .

یعنی جب کافروں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اللہ نے اسے بجھا دیا۔

کافروں نے بہت چاہا کہ کفر کی آگ سے دین کے نور کو سرد کریں مگر اللہ تعالیٰ نے جبار و قہار بھی

ہے ہر بار رد فرمادیا اور اپنے نور کو مکمل واتم فرمادیا اور ان کی شرارت کی آگ کو بجھا دیا۔ چنانچہ فرمایا :

یابی اللہ الا ان یتم نورہ و لو کرہ الکافرون ۔

یعنی اللہ انکار فرماتا ہے مگر یہ کہ اپنے نور کو مکمل فرمائے اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔

اور یہ بھی مذکور ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریائے آتش (کرۂ نار) پر سے بہ سلامت گزر فرمایا۔

مقام خلت ومحبت

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو مقام خلت عطا فرمایا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محبت مرحمت فرمایا۔ مقام محبت، مقام خلت سے عالی تر ہے۔

حبیب اس محب کو کہتے ہیں جو مقام محبوبیت تک پہنچا ہوا ہو، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت عام سے خاص فرمانا اور اس مقام میں تکلم کی اجازت دینا آپ کی محبوبیت ہی کے زیر اثر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ میں مقام خلت اور مقام محبت دونوں جمع تھے، آپ کا مقام خلت حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے مقام خلت سے اکمل وافضل ہے۔

اصنام شکنی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو تبر سے بتوں کو توڑنے کی عزت مرحمت فرمائی تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے مضبوط و مستحکم بتوں کو جو خانۂ کعبہ کی دیواروں میں نصب تھے لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جاء الحق و زھق الباطل حق آیا اور باطل فرار ہوا۔

حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ معجزہ مرحمت فرمایا کہ ان کا عصا اژدھا بن جاتا تھا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی مانند یہ معجزہ مرحمت ہوا کہ استوانہ حنانہ (یعنی کھجور کا وہ تنا جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے جب منبر شریف بنا تو اسے علیحدہ کر دیا گیا یہ استوانہ) آپ کے فراق میں فریاد کرتا اور بزبان فصیح روتا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ید بیضا اور وہ چمک عطا فرمائی جس سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرتا بقدم مجسم نور تھے کہ دیدۂ حیرت، آپ کے جمال باکمال سے خیرہ ہو جاتے تھے اگر آپ بشریت کا نقاب نہ پہنے ہوتے تو کسی کے لیے تاب نظر اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا، اور آپ کا جوہر نوری حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہو کر آتا رہا۔

پانی جاری کرنا

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ معجزہ کہ وہ پتھر سے پانی رواں فرما دیتے اور پتھر سے چشمہ برآمد کرتے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اپنی انگشتہائے مبارک سے چشمہ جاری فرما دیا، پتھر تو زمین ہی کی جنس سے ہے اور اس سے چشمے بہا ہی کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف گوشت، پوست سے پانی کا چشمہ جاری کرنا حد درجہ عظیم ہے۔

کلام فرمانا

یہ جو حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت میں ارشاد فرمایا :

و کلم موسیٰ تکلیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے براہ راست کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فضیلت شب اسریٰ مرحمت فرمائی، مزید برآں یہ کہ قرب اور کلام دونوں سے خاص فرمایا، نیز یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام مناجات، آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے جہاں خلق کے علوم کی حد ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا تمام مناجات طور سینا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مناجات کی جگہ سماوات علیٰ ہے۔

فصاحت و بلاغت

اب رہی یہ بات کہ حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو زبان کی فصاحت دی جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اخی هارون هو افصح منی لسانا.

یعنی میرے بھائی ہارون زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہیں۔

اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت اتنی زیادہ ہے کہ اس سے زائد تو درکنار اس کے برابر کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں، حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی فصاحت صرف عبرانی زبان تک محدود تھی، لیکن عربی زبان اس سے زیادہ فصیح ہے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے افصح منی یعنی مجھ سے زیادہ فصیح ہیں، فرمایا، مطلقاً یہ نہیں فرمایا کہ کائنات میں سب سے زیادہ فصیح ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان میں لکنت تھی۔

حضرت یوسف اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو نصف حسن دیا گیا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو اس کا کل دیا گیا، جو بھی آپ کے حلیہ شریف کے سلسلے میں منقولات پر غور وفکر کرے گا وہ آپ کے حسن و جمال کی تفصیلات کو پالے گا، کیوں کہ آپ جیسا با کمال حسن کسی انسان میں نہ ہوا ہے نہ ہوگا، حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو حسن و جمال اور چہرے کی صباحت وتابانی دی گئی تھی لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل وصورت مبارک کو ایسے ملاحت و جمال عطا ہوئے جو کہیں اور موجود نہ تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر حسنہ و جمالہ۔

حضرت داؤد اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کو لوہے کو نرم کر دینے کا جو معجزہ عطا ہوا کہ (جب آپ لوہے پر ہاتھ پھیرتے تو وہ نرم ہو جاتا) اور آپ کے دست مبارک میں خشک لکڑی سبز ہو جاتی اور اس میں پتے نمودار ہو جاتے، تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام معبد کی اس بکری پر اپنا دست اقدس پھیرا جو سوکھ کر لاغر و کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی، آپ کے دست اقدس کی برکت سے اس کے تھن تر و تازہ ہو گئے اور دودھ جاری ہو گیا اور وہ اتنا وافر دودھ دینے لگی جو عام طور پر بکریوں کی عادت کے خلاف تھا، اگر داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے لوہا نرم ہو جاتا تھا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سخت پتھر کو نرم کیا گیا۔

حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور اپنے آپ کو اس میں پنہاں کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنا سر مبارک پہلے غار میں داخل فرمایا، یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک داخل ہو گیا اور سخت پتھر کشادہ ہو گیا، معلوم ہوا کہ آپ کے لیے پتھر نرم کیا گیا اور آپ کے بازوئے مبارک نے اس میں اثر کیا اور صخرۂ بیت المقدس گندھے ہوئے آٹے کی مانند نرم کیا گیا پھر اس میں اپنی سواری کے جانور کو باندھا۔ حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ پہاڑوں

نے تسبیح کی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں پتھروں نے تسبیح کی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت سلیمان اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم، شیاطین اور ہوا کی تسخیر اور ایسی حکومت جو آپ کے بعد کسی کو بھی میسر نہ ہوئی عطا فرمائی گئی مگر ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس کی مانند مع زیادتی واضافہ کے عطا فرمایا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے فرمایا گیا اوتینا منطق الطیر.

یعنی مجھے پرندوں کی بولیوں کی سمجھ عطا فرمائی گئی۔

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر پتھروں نے کلام کیا اور تسبیح کی، حالاں کہ کنکریاں جمادات ہیں تو پرندوں کے بولنے سے پتھر کا بولنا زیادہ نادر وعجیب ہے۔ اور آپ سے بھنی ہوئی زہر آلود بکری اور ہرن نے کلام کیا اور آپ سے دوسرے کی شکایت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک پرند آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے گرد چکر لگانے لگا اور بات کی، آپ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کس نے اس پرند کو اس کے بچے کو پکڑ کر اذیت پہنچائی ہے، اسے لازم ہے کہ اس کے بچے کو واپس لوٹا دے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھیڑیئے کے کلام کرنے کا قصہ بھی مشہور ہے۔

حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے ہوا کو مسخر کیا گیا تا کہ وہ آپ کو زمین کے کناروں اور گوشوں تک لے جائے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق دیا گیا جو ان کی ہوا سے تیز تر بلکہ برق خاطف سے بھی تیز تر تھا وہ حضور کو ایک لمحہ میں فرش سے عرش پر لے گیا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے لیے زمین کو لپیٹا اور کھینچا گیا تا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مشارق و مغارب کو ملاحظہ فرمائیں۔

یہ فرق و امتیاز ان دو شخصوں کے درمیان ہے جن میں سے ایک زمین کی طرف کوشش کے ساتھ دوڑ کر جائے اور دوسرے شخص کی طرف خود زمین کھینچ کر آ جائے۔

اب رہا یہ کہ حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کو ایسی حکومت عطا فرمائی گئی جو آپ کے بعد کسی کے لائق نہ تھی تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بادشاہ ہونے یا بندہ ہونے کے درمیان اختیار دیا گیا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بندگی کو اختیار فرمایا، یہ ایسا ملک عظیم ہے جس کے زائل ہونے کا خدشہ ہی نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایسا ملک کسی کو بھی میسر نہ ہوا۔

حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام

یہ جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو اندھے، کوڑھی کو تندرست کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو قتادہ کی وہ آنکھ جو باہر نکل پڑی تھی دوبارہ اپنی جگہ لوٹائی تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہو گئی۔

مروی ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی برص میں مبتلا تھیں وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت لائیں حضور نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے برص کے مقام پر ملا، حق تعالیٰ نے برص کو دور فرما دیا۔

مواہب لدنیہ میں امام فخر الدین رازی اور بیہقی دلائل النبوۃ میں یہ قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اس وقت ایمان لاؤں گا جب میری

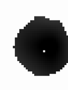
مری ہوئی لڑکی کو آپ دوبارہ زندہ فرما دیں گے۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دی، اے فلاں، اسی وقت لڑکی قبر سے نکل کر کہنے لگی لبیک و سعدیک یا رسول اللہ . الحدیث.

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مردوں کو زندہ فرمانا متعدد مرتبہ واقع ہوا ہے۔ نیز پتھروں اور کنکریوں کا آپ کے دست اقدس پر تسبیح کرنا اور حجر اسود کا آپ کو سلام کرنا اور استن حنانہ کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا، مردوں کے کلام سے زیادہ اتم وابلغ ہے۔

رہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج اس سے کہیں بالاتر مقامات پر لے جایا گیا، اور وہاں تک کوئی بھی نہیں لے جایا گیا، پھر آپ کو مزید درجات عالیہ سے مخصوص فرمایا گیا مثلاً خلوت قدس میں مناجات کا سننا اور قسم قسم کے مشاہدات و کرامات سے سرفراز ہونا وغیرہ۔

الحاصل تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم کو جتنے بھی فضائل و کمالات اور معجزات دیئے گئے تھے وہ تمام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔

خوبی و شکل شمائل حرکات و سکنات
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری



حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خصائص صفات واحوال

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ خصائص جو احکام کے قبیل سے نہیں بلکہ صفات واحوال

کے قبیل سے ہیں، ان کا کوئی حد وحساب نہیں، خصوصاً وہ صفات واحوال جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں کسی کا علم بھی ان کی کنہ تک نہیں پہنچتا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے اعلیٰ واکمل فضیلت یہ ہے کہ حق تبارک وتعالیٰ نے آپ کی روح پر انوار کو ساری مخلوق کی ارواح سے پہلے پیدا فرما کر تمام مکونات کی روحوں کو آپ کی روح سے تخلیق فرمایا، اور آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے جیسا کہ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور عالم ارواح میں بھی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کو آپ کی روح پر انوار نے مستفیض فرمایا۔

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کا آفتاب پردۂ غیب میں رہا، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ستار ہائے درخشاں آپ کے نور سے منور ہو کر عالم ظہور میں جگمگاتے رہے، جب آپ کی نبوت کے آفتاب نے طلوع وظہور فرمایا تو وہ روپوش اور مخفی ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح جیسے رات میں ستاروں کا رنگ و روپ چمکتا دمکتا ہے اور جب سورج چمکتا دمکتا ہے، اور یہ سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ ماند پڑ کر روپوش ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عالم آفرینش میں، میں سارے نبیوں سے پہلے اور عالم ظہور و بعثت میں ان سب سے آخر میں ہوں۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ہی وہ اول ہیں جس نے روز الست میثاق لیا، اور آپ ہی وہ اول جس نے اس روز سب سے پہلے بلیٰ (ہاں) کہا جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

اور انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آدم وعالم اور آفرینش عالم کا مقصود اصلی آپ ہی کا وجود

گرامی ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی عرش، پر جنت کے دروازے پر اور اس کی ہر جگہ پر لکھا گیا۔

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ تمام نبیوں سے اس کا عہد لیا گیا کہ جب آپ مبعوث ہوں تو وہ آپ پر ایمان لائیں۔

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ گزشتہ تمام آسمانی کتابوں میں آپ کے وجود گرامی کی خبریں اور آپ کی بشارتیں واقع ہیں، یہ کہ آپ کے نسب مبارک میں آدم علیہ الصلاۃ والسلام تک آپ کے سبب کبھی بھی سفاح یعنی زنا واقع نہیں ہوا۔ جیسا کہ عہد جاہلیت میں عادت تھی، اور یہ کہ ہر زمانے میں بنی آدم کے بہترین قرن میں اٹھایا گیا، اور بہترین قبائل کے بہتروں میں منتقل کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو سرفرازی بخشی، بنی کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

لہٰذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرفرازوں میں سرفراز اور بہتروں میں بہترین اور برگزیدگان میں برگزیدہ تر ہیں۔ بوقت ولادت مبارکہ تمام بت سرنگوں ہوکر گر پڑے، شکم مادر سے ختنہ شدہ، غیر آلودہ پاک اور ناف بریدہ تولد ہوئے، پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اس طرح کہ بجانب آسمان نظر بلند تھی اور انگشت شہادت اٹھی ہوئی تھی، آپ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نے جلوہ فرمایا جس سے شام کے تمام قصور اور محلات روشن ہو گئے، آپ کے جھولے کو فرشتوں نے جھلایا، اور مہد میں آپ نے کلام فرمایا، اہل سیر لکھتے ہیں کہ مہد میں چاند آپ سے باتیں کرتا اور جدھر اشارہ فرماتے جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دھوپ میں بادل سایہ

کرتے تھے، ایسا ہمیشہ نہ تھا بلکہ متعدد اوقات میں ایسا ہوا، زمانۂ طفلی میں جب کہ آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر میں تھے بحیرہ راہب نے آپ کو (بادل کے سایہ کرنے سے) پہچانا۔

انھیں خصائص میں سے آپ کا شق صدر ہے۔ اس کا وقوع چار مرتبہ ہوا ہے۔

پہلی مرتبہ بچپن میں جب کہ آپ بنی سعد میں تھے۔

دوسری مرتبہ دسویں سال میں۔

تیسری مرتبہ بعثت کے وقت۔

چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔

اور انھیں خصائص میں سے آپ کی خدمت میں ابتدائے وحی کے وقت جبریل علیہ السلام کا آ کر لپٹانا اور آپ کے وجود شریف میں تصرف کرنا ہے، اسے بھی علماء نے خصائص میں شمار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ کسی نبی کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ہر عضو مبارک کا قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے۔

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے اسم صفت ''محمود'' سے آپ کا اسم مبارک احمد، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکالا، آپ سے پہلے یہ نام کسی اور کے نہیں رکھے گئے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی نعت و مدح میں فرماتے ہیں:

و شق لہ من اسمہ لیجلہ

فذو العرش محمود و ھذا محمد

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو بہشتی کھانا پینا کھلایا اور پلایا ہے۔

انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پشت کی طرف بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے، اور رات کی تاریکی میں ایسا ہی ملاحظہ فرماتے جیسا دن کی روشنی میں ملاحظہ فرماتے۔

انھیں خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو آپ کے دونوں قدم مبارک پتھر میں نقش ہو جاتے جس طرح کہ مقام ابراہیم علیہ السلام میں ہے، اور آپ کی دونوں کہنیوں کا نشان مکہ کے پتھر میں مشہور ہے، آپ کے گھوڑے کی سموں کا نشان مدینہ طیبہ میں بنی معاویہ کی مسجد میں واقع ہے۔ آپ کا لعاب کھاری پانی کو شیریں بناتا اور شیر خوار بچے کو دودھ سے بے نیاز کرتا، بیماروں کو شفا دیتا اور زخمیوں کے زخموں کو بھرتا تھا۔ آپ کے بغلوں کا رنگ سفید و سرخ تھا جن میں بال نہ تھے اور نہ جسم اطہر کے رنگ سے مختلف تھا، ان میں بو بھی نہ تھی۔

آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک سنائی دیتی تھی جہاں تک آپ کے سوا کسی کی آواز نہیں پہنچ سکتی، اور یہ کہ آپ کی آنکھیں تو سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا، اور جو بھی آپ کے پاس بات کرتا اس کی بات سنتے تھے، اور یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی انگڑائی نہ لی، اور حضور کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھی اور نہ آپ کے کپڑوں میں جوں پڑی، حضور کو کبھی احتلام بھی نہ ہوا اور نہ کسی اور نبی کو۔ آپ کے سینۂ مبارک کی خوشبو مشک نافہ سے زیادہ تھی، اور یہ کہ زمین پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ پڑتا تھا کیوں کہ زمین محل کثافت و نجاست ہے اور سورج کی روشنی میں کبھی بھی آپ کا سایہ نہ دیکھا گیا، اور یہ کہ جب آپ طویل القامت لوگوں کے درمیان چلتے تھے تو آپ ان سب میں دراز تر معلوم ہوتے۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے کاہنوں اور شیاطین کا آسمان سے چوری چھپے خبریں سننے کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آسمان کی حفاظت کی گئی، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شب اسریٰ میں زین ولگام کے ساتھ براق لایا گیا اور یہ کہ راتوں رات حضور کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا اور وہاں سے مقام اعلیٰ تک، اور آیات کبریٰ یعنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائی گئیں اور نظر مبارک کو ماسوا سے بچایا گیا، آپ کے لیے تمام انبیاء حاضر کیے گئے اور آپ نے ان کی اور فرشتوں کی امامت فرمائی، آپ کو بہشت کی سیر کرائی گئی اور دوزخ کا معائنہ کرایا گیا اور اس مقام تک لے جایا گیا جہاں تک کسی کا علم نہ پہنچ سکا اور بچشم سر پروردگار عالم کی دید کی اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کے لیے کلام ورویت جمع فرمائے اور آپ کو اس عالم میں اپنے جمال کی رویت سے مشرف فرمایا اور کسی فرشتے اور نبی وولی کو یہ فضیلت میسر نہ ہوئی۔

انھیں خصائص میں سے یہ ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیر فرماتے اور چہل قدمی کرتے، فرشتے آپ کی پشت مبارک کے پیچھے چلتے تھے، اور یہ کہ فرشتے آپ کی معیت میں قتال کرتے جیسا کہ غزوۂ بدر وحنین میں واقع ہوا۔ اور آپ کو کتاب عزیز دی گئی حالاں کہ آپ امی تھے نہ کسی سے کچھ پڑھا لکھا اور نہ کسی مدرسے میں گئے اور نہ کسی اہل علم کی مجلس میں حاضری دی، اور آپ کی کتاب مبارک کو تبدیل وتحریف سے محفوظ کیا گیا، اور اس کتاب کو ہر اس امتی پر جو خواہش کرے اس کا حفظ کرنا آسان کر دیا گیا اور دوسری امتوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی کتاب کو حفظ نہیں کر سکا۔

انھیں خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں، اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ رسول الثقلین ہیں اور اجنہ اور انسان کی جانب مبعوث ہیں اور بعض ملائکہ کی جانب بھی اور بعض تمام اجزائے عالم کی جانب بھی فرماتے ہیں، چنانچہ وہ آپ کی رسالت کی شہادت دیتے اور شجر وحجر آپ پر سلام عرض

کرتے ہیں۔

آپ کے اور آپ کی امت کے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا حالاں کہ آپ سے پہلے کسی ایک کے لیے بھی غنیمتوں کو حلال نہ کیا گیا تھا، اور آپ کے لیے زمین کو ذریعہ پاکی بنایا گیا یعنی اس سے طہارت کے لیے تیمم کرنا جائز ہے، دوسری شریعتوں میں پانی کے سوا کسی دوسری شئ سے طہارت کرنا درست نہ تھا، اسی طرح دیگر امتوں کے لیے مخصوص مقامات کے سوا نماز ادا کرنا جائز نہ تھا۔

انھیں خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات سے بہت زائد ہیں اور قرآن کریم سراسر معجزہ ہے، اور آپ انبیاء و مرسلین کے خاتم یعنی آخری ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور حق تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا وغیرہ وغیرہ۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول)

شان رسالت میں اعتقاد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انفرادی خصوصیات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبۂ وجود میں صرف اللہ عزوجل ہے باقی سب ظلال، اور مرتبۂ ایجاد میں صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو۔

توحیدیں دو ہیں ایک توحید الٰہی کہ اللہ ایک ہے ذات وصفات و اسماء و افعال و احکام و سلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ **لا الہ الا اللہ لیس کمثلہ شئ ھل تعلم لہ سمیا ھل من خالق غیر اللہ و لا یشرک فی حکمہ احدا و لم یکن لہ شریک فی الملک۔**

اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنی جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے متفرد ہیں:

منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور اپنے تمام فضائل ومحاسن میں شریک سے پاک ہیں جوہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔
خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں:

مخواں او را خدا از بہر حفظ و شرع پاس دیں
دیگر ہر وصف کش میخواہی اندر مدحش املا کن

دین وشریعت کے پاس ولحاظ کے سبب سے ان کو خدامت کہو اس کے علاوہ جس وصف کو چاہو ان کی مدح وصفت میں لکھو۔ (مولف)

اوران سے پہلے حضرت امام محمد بوصیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرماگئے۔

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم
و احکم بما شئت مدحا فیہ و احتکم

•

فانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف
و انسب الی قدرہ ما شئت من عظم

•

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد
فیعرب عنہ ناطق بفم

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا) اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا تو ان کی ذات پاک

کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہو اسے بیان کرے۔

بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی ،مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الملفوظ حصہ دوم)

حضور شبیہ سے منزہ ہیں

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھی ،اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک ،اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے ،ایک صحابی حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شباہت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی جب وہ تشریف لاتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سروقد کھڑے ہو جاتے۔

پھر امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔ اور یہ تو ظاہری شباہت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ و پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضل میں شریک نہیں۔ امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں :

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔

حضور کا نظیر محال ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر محال و ممتنع ہونے کے سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں :

وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے۔ تحت قدرت ہے ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں۔ (الملفوظ حصہ سوم)

حضور سے عالم منور و موجود ہے

اللہ تعالیٰ تو اعرف المعارف ہے ہر شئ کو تعین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اسکا بے غایت ظہور ہی سبب ہو گیا اس کی بے نہایت بطون کا، قاعدہ ہے کہ شئ جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہوتی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی، آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات، سحابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے، خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آ جاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لیے اگر چہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب، آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے۔ جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے نور لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا۔

بلاتشبیہ ذات باری تعالٰی بے حد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بے حد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اللہ تعالٰی نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کر دے۔

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض
یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کچھ حاصل کر لوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے۔ بغیر اس توسل کے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی، کون ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔

حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا

صحیح حدیث میں ہے خلقت الخلق لاعرفهم كرامتك و منزلتك عندى و لولاک ما خلقت الدنيا .

اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمھاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہچنوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے۔ جب دار العمل نہ ہوتا، دار الجزا کہاں سے آتا یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(الملفوظ حصہ چہارم)

حضور صراط مستقیم ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

عبداللہ بن عباس و امام ابو العالیہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں الصراط المستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صاحباہ .

صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اسے ابو العالیہ نے بطریق عاصم احول اور حاکم و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن عدی و ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (مقال عرفا باعزاز شرع و علماء)

حضور کی پکار

ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ندا فرمائی انھوں نے بعد فراغ نماز آ کر عذر نماز عرض کیا فرمایا کیا تم نے نہ سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم .

اے ایمان والو اللہ و رسول کی پکار کا جواب دو۔ (مولف)

حضور کا کلام مفسد نماز نہیں

ذوالیدین کے قصہ میں ہے کہ حضور نے صحابہ سے اور صحابہ نے حضور سے باتیں کیں جب سہو تحقیق ہو گیا باقی ماندہ نماز مع اصحاب ادا فرمائی وہ کلام مبطل نماز نہ ہوا۔

تمام متون فقہ میں تصریح ہے کہ کسی کو سلام اگرچہ سہواً ہو مفسد نماز ہے اور یہاں حکم ہے کہ وسط نماز میں عرض کریں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

ابوت آدم

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام عالم صورت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ ہیں ولہٰذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے، سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورۃ وابای معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ وعلی الانبیاء وکرم۔ (فتاویٰ افریقہ)

نگاہ نبوت

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں جب چاہوں جبریل کو دیکھ لوں کہ ملتزم سے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے یا واجد یا ماجد لا تزل عنی نعمۃ انعمتھا علی .

(ذیل المدعا لاحسن الوعا)

اے واجد، اے ماجد، تو نے مجھ پر جو انعام فرمایا ہے اسے مجھ سے دور نہ کرے۔ (مولف)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا دعوۃ ابراھیم و کان آخر من بشربی عیسی بن مریم .

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسیٰ تھے۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔

اسے طیالسی وابن عساکر وغیرہما نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۳۷)

غیر مشترک اوصاف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ وخصائص کریمہ نا قابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء، خاتم النبیین، سید المرسلین، اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الانبیاء۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج۱۱،ص۶۰)

انبیاء پر حضور کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا **فضلت علی الانبیاء بست.**

میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ اسے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کہیں فرمایا **اعطیت خمسا لم یعطھن احد من قبلی .**

مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔ اسے بخاری ومسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے **فضلت علی الانبیاء بخصلتین.**

میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا۔ اسے بزار نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری میں ہے **ان جبریل بشرنی بعشر لم یؤتھن نبی قبلی .**

جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں، اسے ابن ابی حاتم و عثمان الدارمی وابونعیم نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ان سب احادیث میں نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہیں، کسی میں کچھ فضائل شمار کیے گئے، کسی میں کچھ، کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائیں گی یا دو یا دس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر، حاش للہ! ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور بلکہ حقیقۃً ہر کمال، ہر فضل، ہر خوبی میں عموماً، اطلاقاً انھیں تمام انبیاء و مرسلین وخلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام وعام مطلق ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا، کس کے ہاتھ سے ملا، کس کے طفیل میں ملا، کس کے پرتو سے ملا اسی اصل ہر فضل ومنبع ہر جود وسر ایجاد وتخم وجود سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ع فانما اتصلت من نوره بهم. (فتاویٰ رضویہ ج ۹،ص ۱۱۷)

حضور کے لیے زمین مسجد بنادی گئی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جعلت لی الارض مسجدا و طهورا و ایما رجل من امتی ادرکته الصلاة فلیصل.

میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹،ص ۴۳۷)

حضور کا ہمزاد مسلمان ہے

ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک شیطان وقرین رہتا ہے کیا وہ حضور کے ساتھ بھی ہے اس سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ہمزاد از قسم شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی

ہے سوا اس کے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس سے مسلمان ہوگیا، صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما منکم من احد الا و معه قرينه من الجن و قرينه من الملائكة قالوا و اياک يارسول الله قال و اياى و لكن الله اعانى عليه فاسلم فلا يأمرنى الا بخير.

تم میں سے ہر ایک کے ساتھ جنات میں سے ایک مصاحب اور فرشتوں میں سے ایک مصاحب رہتا ہے، صحابہ نے عرض کی اور آپ یارسول اللہ؟ فرمایا اور میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے میری اعانت فرمائی کہ میرا مصاحب مسلمان ہوگیا تو وہ مجھے صرف بھلائی بتاتا ہے۔ (مولف)

اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت على الانبياء بخصلتين كان شيطانى كافرا فاعاننى الله عليه حتى اسلم . الحديث.

دو باتوں سے اگلے انبیاء کرام علیہ الصلاۃ والسلام پر مجھے فضیلت حاصل ہے ان میں سے ایک یہ کہ میرا مصاحب کافر تھا تو اللہ کی اعانت سے وہ مسلمان ہوگیا۔ (مولف)

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فضلت على آدم بخصلتين كان شيطانى كافرا فاعاننى الله عليه حتى اسلم و كن ازواجى عونا لى و كان شيطان آدم كافرا و زوجته عونا على خطيئة .

حضرت آدم علیہ السلام پر دو باتوں سے مجھ کو فضیلت ہے، میرا مصاحب کافر تھا وہ اللہ کی تائید سے مسلمان ہو گیا اور میری ازواج بھی میری مددگار ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کا مصاحب کافر تھا اور ان کی زوجہ محترمہ سے لغزش میں معاونت کا صدور ہوا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۷۳)

حضور کا مشورہ

کسی اہم کام کے لیے اہل رائے سے مشورہ کرنا سنت ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے مشورہ فرماتے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

یوں تو ہر فضل عطائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے خاص ہے کہ وہی اصل ومنبع ومبداء ومرجع ہر فضل ہیں۔

و کل آی اتی الرسل الکرام بها
فانما اتصلت من نوره بهم

انما مثلوا صفاتک للنا
س کما مثل النجوم الماء

مگر حقائق عطایائے محمدیہ میں یہ فضل کے بعد مشورہ بھی اپنی رائے پر اعتماد جائز ہو علماء کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے نہ گنے البتہ وجوب مشورہ کو خصائص والا سے شمار کیا جیسا کہ امام سیوطی کی انموذج اللبیب اور امام قسطلانی کی مواہب میں ہے۔ بلکہ ہمارے علمائے کرام نے ہر حاکم ذی رائے کے لیے اس کے عموم کی تصریح فرمائی کہ مشورہ کرے پھر عمل اپنی ہی رائے پر کرے اگرچہ سب رائے دہندوں کے خلاف ہو یعنی جب کہ مشورہ سے اپنی رائے کی غلطی ظاہر نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو محتاج مشورہ نہیں بلکہ ہر امر میں اپنے رب کے سوا تمام جہان سے غنی و بے نیاز ہیں حضور کا مشورہ فرمانا غلاموں کے اعزاز بڑھانے اور انھیں طریقہ اجتہاد سکھانے، امت کے لیے سنت قائم

فرمانے کے لیے تھا۔

وہ خود فرماتے ہیں: **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما ان اللہ و رسولہ لغنیان عنہما و لکن جعلہا اللہ رحمۃ لامتی فمن استشار منہ لم یعدم رشدا و من ترکہا لم یعدم غیا.**

بیشک اللہ اور اس کے رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مشورے سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میری امت کے لیے رحمت قرار دیا ہے تو میری امت میں سے جو مشورہ چاہے گا تو وہ ہدایت سے دور نہیں ہوگا اور جو اس کو ترک کردے گا وہ گمراہی سے دور نہیں ہوگا۔ (مولف)

بسند حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اسے ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ (فتاوی رضویہ ج ۷، ص ۴۸۱)

تحویل قبلہ میں حضور کی مرضی

رب تبارک وتعالیٰ نے ہر موقع پر اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی کا خیال رکھا اور اسے پورا فرمایا بلکہ اپنے محبوب کی مرضی کو اپنی مرضی قرار دیا اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضی، دنیا و آخرت دونوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور کی رضا چاہی۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلاشبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہ اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے **و لسوف یعطیک ربک فترضی.**

(اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)

قد نرى تقلبك وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام .

(ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمھارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف)

حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف سے رضا جوئی الٰہی تھی، مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے اپنا وہ حکم منسوخ فرما دیا اور حضور جو چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرما دیا۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضا جوئی محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں ارى ربك يسارع في هواك .

میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ اسے امام بخاری نے روایت کیا۔

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔

حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین وآخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائے گا :

كلهم يطلبون رضائي و انا اطلب رضاك يا محمد.

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمھاری رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۹)

حضور سے رب کا مشورہ

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

استشارنی ربی فی امتی ثلثا.

مجھ سے میرے رب نے میری امت کے بارہ میں تین بار مشورہ چاہا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۲۴)

حضور سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں، امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں **هو صلی الله تعالیٰ علیه وسلم رای صورة ذاته المبارکة فی الملکوت فاذا هو عروس المملکة .**

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دلائل الخیرات شریف میں ہے :

اللهم صل على محمد و على آله بحر انوارک و معدن اسرارک و لسان حجتک و عروس مملکتک.

الٰہی درود بھیج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں:

مملكتک هو موضع الملک شبهه بمجتمع العرس و ما فيه من الاحتفال و التناهى فى الصنيع و التأنق فى محسنانته و ترتيب اموره و كونه جديدا ظريفا و اهله فى فرح و سرور و نعمة و حبور فرحين بعروسهم راضين به محبين مكرمين له موتمرين لامره متنعمين له بانواع المشتهيات بدليل اثبات اللازم الذى هو العروس و المعهود تشبيه مجتمع العرس بالمملكة و عكس التشبيه هنا لا قتضاء المقام ذلک يفيدان سر المملكة و نكتتها و معنا ها الذى لاجله كانت هو المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما ان سر مجتمع العرس و نكتته و معناه الذى لاجله كان هو العروس و المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم هو الانسان الكبير الذى هو الخليفة على الاطلاق فى الملک و الملكوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء و الصفات و مكنه من التصرف فى البسائط و المركبات و العروس يحاكى بشانه شان الملک و السلطان فى نفوذ الامر و خدمة الجميع له و تفرغهم لشانه ووجدانه ما يجب و يشتهى مع الراحة و اصحابه فى مؤنته و تحت اطعامه فتم التشبيه و تمكنت الاستعارة .

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس

درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں، سب کام قرینے سے ہوتے ہیں، ہر چیز نئی اور خوش آئند لوگ اپنے دولھا پر شاد و فرحاں، اسے چاہنے والے، اس کی تعظیم واطاعت میں مصروف، اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں پاتے ہوئے، اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت اور دولھا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں، یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز وسبب دولھا ہوتا ہے یوں ہی تمام مملکت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز و مغز ومعنی صرف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

دولھا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لیے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماوصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا، دولھا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے، جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوں ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار وزیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عزوجل موجود کر دیتا ہے۔ کہ **اری ربک یسارع فی هواک**.

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ **انما انا قاسم و اللہ المعطی**.

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر نعمت کا دینے والا اللہ

ہے اور بانٹنے والا میں۔

یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ٹھہرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ١٩٩)

حضور بے مثل ہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل وہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے اور ختم نبوت ناقابل شرکت توامکان مثل مستلزم کذب الٰہی اور کذب الٰہی محال عقلی۔

منزه عن شريك فى محاسنه

فجوهر الحسن فيه غير منقسم

حضور اپنے تمام فضائل ومحاسن میں شریک سے پاک ہیں جوہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ٦ ص ٢٦٤، سبحان السبوح)

آٹھ چیزوں سے تخصیص

ابن جریر وابو یعلی اور بیہقی ابو ہریرہ سے نیز بیہقی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

(فيه قول عزوجل لنبيه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حين ذكر ما اعطى الانبياء السابقين عليهم الصلاة و التسليم من الفضائل) اعطيتك ثمانية اسهم الاسلام و الهجرة و الجهاد و الصلاة و الصدقة و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النهى عن المنكر.

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام کے فضائل ومناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا فرمائے اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز و صدقہ اور رمضان کے روزے وامر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۱۹۶)

تین مخصوص چیزیں

مسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں راوی :

فاعطی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثلثا الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورة البقرة و غفر لمن لم یشرک بالله من امته شینا المقحمات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئی ہیں پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور حضور کی امت میں سے اس کی مغفرت جس نے شرک نہیں کیا۔ (مولف)

قال فی نسیم الریاض (فاعطی رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثلثا) من الفضائل المخصوصة به صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

نسیم الریاض میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین مخصوص فضیلتیں عطا کی گئی ہیں۔ (مولف) (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۱۹۵)

انبیاء حضور کے امتی ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :

حقیقۃً تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہمارے حضور نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں انھیں نبوت دی ہی اس وقت ہے جب انھیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی بنالیا ہے، جس پر قرآن عظیم ناطق اور ہمارے رسالہ، تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں اس کی تفصیل فائق۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۰۴)

فضلات شریفہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب وطاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفا وسعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے۔

(فتاویٰ رضویہ ا، ص ۹۳۔ نبہ القوم، حاشیہ)

حضور کی رسالت عامہ

طبرانی وغیرہ یعلی بن مرہ سے راوی:

ما من شئ الا یعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن و الانس ..

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرکش جن اور انسان کے علاوہ ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(مولف)

امام ابن حجر افضل القریٰ میں بیان کرتے ہیں:

ان اللہ تعالیٰ اخذ العھد من جمیع المخلوقات حتی المصنوعات کالسیف و نحوہ بالایمان بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا تمام مخلوقات یہاں تک کہ

مصنوعات وغیرہ سے بھی عہد لیا ہے۔ (مولف) (المعتمد المستند ۱۱۹)

ایک روایت میں یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما من شئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن و الانس .

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔

(السوء والعقاب علی المسیح الکذاب)

جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے جسم اقدس ولباس انفس پر مکھی نہ بیٹھنا ہے۔

علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا، علماء نے تصریح کی، اس کا راوی معلوم نہ ہوا اور باوجود اس کے بلانکیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔

شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے :

و ان الذباب کان لا یقع علی جسدہ و لا ثیابہ .

مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر نہ بیٹھتی تھی۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں :

باب، ذکر القاضی عیاض فی الشفاء و العراقی فی مولدہ ان من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان لا ینزل علیہ الذباب ، و ذکرہ ابن سبع فی

الخصائص بلفظ انه لم يقع على ثيابه ذباب قط، و زاد ان من خصائصه ان القمل لم يكن يوذيه .

قاضی عیاض نے شفا میں اور عراقی نے اپنے مولد میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی، ابن سبع نے خصائص میں ان لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی نہیں بیٹھی اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوں آپ کو نہیں ستاتی تھی۔

شیخ ملا علی قاری شرح شمائل ترمذی میں فرماتے ہیں :

و نقل الفخر الرازی ان الذباب كان لا يقع على ثيابه و ان البعوض لا يمتص دمه .

رازی نے نقل کیا کہ مکھیاں آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے۔

اسی مضمون پر دوسری عبارت :

و من دلائل نبوته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان الذباب كان لا يقع على ثيابه هذا مما قاله ابن سبع الا انهم قالوا لا يعلم من روى هذه و الذباب واحده ذبابة ، قيل انه سمى به لانه كلما ذب آب اى كلما طرد رجع و هذا مما اكرمه الله به لانه طهره من جميع الاقذار و هو مع استقذاره قد يجئ من مستقذر .

قيل و قد نقل مثلها عن ولى الله العارف به الشيخ عبد القادر الكيلانى و لا بعد فيه لان معجزات الانبياء قد تكون كرامة لاولياء امته ، و فى رباعية لى .

من اكرم مرسل عظيم حلا
لم تدن ذبابة اذما حلا

هذا عجب و لم يذق ذو نظر
فى الموجودات من حلا احلا

آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی نہ تو آپ کے ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا، محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں، ذباب کا واحد ذبابہ ہے، کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آ جاتی ہے، یہ کرامت آپ کو اس لیے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے ہاتھ سے سرزد ہو جاتی ہے۔ اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے۔

آپ بزرگ ترین عظیم مٹھاس والے رسول ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔

مکھی نہ بیٹھنے میں ایک حکمت

بعض علماء عجم نے اسی بناء پر کلمہ محمد رسول اللہ، کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا

کہ آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہٰذا یہ کلمہ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔

اسی مضمون کی عبارت :

و تظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول الله ليس فيه حرف منقوط لان الموجود ان النقط تشبه الذباب فصين اسمه و نعته كما قلت فى مدحه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم.

لقد ذب الذباب فليس يعلو
رسول الله محمود و محمد
و نقط الحروف يحكيه بشكل
لذاک الخط عنه قد تجرد

اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لیے کہ نقطہ مکھی کے مشابہ ہوتا ہے عیب سے بچانے کے لیے اور آپ کی تعریف کے لیے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔

بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں اور حروف کے نقطے جو شکل میں مکھی کی طرح ہیں ان سے بھی اللہ نے اسی لیے آپ کو محفوظ رکھا۔

جوں ایذا نہ دیتی

ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا، جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔

علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اسی طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا۔

اور علامہ ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں :

و من خواصه ان لم ثوبه يقمل .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور کو جوں ایذا نہ دیتی۔

(مولف)

حضور کا جانور بوڑھا نہیں ہوتا

ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عمر بھر ویسا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔

علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں :

باب قال ابن سبع من خصائصه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان كل دابة ركبها بقيت على القدر الذى كانت عليه و لم تهرم ببركته .

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھر ویسا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا نہ ہوتا۔

تاریکی میں دیکھنا

امام ابوعبدالرحمٰن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر اعیان مائۃ ثلثہ میں سے ہیں، حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے ویسا ہی تاریکی میں۔

اس حدیث کو بیہقی نے موصولاً مسند روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی و ابن جوزی و سہیلی سے اس کی تضعیف نقل کی یہاں تک کہ ذہبی نے تو میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ

دیا، بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

وحکی بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن القرطبی مولده فی رمضان سنة احدی و مأتین و توفی سنة ستة و سبعین و مأتین ، عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها انها قالت کان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یری فی الظلمة . کما یری فی الضوء ، و فی روایة کما یری فی النور و لا شک انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کان کامل الخلقة قوی الحواس فوقوع مثل هذا منه غیر بعید و قد رواه الثقات کابن مخلد فلا وجه لا نکاره .

بقی بن مخلد ابو عبد الرحمٰن قرطبی (رمضان ۲۰۱ھ / ۲۷۶ھ) نے کہا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل الخلقۃ، قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لہٰذا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

فضائل وخصائص کی روایات

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم اور اس کے قریب بزار نے بسند جید اور ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بزار و بیہقی نے حدیث معراج میں روایت کی طریق اول میں ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست.

میں چھ وجہ سے انبیاء پر تفضیل دیا گیا۔

طریق دوم میں اس قدر اور زائد

لم یعطها احد کان قبلی .

مجھ سے پہلے وہ فضائل کسی کو نہ ملے۔

طریق سوم میں ہے۔

فضلنی ربی بست.

مجھے میرے رب نے چھ باتوں سے تفضیل دی۔

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احمد مسلم نسائی ابن ابی شیبہ ابن خزیمہ بیہقی ابونعیم راوی۔

فضلنا علی الناس بثلث .

ہمیں تین وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت ہوئی۔

ابودرداء سے طبرانی معجم کبیر میں راوی۔

فضلت باربع .

میں نے چار وجہ سے فضیلت پائی۔

سائب بن یزید کی حدیث میں ہے۔

فضلنا علی الانبیاء بخمس.

میں پانچ وجہ سے انبیاء پر بزرگی دیا گیا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

اعطیت خمسا لم یعطهن احد قبلی .

میں پانچ چیزیں دیا گیا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بے تعین عدد ہے۔

اعطیت ما لم یعط احد من الانبیاء .

مجھے وہ ملا جو کسی نبی نے نہ پایا۔

دوسری روایت میں ہے۔

اعطیت اربعا لم یعطهن احد من انبیاء الله تعالیٰ قبلی .

مجھے چار چیزیں عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی اللہ کو نہ ملیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

فضلت علی الانبیاء بخصلتین.

میں دو باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔

عوف بن مالک کی حدیث میں بھی پانچ ہیں مگر یوں کہ

اعطینا اربعا لم یعطهن احد کان قبلنا.

ہمیں چار فضیلتیں ملیں کہ ہم سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔

و سالت ربی الخامسة فاعطانیها.

اور میں نے اپنے رب سے پانچویں مانگی اس نے وہ بھی مجھے عطا فرمائی۔

وهی ما هی.

اور وہ تو وہی ہے یعنی اس پانچویں کی خوبی کا کہنا ہی کیا ہے۔

پھر چار بیان فرما کر وہ نفیس پانچویں یوں ارشاد فرمائی :

سالت ربی ان لا یلقاھا عبد من امتی یوحدہ الا ادخلہ الجنۃ .

میں نے اپنے رب سے مانگا میری امت کا کوئی بندہ اس کی توحید کرتا ہوا اس سے نہ ملے مگر یہ کہ اس کو داخل بہشت فرمائے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج فقال ان جبریل اتانی فقال اخرج فحدث بنعمۃ اللہ التی انعم بھا علیک فبشرنی بعشر لم یوتھا نبی قبلی .

جبریل نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ باہر جلوہ فرما کر اللہ تعالیٰ کے وہ احسان جو حضور پر کیے ہیں بیان فرمائیے پھر مجھے دس فضیلتوں کا مژدہ دیا کہ مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہ پائیں۔

مذکورہ احادیث فضائل کو نقل کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں چھ، کہیں دس اور حقیقۃً ۱۰۰ سو اور ۲۰۰ دو سو پر بھی انتہاء نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے خصائص کبریٰ میں ڈھائی سو کے قریب حضور کے خصائص جمع کیے اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے، اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم علم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں جس قدر حضور اپنے فضائل وخصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا اور حضور سے زیادہ علم والا ان کا مالک ومولیٰ جل علی، ان الی ربک المنتھی جس نے انھیں ہزاروں فضائل عالیہ وجلائل غالیہ دیے اور بے حد وبے شمار ابدالآباد کے لیے رکھے و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ اسی لیے حدیث میں ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی ۔

اے ابوبکر مجھے ٹھیک ٹھیک جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

اسے علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا ہے۔

ترا چناں کہ توئی دیدہ کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کو واضح کرتے ہوئے مزید امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست، اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا و طھورا و ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون ۔

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان میں سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ)

اشعار

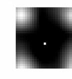
امام احمد رضا بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انفرادیت وخصوصیت کو مدنظر رکھتے

ہوئے نغمہ سرا ہیں:

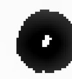
لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا



تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

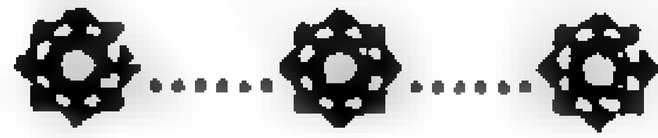


تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم
تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے



وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(حدائق بخشش)



اول و آخر، ظاہر و باطن

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن، و هو بكل شئ عليم۔

وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن۔ اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

(الحدید،۳)

اول وآخر ظاہر وباطن

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شئ عليم .

وہی ذات اول وآخر اور ظاہر وباطن ہے اور وہی ہر شی کا جاننے والا ہے۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد وثنا پر بھی مشتمل ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر وبیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں کیوں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ان اسماء وصفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء مجملہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں، اور وحی متلو (جس کی تلاوت کی جاتی ہے جو کہ بواسطہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام خدا کا ارشاد ہوتا ہو) اور وحی غیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے جو بغیر کسی واسطہ کے القا، خواب اور براہ راست کلام الٰہی کا نزول ہو) ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن وجمال اور کمال وخصال کا آئینہ دار بنایا۔ اگر چہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفات سے متخلق ومتصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا مثلاً نور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول، آخر، ظاہر، باطن بھی انھیں قبیل سے ہیں۔

حضور کی شان اولیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم صفت، اول کیسے ہے؟

تو یہ اولیت اسی بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے چنانچہ حدیث شریف

میں ہے :

اول ما خلق اللہ نوری

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

(۲) یہ کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اول ہیں حدیث پاک میں ہے

کنت نبیا و ان آدم لمنجدل فی طینتہ .

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر ہی میں تھے۔

(۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب دینے والے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا

الست بربکم کیا میں تمھارا رب نہیں؟ قالوا بلی سب نے کہا ہاں کیوں نہیں۔

(۴) یہ کہ آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں چنانچہ فرمایا .

و اول من آمن باللہ و بذلک امرت و انا اول المومنین .

اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مومن ہوں۔

(۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لئیے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔

(۶) یہ کہ روز قیامت سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت پاؤں گا۔

(۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لیے ہی کھلے گا۔

(۸) یہ کہ سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

شان آخر

اس سبقت واولیت کے باوجود بعثت ورسالت میں آپ آخر ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولكن رسول الله و خاتم النبيين.

لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

(۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں میں آپ کا دین آخری ہے۔

چنانچہ فرمایا:

نحن الآخرون السابقون.

تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں۔

کیوں کہ بعثت میں یہ آخریت و خاتمیت اور فضیلت میں اولیت و سابقیت کا موجب ہے۔ اس لیے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔

شانِ ظاہر و باطن

اب رہا آپ کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں، اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب اور بعید کے لوگ آپ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے۔

ہر شیٔ کے جاننے والے

و هو بكل شيء عليم وہی ہر شی کا جاننے والا ہے، کا ارشاد بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے کیوں کہ فوق كل ذی علم عليم ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے، کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں، عليه من الصلوات افضلها و من التحيات

اتمھا و اکملھا. (مولف) (مدارج النبوۃ، جلداول)

اول وآخر ہونا ظاہر وباطن ہونا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اول وآخر، ظاہر وباطن کے بارے میں ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبریل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیک یا اول ، السلام علیک یا آخر ، السلام علیک یاظاہر السلام علیک یا باطن ,

رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت کریمہ فرمائی ہے۔

هو الاول و الاخرو الظاهر و الباطن و هو بكل شی عليم .

اس آیت کے لحاظ سے حضور نے جبریل سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا، اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوقات سے پہلے حضور کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا۔ اور حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک وشبہ کی مجال نہیں۔ اور حضور کو باطن کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اس کے کرورویں حصے کو نہیں پہنچتا اور جملہ انوار انھیں کے تو پرتو ہیں آفتاب میں شک ہوسکتا ہے اوران میں شک ممکن نہیں۔

فرض کیجیے ہم نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب کی برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس کی دھوپ بھی دوپہر کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں یہ آفتاب نہیں کوئی کرۂ نار کا شرارہ ہے یقیناً ہر مسلمان فوراً صدق دل سے ایمان لائے گا کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق وصحیح ہے اور آفتاب

سمجھنا میرے نگاہ و گمان کی غلطی صریح ہے۔

آخر اس کی وجہ کیا یہ ہی کہ آفتاب ہنوز معرض خفا میں ہے اور حضور پر اصلاً خفا نہیں آفتاب سے کروروں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں اس واسطے ان کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے معرفت الٰہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الٰہی بھی زائد ہے۔ صدیق اکبر جیسے اعرف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے اور کسی نے نہ پہچانا۔

باطن ایسے کہ خدا کے سوا کسی نے ان کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر پتہ ہر ذرہ شجر و حجر وحوش وطیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے۔ صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں انبیاء و مرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق، باقی رہا حقیقۃً ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے تبارک و تعالیٰ ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا، ان کی حقیقت کو پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رہا بلا تشبیہ محب نہیں چاہتا کہ جو محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں :

انه لغیور و انا اغیر منه و الله اغیر منی .

وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

وہ کیوں کر روا رکھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز ہیں ابوجہل لعین حاضر ہو کر عرض کرتا ہے، زشت نقش کز بنی ہاشم شگفت، (بنی ہاشم میں آپ سب سے برے ہیں) حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے۔ ابوبکر صدیق اکبر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ کوئی خوبصورت نہ پیدا ہوا حضور بے مثل ہیں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی نہ غربی ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا:

گفت من آئینہ ام مصقول دوست

میں تو اپنے چاہنے والے رب تبارک وتعالیٰ کا اجالا ہوا آئینہ ہوں۔

ابوجہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابوبکر سب سے بہترین ہیں انھوں نے اپنا نور ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لہٰذا ذات کریم جامع کمال ظہور وکمال بطون ہے۔ ظہور کسی شئ کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے وہ شئ نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی۔

آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات وغبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہو کر واپس آتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہو گیا آفتاب کہ نام ہے ان کی گلی کے ایک ذرہ کا، وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لیے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے

اور اس میں مع ذات وصفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اس ذات کی کون پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا ہے یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا، یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف ہیں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لیے ہے، وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل وکمالات میں شریک سے منزہ ہیں۔

(المیلادالنبویۃ فی الالفاظ الرضویہ)

اول وآخر ظاہر و باطن نام رکھنے کی وجہ

مولانا فاضل علی قاری شرح شفاء میں علامہ تلمسانی سے ناقل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا۔

السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر ، السلام علیک یا ظاھر ، السلام علیک یا باطن .

میں نے کہا اے جبریل یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں، عرض کی میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء ومرسلین پر خصوصیت بخشی ہے اپنے نام وصفت سے حضور کے لیے نام وصفت مشتق فرمائے ہیں۔

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء میں آفرینش میں مقدم ہیں۔

اور آخر اس لیے کہ ظہور میں سب سے موخر اور آخر ام کی طرف خاتم الانبیاء ہیں۔

اور باطن اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجی یہاں تک کہ حق جل وعلاء نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتے اور چراغ تاباں۔

اور ظاہر اس لیے حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف وفضل سب آسمان وزمین پر آشکارا کیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجی، اللہ تعالیٰ حضور پر دورد بھیجے، حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد اور حضور کا رب اول وآخر وظاہر وباطن ہے اور حضور اول وآخر وظاہر وباطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی و صفتی.

حمد اس خدا کو اس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حضور سرورِ کونین اور حضرت آدم

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق الله آدم اخبر بنیه فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرأني اسفلهم فقال یا رب من هذا قال هذا ابنک احمد هو الاول و هو الآخر و هو اول

شافع و اول مشفع۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا انھیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند و روشن و نور دیکھا عرض کی الٰہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلی شفاعت مانگا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخرین بعثت اولین یوم قیامت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الآخرون السابقون یوم القیامة .

ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

مسلم و ابن ماجہ ابو ہریرہ و حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الآخرون من اهل الدنیا و الاولون یوم القیامة المقضی لهم قبل الخلائق.

ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لیے حکم ہوگا۔

دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ ادرک بی الاجل المرجو اختارنی اختیارا فنحن الاخرون و نحن السابقون یوم القیامة .

بیشک اللہ نے مجھے مدت اخیر وزمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پچھلے اور ہمیں روز قیامت سب سے اگلے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث میں نسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے۔

ان اللہ ادرک بی الاجل المرحوم و اختصر لی اختصارا.

مجھے اللہ عزوجل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لیے کمال اختصار فرمایا۔

اسحاق بن راہویہ مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں مکحول سے راوی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے لینے تشریف لے گئے اور فرمایا:

لا و الذی اصطفی محمدا علی البشر لا افارقک.

قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی بولا واللہ خدا نے انھیں تمام بشر سے افضل نہ کیا امیر المومنین نے اسے طمانچہ مارا وہ بارگاہ رسالت میں نالشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم اس طمانچہ کے بدلے اسے راضی کردو۔ (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی آدم صفی اللہ ابراہیم خلیل اللہ نوح نجی اللہ موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ و انا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں ہاں اے یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین لقب دیا۔ ہاں اے یہودی تم زمانے میں پہلے ہو۔

و نحن الآخرون السابقون یوم القیامة.

اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں۔

ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابو اسحاق جوز جانی تاریخ اور ابونعیم دلائل میں اور ابن سعد طبقات میں اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ و اذ اخذ من النبیین میثاقھم و منک و من نوح و ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا:

کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث.

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا۔

قتادہ نے کہا **فبداء به قبلھم .**

اسی لیے رب العزت تبارک وتعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پرنور کا نام پاک لیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابو سہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدم کیوں کر ہوا فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی آدم من ظھورھم ذریاتھم و اشھد ھم علی انفسھم الست بربکم کان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اول من قال بلی و لذلک صار یتقدم الانبیاء و ھو آخر من بعث.

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انھیں خود ان پر گواہ

بنانے کو فرمایا کیا میں تمھارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ بلی عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالاں کہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفات الٰہی کے مظہر اتم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الذین بدلوا نعمة الله کی تفسیر میں فرمایا کہ نعمت الٰہی سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت قرآن کی منت ہیں اور خاص اس آیت کا ذکر مناسبت مقام کے سبب کیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفرینش میں تمام جہان سے اول ہیں تو تمام مخلوقات الٰہی کو حضور نے دیکھا کہ حضور ان سب سے پہلے موجود ہوئے اور تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں تو تمام انبیاء پر جتنے علم اترے وہ سب حضور نے جمع فرمالیے اور حضور اپنے معجزوں سے ظاہر ہیں، ان میں سے حضور کا غیب کی خبریں دینا ہے، اور حضور اپنی ذات سے باطن ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی قدیم صفات کے مظہر، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور ہوگا، اپنے رب کے بتانے سے اس سب کو جانتے ہیں تو اللہ عزوجل نے حضور پر ان پانچوں کی تجلی سے منت فرمائی اور ہم پر حضور کے بھیجنے سے احسان فرمایا تو حضور اس آیت عظمٰی کی منت ہوئے۔

حضور کے نائب

فتوحات مکیہ میں سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے نائب وخلیفہ، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں پھر پیدائش ہوئی اور نسل کا اتصال ہوتا رہا اور ہر زمانے میں خلفاء متعین ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم طاہر کا زمانہ پیدائش پہنچا وہ چمکتے آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے کہ ہر نور ان کے

چمکتے نور میں مندرج ہوا اور ہر حکم ان کے حکم میں پوشیدہ ہوگیا اور سب شریعتیں ان کی جانب کھنچ آئیں اور ان کی سرداری کہ چھپی ہوئی تھی ظاہر ہوگئی تو وہی اول وآخر ظاہر وباطن اور وہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔

(الدولۃ المکیۃ)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اول وآخر ظاہر وباطن ہونے کا بیان اس طرح فرماتے ہیں :

ظاہر وباطن اول وآخر زیب فروع وزین اصول
باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

●

ہے انھیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

●

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

●

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
تخم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

ان کی نبوت ان کی ابوت سے سب کو عام
ام البشر عروس انھیں کے پسر کی ہے

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا بو البشر کی ہے

•

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

•

کنز مکتوم ازل میں در مکنون خدا ہو
سب سے اول سب سے آخر ابتدا ہو انتہا ہو
سب بشارت کی اذان تھے تم اذان کا مدعا ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے تم موخر مبتدا ہو
قرب حق کی منزلیں تھے تم سفر کا منتہیٰ ہو
قبل ذکر اضمار کیا جب رتبہ سابق آپ کا ہو

•

انتہائے دوئی ابتدائے یکی جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
کثرت بعد قلت پہ اکثر درود عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

